سید محمد سید محمد

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام فرحت التیام کتاب مستطاب المسمّٰی بہ

جواب السائل فی احسن الدلائل

من تصنیفات جناب فیض مآب منشی السید محمد حسن صاحب تحصیلدار اکبرپور المتخلص بہ نقوی

در مطبع یوسفی دہلی باہتمام سید حسن علی طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بیحد ثابت ہے اُس خدائے جبار و قہار کو کہ جس نے نصرت دی مومنین ابرار کو اور مخذول کیا اشرار و منافقین ناہنجار و معاندین سید مختار و آل اطہار کو اور نعت لاتعد ولا تحصےٰ سزاوار ہے اُس رسولِ کبار انبیا و مرسلین کے سردار کو جس نے آوارگانِ وادیٔ ضلالت و گم گشتگانِ بادیۂ جہالت کو راہِ ہدایت و معرفت دکھائی اور بحکم آیہ کریمہ یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الخ حضرت علیؑ کو وصی و خلیفہ بلافصل اپنا مقرر فرما کر تکمیل دین مبین کی فرمائی جس کے بعد آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ آئی۔ اور مدح بیشمار اُس برگزیدہ روزگار مقبول و ولی کردگار نفس رسول کبار کاسر اصنام و قاتل کفار پسر عم و وصی و خلیفہ بلافصل جناب احمد مختار یعنی امیر المومنین امام المتقین حجۃ اللہ فی العالمین یعسوب الدین قائد الغر المحجلین ابو الائمۃ المعصومین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب سلام اللہ علیہ و علیہم اجمعین کو زیبا ہے کہ جس کی ذات بابرکات نے بنیادِ دین اسلام کو قوی و مستحکم اور بنائے کفر کو ضعیف و کمزور فرمایا اور بڑے بڑے شجاعانِ روزگار و اشد ترین کفار کو تہ تیغ آبدار و داخل دار البوار کیا ؎ گر نبودے دستِ حیدر

ذوالفقار ۔ کے شور سے اللہ اکبر آشکار ۔ اما بعد خاکپائے حضرت سید الانام و
پیرو اہل بیت کرام صلوا علیہ و علیہم فی اللیالی والایام الی یوم القیام وصف نعال
نشین بزم ارباب علم کلام و کفش بردار علمائے اعلام و خدمت گزار متکلمین عالی مقام
عبدہ العاصی المذنب محمد حسن ابن سید محمد حسین مرحوم مغفور متوطن داعی پور صانہ اللہ
عن الشرور خدمت میں مومنین عالی وقار و پیروان آل اطہار بری الثنا کے عرض کرتا
ہے کہ ایک پرچہ سوال مطبوعہ نامور پریس الہ آباد منجانب محمد ابو القاسم الہ آبادی جسکا
جواب سائل نے بڑے دعوے کے ساتھ جمیع علمائے شیعہ سے طلب کیا ہے نظر
حقیر سراپا تقصیر سے گزرا کہ جو سائل کی عدم لیاقت علم کلام و ناقابلیت و تنگی نظر پر
حجت تام رکھتا ہے سائل نہ کتب مناظرہ سے باخبر اور نہ لیاقت علمی سے بہرہ ور
نہ صاحب ادراک و ہنر بلکہ باطل گو سر بسر ہے حتّٰے کہ اس کی تحریر پر نا واقفان فن و
جہلائے زمن خندہ زن ہیں اگر سائل کو کتب کلامیہ عربیہ کے مطالع کی لیاقت نہ تھی
تو کتب فارسیہ و اردو یعنی نزہہ جناب مرزا محمد صاحب مبرور و تشئید المطاعن مصنفہ
جناب مفتی محمد قلی صاحب مغفور وغیرہ سبحان علی خاں صاحب مرحوم اعلی اللہ مقامہم یا
طعن الرماح و دفع المغالطہ و ذوالفقار حیدری و سیف صارم و رمی الجمرات وغیرہ
کتب شیعہ کا مطالعہ کیا ہوتا اسوقت اپنے کلام کی حقیقت اور سوال کی وقعت ظاہر
و باہر ہو جاتی اور پھر ایسے سوال جاہلانہ اور کلام عامیانہ کی طرف رغبت و جرأت نہ ہوتی
علمائے اعلام و متکلمین عالی مقام کی یہ وقعت نہیں کہ ایسے سوال لاطائل و کلام جاہل
و بحث عاطل و اقوال باطل کی طرف توجہ فرمائیں اور اپنے وقت عزیز کو ضائع
کریں ہر چند کہ اس کمترین خلائق پابند علائق و عوائق کو بسبب کثرت اشغال
فرصت مقال نہ تھی لیکن بخیال طعنہ زنی مخالفین خصومت شعار و استعجاب عوام
و جاہلین روزگار و بکمال اصرار اخلائے روحانی و جوش حمیت ایمانی کے یہ معترف

عجز و نادانی و نابلد کوچہ معانی بافضال ایزد متعال مصروف تحریر جواب سوال حسب مقتضائے حال ہوا اور نام اس مختصر نافع کا **احسن الدلائل فی جواب السائل** رکھا۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ **تمہید** سائل کے نزدیک دلائل پیش کردہ اثبات ایمان و اسلام ثلثہ کے لئے کافی ہیں اور ہم بھی یہ نہیں کہتے کہ کلیتہً ادعائے ملت حضرت خیرالانام کے منافی ہیں ہر فرقہ اسلام ان حجتوں کو پیش کرسکتا ہے مگر انہیں سے کم و بیش کرسکتا ہے کیونکہ منجملہ انکے بعض اصول و بعض صفات میں داخل ہیں اور یہ مفید انکے حق میں ہیں جو حق پر قائم اور ایمان و یقین میں کامل ہیں ناقص الایمانوں کے لئے یہ دعوے بیکار ہے اہل نفاق کو اسنے کیا سروکار ہے جبکہ انکی ذات پر یہ صفات صادق نہ آئیں اور وہ ان سے مستثنیٰ اور معرا سمجھے جائیں یہ سوال کہ انکے علاوہ دلیلیں لاؤ اور ایمان و فضیلت جناب امیر ثابت کر دکھاؤ محض فضول اور پیش فہمی العقول نامقبول ہے ہر فرقہ جسکو ادعائے اسلام و ملت حضرت خیرالانام علیہ الصلواۃ والسلام ہے وہ قرآن مجید و احادیث معتبرہ کا منکر نہیں ہوسکتا آیات کلام الٰہی و احادیث جناب رسالت پناہی تکمیل ایمان و فضائل جناب امیر خیبر گیر کے شاہدین عادلین ہیں سائل نے جو صفات ثلثہ تحریر کئے ہیں انکو ایسا محیط اور کافی سمجھ لیا ہے کہ انکے سوا اور کوئی دلیل باقی نہیں رہے حضرت سائل صاحب ثلثہ کا خاتمہ بالخیر ہونا اولاً اپنے ہی مذہب کی کتب سے ثابت کرتے بعدہ انکے مومن ہونیکا دم بھرتے تو مضائقہ نہ تھا حیف صد حیف کہ جو لوگ ہمیشہ مخالفت احکام خدا و رسول انام و مخاصمت اہلبیت اطہار علیہم السلام کے پابند رہے انکے مقابلہ میں ایسے برگزیدہ خالق کو مین کے ایمان سے سوال کیا جائے کہ جو امیرالمومنین یعسوب الدین قائد الغر المحجلین ہوا اور اسکا ایمان از روئے تفسیر و احادیث تمام اہل سمٰوات و ارض کے ایمان سے بہتر و افضل ہو فاعتبروا یا اولو الابصار۔ پس مناسب

معلوم ہوتا ہے کہ ممدوحین سائل کو اولاً صفات مذکورہ سوال سے بادلہ وبراہین
خارج ہونا ثابت کرلیں اس کے بعد اہل اصول کے موافق سوال کا جواب شافی
وکافی باسلوب وافی دیتا کہ صفات ثلاثہ مقبولہ شیعہ نہ سمجھے جائیں اور کسی وقت
بحجت پیش نہ آئیں **قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب** میرے
چند احباب شیعہ مذہب جنکو زبانی مناظرہ کا بہت شوق ہے ہمیشہ چھیڑ چھاڑ
مذہبی رکھتے اور وہی پرانے دہرانے سوالات کیا کرتے اور جواب دینے پر امر
حق کو کبھی تسلیم نہ کرتے **اقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب**
یہہ عبارت عدم لیاقت سائل پر دال ہے کہ جبکا فقرہ آخر مخبر ماضی ہے نہ حال
ہے اور پھر اس قابلیت پر یہہ قیل و قال ہے بسبب تخالف مذہبی اہل سنت تو
شیعوں کو اپنا خصم جانتے ہیں اور آپ انکو اپنا دوست گردانتے ہیں اور اسی
پردہ دوستی میں بطعن وطنز پیش آتے ہیں امر حق تسلیم نہ کرنے کا الزام ناروا لگاتے
ہیں عَلِیٌّ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ مشہور ہے پس پیروان علی علیہ السلام سے یہہ
بات بہت دور ہے کہ حق سے درگذر کریں اور باطل کا دم بھریں واضح ہو کہ شیعہ
اثنا عشریہ پیرو فاتح بدر وحنین متمسک بحدیث ثقلین ہیں جو کچھ قرآن مجید میں
آیا ہے اور مصحف ناطق حضرت رسول و اہل بیت رسول نے ارشاد فرمایا ہے
اسی کی پیروی کرتے ہیں کذب افترا سے ڈرتے ہیں سوائے ان آیات و
احادیث کے جو پرانی ہو چکیں نئی کہاں سے لائیں جو مخالف کو دکھائیں لیکن
خارسان مضمار سنت شیخین وچابک سواران عرصہ طریقت تارکین حدیث ثقلین کے
لئے یہ میدان وسیع ہے کہ جب مرکب فکر دوڑایا نیا مضمون ہاتھ آیا جیسی ضرورت
پیش آئی ویسی ہی حدیث پڑھ کر سنا دی مخالف قرآن ہونے سے انکو ڈر نہیں ترک
حق اور پیروی باطل سے خوف و خطر نہیں اجماع چند نفر پر عمل ہے نہ کذب سے باک

خوف ضلل ہو قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب اُنہیں سے
بعض اہلِ انصاف نے تو کتاب ہدایات الرشید جو زمانہ حال میں تالیف ہوئی
ہے اور جسکو عجائب قدرتِ خداوندی کا نمونہ کہتے تو بجا ہے دیکھ کر سکوت
اختیار کیا مگر بعض دیگر نے جنمیں مادہ تعصب و ہٹ دھرمی بہت زیادہ ہو امرِ حق کو
تسلیم نہ کیا اور وہی پرانے لغو اعتراضات و سوالات پیش کرتے رہے لہذا خاکسار
مجبور و لاچار ہو کر سوال معروضہ ذیل جمیع علمائے شیعہ کی خدمت میں پیش کرتا
ہے کہ جواب دینے سے قیمت دلائل اہلِ سنت کی وقعت و قدر اُنکو ظاہر ہو جائے
اور یہ ثابت ہو جائے کہ جناب امیر کے بھی ایمان و فضیلت ثابت کرنے کے لئے اس قسم
کے دلائل سے بڑھکر کوئی دوسری دلیل دشمن کے مقابلہ میں نہیں ہو سکتی اقول
المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب بعض پر الزام سکوت پردۂ
انصاف میں تارِ و اور اتہام بیجا ہے اُنکی خاموشی کب از روئے تسلیم و قبول
ہے یہ قولِ لغو اور فضول ہے بلکہ باوجود ادعائے اختراع و ایجاد اہلِ سنت اسکے
وہی پرانی کہانی دیکھکر جواب دینے کو امرِ عاطل اور عبث کہ جسکو تحصیل حاصل سمجھے
ہیں کتاب ہدایات الرشید تو تالیف میں ہے نہیں معلوم کس حیِ الٰہی اور اصحاب ثلثہ
کے نوکر نے خصائل جدید اور بحث نامتناہی کا ذکر ہے کہ جسکو اپنے زعم ناقص
اور خیالِ باطل میں عجائب قدرتِ خداوندی کا نمونہ منتہی الکلام اور تحفہ اثنا عشریہ
سے دونا سمجھا ہے بڑے بڑے محققین مذہب اہلِ سنت نے شیعوں سے وہ جواب
شافی پاتے ہیں اور ایسے الزام اُٹھاتے ہیں کہ پھر کبھی حرفِ مناظرہ زبان پر نہیں
لائے جیساکہ کتاب تشیید المطاعن کا کسی نے اب تک جواب دیا نہ قصدا الافحام کا
رد آجتک کسی نے تحریر نہیں کیا اب کس کی تاب و طاقت ہے جو اس میدان میں آسکے
اور جوٹ نہ کھائے ہم دلائل اہلِ سنت کی وقعت و قدر خوب جانتے ہیں الیسے تلبیس و

تدلیس کو کب مانتے ہیں اگر سائل مدعی اسلام ہے تو اسکو قبول ایمان و فضیلت جناب امیر علیہ السلام میں کیا کلام ہے ورنہ لفظ دشمن سے شخص ثالث مراد لیکر طلب دلائل کی کیا ضرورت ہے یہ مناظرے کی نئی صورت ہے اور اگر خود اس پردہ دشمنی میں طلبگار دلائل ہے تو بسم اللہ اپنی طبیعت بھی احتجاج بیّن اور براہین روشن پیش کرنے پر مائل ہے ع دشمن عیب جو سے باک نہیں ۔ جناب امیر خیبر گیر کے ایمان و فضیلت کی شہادت کلام الٰہی سے پیدا ہے اور احادیث حضرت رسالت پناہی سے ہویدا ہے ۵ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمہ آفتاب راچہ گناہ ۔ قال السائل فی تلبیس الخوارج و النواصب علمائے شیعہ سے التماس یہ ہے کہ اپنے ہی اصول کی بنا پر ایسا جواب عنایت فرمائیں کہ خصم پر حجت ہو سکے ساتھ ہی اس کے کوئی کلمہ سخت و خلاف تہذیب استعمال نہ کریں ۔ اقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب ایسے سوال فضول اور کلام نامعقول کا جواب دینا شان علما کے لئے معیوب اور ماہرین فن کے نزدیک بے سود ہے لیکن یہ بیچاراں آپکی تسکین خاطر تردد آثر کے لئے حاضر و موجود ہے شیعوں کے اصول میں قرآن مجید و احادیث صحیحہ حضرت احمد مختار و کلام معجز نظام و ہدایت انضمام آئمہ اطہار داخل ہے اور اسی کے ساتھ علمائے شیعہ بحث کرتے ہیں دوسروں کا ہر کلام بیکار و باطل ہے جو صاحب بصیرت ہیں انکو احتجاج شیعہ سے راہ عرفان و دولت ایمان مل جاتی ہے لیکن کوئی حجت کور باطنوں کی کام نہیں آتی سخت کلامی سے ہمکو خود عار ہے ہر موقع و محل و ہر کس و ناکس کے مناسب حال طریقہ گفتار ہے الفاظ لغو اور ٹھرمی وغیرہ جو اپنی تہذیب کے موافق آپنے استعمال فرماتے ہیں انہی کے ہم پہلو اور مترادف المعنی الفاظ جواب شر کی بشر کی سمجھ کر ہم بھی اپنے کلام میں جا بجا لائے ہیں قال السائل فی تلبیس الخوارج و النواصب صحابہ متبوعین اہل سنت و جماعت

مثل حضرت ابوبکر و عمر و عثمان وغیرہ رضی اللہ عنہم جناب پیغمبر خدا صلعم کے ہاتھ پر
اول ہی زمانہ دعوت اسلام میں کہ اُسوقت کوئی امید نفع دُنیا کی نہ تھی ایمان لائے
اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر آنحضرت صلعم کا ایسے وقت میں ساتھ دیا کہ اُسوقت
آپکا کوئی رفیق و غمگسار نہ تھا اور تمام اپنے و بیگانے آپکے دشمن تھے **بقول**
المتمسک بولایۃ اسداللہ الغالب ہمکو بھی اقبال ہے کہ اصحاب
ثلثہ مقبولین اہلِ سُنّت اور امثال اُنکے مدعی اسلام تھے لیکن بظاہر اور برائے
نام تھے کلمہ ایمان زبان پر جاری اور تصدیق جنانی سے عاری ظاہر اُنکا اسلام
ظاہری کا آئینہ اور باطن اُنکا نفاق و شک و ریب کا گنجینہ تھا اور وہی لوگ
مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ ہیں راہِ نفاق کے سالک ہیں خود خداوند قدیر حضرت
بشیر و نذیر کو آگاہ فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ
یعنے اور وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم یقین لائے اللہ پر اور روز قیامت پر اور
نہیں ہیں وہ مومنین سے اور ایسے اشخاص کی مذمت میں کہ جو مصداق فِیْ قُلُوْبِھِمْ
مَّرَضٌ کے تھے حق سبحانہ و تعالیٰ نے مثالاً ارشاد فرمایا ہے اور اُنکی تفضیح کے لئے
اسطرح قرآن میں آیا ہے مَثَلُھُمْ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا
حَوْلَہٗ ذَھَبَ اللّٰہُ بِنُوْرِھِمْ وَتَرَکَھُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ یعنے اُنکی مثال جیسے ایک
شخص نے سلگائی آگ پھر روشن رکھا اُس کے گرد کو لیگیا اللہ اُنکی روشنی اور چھوڑا
اُنکو اندھیروں میں نظر نہیں آتا پھر فرمایا اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْہِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ
ترجمہ یا جیسے مینہ پڑتا ہے آسمان سے اُسمیں تاریکی ہے اور رعد و برق پھر ارشاد
کیا کُلَّمَآ اَضَآءَ لَھُمْ مَّشَوْا فِیْہِ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَیْھِمْ قَامُوْا ترجمہ جب بار چمکتی ہے
اُسپر چلتے ہیں اُسمیں اور جب اندھیرا ہو گیا کھڑے رہے۔ اِن آیات کی تفسیر مشہور ہی
بلکہ بیضاوی وغیرہ میں مذکور ہے جس سے صاف ظاہر و آشکار ہے کہ ایسے لوگوں کا

تو ایمان ناقص بیکار ہے گو بسبب ایمان ظاہری فوائد ایمانی دنیوی سے متمتع ہوئے اور مالِ غنیمت و زکوٰۃ پایا اور جان و مال اپنا بچایا مگر در حقیقت بعارضۂ نفاق بیمار و سلسلۂ ظلمتِ شک و ریب میں گرفتار رہتے ہیں وہی اصحاب ناقص الایمان منافقین امت تھے کہ داخلِ زمرۂ صحاب حضرتِ رسالت تھے جیسا کہ امام نووی نے کہ علمائے اہلِ سنت سے ہیں شرح مسلم میں نقل کیا ہے کہ اِنَّھُمْ کَانُوْا مَعْدُوْدِیْنَ فِیْ اَصْحَابِہٖ یُجَاھِدُوْنَ مَعَہٗ اِمَّا حَمِیَّۃً اَوْ لِطَلَبِ الدُّنْیَا یعنے منافقینِ امت اصحاب رسول خدا میں معدود اور محسوب تھے اور آنحضرت کے ساتھ جہاد و غزا میں شریک ہوتے تھے یا بحمیت یا بطلب دنیا اگرچہ اس باب میں صاحب ملل و نحل و دیگر بزرگان اہلِ سنت کا اکثر قول بالتصریح و تفصیل ہے کہ ذکر اسکا موجب تطویل ہے اسی مختصر سے کہ جو بیان ہوا معلوم ہو سکتا ہے کہ محض مسلمان ہونا اور کلمہ پڑھنا کس کام کا ہے وہ عمل تو نہیں جس سے فائدہ انجام کا ہے اقرار باللسان کے ساتھ تصدیق بالجنان چاہیے بلکہ عمل بالارکان اوّل دعوتِ اسلام میں اصحابِ ثلٰثہ کا ایمان لانا شیعوں کو کب تسلیم ہے بلکہ کتب اہلِ سنت میں بھی انکا سابق الاسلام ہونا ترقیم ہے۔ شیعہ حسب کتاب امالی بیان کرتے ہیں کہ سات برس تک جنابِ رسولِ خدا صلعم کے پیچھے بجز علی ابن ابیطالب اور جعفر بن ابیطالب کے کوئی نماز پڑھنے والا نہ تھا بعد اس کے ایمان لانے والے سراً حضرت ابیطالب اور علانیۃً حضرت حمزہ و عبیدہ و ابوذر غفاری و عمر ابن علبۃ اسلمی و زید بن حارث و جناب ابن الارت و خالد بن سعید وغیرہ تھے جب اسلام کو یوماً فیوماً ترقی شروع ہوئی تو اصحاب ثلٰثہ نے بھی اسلام ظاہری قبول کیا اس لئے کہ وہ بذریعہ کاہنین واقف و آگاہ ہو چکے تھے کہ ایک شخص عنقریب پیدا ہو کر مدعی نبوت و رسالت ہوگا اور تمہارا اُس نبی کے ساتھ ہونا و اطاعت کرنا تمہارے لئے موجب دولت و حکومت

ہوگا چونکہ اِن حضرات کو حرصِ دُنیائے ناپائدار تھی لہذا جویائے حصول دولت و
حشمت وجاہ واقتدار ہوئے ظاہر ہے کہ جب کسی اولوالعزمی و ترقی
مدارج پر لوگ نظر کرتے ہیں تو بامّید حصول مراتب و جاہ و ثروت آئندہ اُسکا ساتھ
دیکر سختی اور تکلیف میں بسر کرتے ہیں چنانچہ اکثر ابتدائے ریاستوں اور سلطنتوں میں
ایسا ہوا اور ہوتا ہے لیکن اس مقام پر یہہ بھی لازم نہیں آتا کہ جس قدر مسلمان ہوئے
ہوں وہ سب بامید نفع دنیوی ایمان لائے ہوں اور نیک نیّتی و خوش عقیدتی
سے اس دین میں نہ در آتے ہوں اور اس صورت میں کچھ تخصیص سابق الاسلام
ہونیکی نہیں ہے جو لوگ اوّل ہی دعوتِ اسلام میں یا بعد اسکے محض بغرض آخرت
وحصول فوائد دینی ایمان لاتے وہ مرتے دم تک اُسی نیّت خالص پر قائم رہے اور
کبھی شک و ریب کے نزدیک آئے اقرار اُنکا باللسان اور تصدیق اُنکی بالجنان عمل
بالارکان سے ظاہر و روشن ہے اُن پر کب کوئی طعنہ زن ہے۔ ابن الحدید ابوجعفر
کہ دوستداران شیخین اہل سُنّت سے ہے ناقل ہے کہ جمہور المحدثین لم یذکروا اَنّ
اَبَا بَکرٍ اسلم الّا بعد عِدَّۃٍ مِّنَ الرِّجَالِ مِنہُم عَلِیُّ بنُ اَبِی طَالِبٍ وَجَعفَرُ اَخُوہُ وَزَیدُ بنُ حَارِثَۃ
وابوذر الغفاری وعمر ابن عنبسہ اسلمی وخالد بن سعید بن العاص وجناب ابن الارث
وغیرہ انتہیٰ پس یہہ قول ابن الحدید مؤیّد ادعائے شیعہ ہے اور یہہ بھی ممکن ہے کہ
وقت قبول اسلام بعض کی نظر بفوائد عقبیٰ تھی لیکن بعد اُسکے جب حرص
دُنیاوی اور شہوتِ نفسانی غالب ہوئی تو طریقہ استقامت کو ترک کردیا اور
اُسی خیال پارینہ و طریق دیرینہ کی طرف عود کیا جیسا کہ اعتراف کیا ہے فضل بن
روزبہان نے کتاب ابطال الباطل میں حیف ہے کہ جب خلیفہ اوّل صاحب برسر
یہہ ارشاد فرماتے تھے کہ اُس شخص پر شیطان سوار ہوتا ہے اُسوقت حضرت سائل
وجود نہ تھے اور یہہ ادعائے سائل کہ وقت قبول اسلام حضرات ثلثہ کے

کوئی رفیق و غمگسار پیغمبر نہ تھا بلکہ تمام اپنے و بیگانے آنحضرت کے دشمن تھے غلط
و کذب بحت ہے جناب امیر علیہ السلام کب دشمن تھے حضرت ابو طالب جو حافظ
و حارس جناب رسول خدا کے تھے کب دشمن تھے حضرت امیر حمزہ جنہوں نے امثال
ابوجہل کی مونچھوں میں شیرہ ملوایا کب دشمن تھے لیکن اُسوقت جن لوگوں نے معاذ اللہ
حضرت کو دیوانہ یا مجنوں کہا تھا انہیں سے بعض کا اظہار وقت طلب کاغذ و قلم
لفظ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَھْجُرُ نے کر دیا جائے غور ہے کہ بعد قبول اسلام جن کی زبانیں طعن
سے بند نہ ہوئیں وہ زمانہ جاہلیت میں کب ساکت رہتے اور یہ ممکن تھا کہ کچھ نہ کہتے
اظہار غیر استقلال مزاج و تلون طبیعت کے لئے ایک اور نئی دلیل پیش کیجاتی
ہے کہ جسکو دیکھکر انصاف پسند اہلِ سُنّت کو شرم آتی ہے ظاہر ہے کہ خلافت
خلیفہ اول کے باعث حضرت عمر ہوئے سب سے پہلے خود بیعت کی اور دوسروں سے
مُصِر سربسر ہوئے لیکن صحیح بخاری مطبوعہ بمبئی ۱۲۸۰ھ ہجری کے جزو بست وششم
صفحہ ۱۰۰ میں یہ فرمانا خود حضرت عمر کا مرقوم ہے اَلَا وَاِنَّ بَیْعَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ قَدْ کَانَتْ
فَلْتَۃً وَلٰکِنَّ اللّٰہَ وَقٰی شَرَّھَا یعنے آگاہ ہوں اہلِ اسلام بدرستیکہ بیعت
ابی بکر کی تحقیق کہ تھی دفعتاً یعنے بلا سبقت مستخلف کے لیکن خدا نے شر سے اُسکے
بچا لیا انتہی - ماشاء اللہ کیا خوب خلافت باشر سے بچے جس خلافت کے باعث
خود ہوتے سب سے بہتر جانا سب سے اول خود بیعت کی پھر اُسی کو باشر فرماتے ہیں
استقلال عقائد اور استحکام خیال کے یہی معنے ہیں حق تعالیٰ قرآن میں ارشاد
فرماتا ہے فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْکُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ترجمہ پس
اگر ڈگ جاؤ تم اور پھر جاؤ تم دین اسلام سے بعد اس کے کہ آئی ہیں تمہارے
پاس دلیلیں روشن اسلام کے حق ہونے کی پس جان لو تم کہ تحقیق خدا غالب ہے اور
قادر ہے عذاب کرنے پر حکمت والا - چنانچہ اہلسنت کی کتب احادیث میں جا بجا

روایت ہے کہ ایک روز عمر خطاب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم یہودیوں سے بہت اچھی باتیں سنتے ہیں اگر اجازت ہو تو ہم اُنکو لکھ لیں حضرت نے فرمایا کہ شک اور تردد میں نہ پڑو اسلام کی طرف سے جیسا کہ یہودیوں نے شک اور تردد کیا اپنے دین میں اور میں لایا ہوں تمہارے واسطے ایک دین نورانی اور پاکیزہ اور اگر موسےٰ زندہ ہوتے تو سوائے میری پیروی کے اُنکی کوئی رائے نہ ہوتی اور دوسری روایت جمع بین الصحیحین میں یا ہے کہ اُس پر عمل نہ کیا آخر کو عمر ابن خطاب توریت کی نقل کر کے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے اور حضرت کے روبرو اُسکو پڑھنے لگے حضرت کے چہرہ مبارک کا رنگ اُسکو دیکھ کر غیظ و غضب کے ساتھ متغیر ہو گیا اُسوقت ابوبکر نے عمر سے کہا کہ تمہاری مائیں تمہارے غم میں بیٹھے کیا نہیں دیکھتے کہ چہرہ رسول خدا کا متغیر ہو گیا ہے اور تم پڑھے جاتے ہو اُسوقت پڑھنا موقوف کیا اس کے علاوہ مشکوٰۃ شریف اور نہایہ ابن اثیر اور ازالۃ الخفا مصنفہ شاہ ولی اللہ میں حدیثیں میلان خلیفہ ثانی کی طرف یہودیت و نصرانیت کے مذکور اور مشہور بین الجمہور ہیں یعنی کبھی نسخہ من التوراۃ لاتے تھے اور جناب رسول خدا صلعم کو پڑھ کر سناتے تھے جس سے حضرت کے چہرہ مبارک کا رنگ بغیظ و غضب متغیر ہو جاتا تھا اور فرماتے تھے وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ بَدَا لَکُمْ مُوسٰی فَاتَّبَعْتُمُوہُ یعنی قسم ہے اُس کی کہ جان محمد جس کے قبضہ قدرت میں ہے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے واسطے ظاہر ہوں تو ہر آئینہ تم متابعت اُنکی کرو گے انتہےٰ اور کبھی خدمت اقدس نبوی میں عرض کرتے تھے کہ ہمکو احادیث یہود بہت پسند آتی ہیں دل کو نہایت بھاتی ہیں اگر آپ ارشاد فرمائیں تو ہم اُنہیں سے کچھ لکھ لائیں جناب رسول خدا

جواب میں فرماتے تھے اَتَتَهَوَّكُوْنَ اَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى بَعْدَ مَا جَاءَ تَكُمْ بَبَيْضَاءَ نَقِيَّةٍ وَ لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ بعض نے تفسیر تہوک بہ تحیر کی ہے اور بعض کے نزدیک بے سمجھے سوچے کسی بات کو اختیار کرنا الحاصل حضرت فرماتے تھے کہ تم لوگ مثل یہود و نصاریٰ متحیر ہو یا بے سمجھے سوچے چلتے ہو آیا میں تمہارے واسطے طریقہ روشن و پاکیزہ نہیں لایا ہوں اور اگر حضرت موسے آج زندہ ہوتے تو بجز میری اطاعت و متابعت کے انکو چارہ نہ ہوتا و فی نہایہ حدیث آخر اَنَّ عُمَرَ اَتٰى بِصَحِيْفَةٍ اَخَذَهَا مِنْ بَعْضِ اَهْلِ الْكِتَابِ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ قَالَ اَمُتَهَوِّكُوْنَ فِيْهَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ

حاصل کلام ولب مرام تزلزل ایمانی خلیفہ ثانی بفحوائے کلام فصاحت نظام حضرت ملک علام و بمصداق حدیث جناب خیر الانام علیہ الصلوٰۃ و السلام الی یوم القیام پیش ارباب عقول و افہام کتب مذہب اہل سنت سے ظاہر و باہر ہے یہ تزلزل اسی سبب سے تھا کہ بے فکر و تامل فوائد دینی کے اسلام لائے تھے کا ہنونکی ترغیب سے اس دین میں دراتے تھے اگر کچھ بھی ثابت قدمی ہوتی اور فوائد دینی پر طبیعت جمی ہوتی تو ہرگز تزلزل واقع نہ ہوتا جیسا کہ بقسم شدید حضرت رسول مجید نے ارشاد فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰ ظاہر ہوتے تو تم بیشک ملت اسلام بیضا نقیہ کو چھوڑ کر اور یہودیت کو اختیار کر لیتے اور یہ تزلزل ایمانی خلیفہ ثانی اور بھی ماجرائے روز صلح حدیبیہ سے حسب روایات صحاح و سیر اہل سنت واضح و لایح ہو گیا کہ خلیفہ جی فرماتے تھے کہ جیسا آج شک مجھکو نبوت میں ہوا ایسا کبھی نہیں ہوا پس یہ جملہ خبر دیتا ہے کہ ہمیشہ شک تھا لیکن اس روز زیادہ ہو گیا اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ هٰذَا الْاِسْلَامِ اور نیز صحیح بخاری میں جو بزعم اہل سنت صحیح تر بعد کتاب باری ہے مروی ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ نے کہ وارد ہوگا میرے سامنے روز قیامت

ایک گروہ میرے اصحاب سے پس وہ سب حوض کوثر پر روکے جائیں گے فاقول
یا رب اصحابی فیقول انک لا علم لک بما احدثوا بعدک انہم ارتدوا
علی ادبارھم القھقری یعنی حضرت نے فرمایا کہ میں کہونگا اے رب میرے
یہ اصحاب میرے ہیں کہ حوض کوثر سے روکے جاتے ہیں پس فرمائیگا پروردگار
عالم کہ تمکو علم نہیں ہے کہ کیا کیا ان لوگوں نے امور جدید حادث اور واقع کئے
ہیں بعد تمہارے تحقیق کہ یہ اصحاب تمہارے مرتد ہو گئے اور منحرف اور الٹے پھر گئے
انتہی اور نیز صحیح بخاری میں مروی ہے کہ جناب رسول مقبول صلعم نے اصحاب
سے فرمایا کہ ستحرصون علی الامارۃ وستکون ندامۃ یوم القیامۃ یعنی قریب ہے
کہ تم لوگ اے صحابہ حرص امارت کی کروگے اور یہہ امر تمہارے لئے بروز قیامت
سراسر موجب ندامت ہوگا پس یہ ارشاد حضرت کا ماجرائے روز شورہ سقیفہ و
اجماع اہل سخیفہ سے ظاہر و باہر ہو گیا منا امیر و منکم امیر میر کا شور بلند تھا طالب
امارت ہر ایک خود پسند تھا سودائے امارت ایسا سر میں سمایا کہ فرمان حضرت
مخبر صادق کا کچھ خیال نہ آیا اور ندامت روز قیامت کا بھی غم نہ کھایا کیوں
حضرت سائل آپکو اپنے تعصب و عناد اور بغض و فساد کی قسم ہے کہ اس حدیث کی
مصداق کون اصحاب ہوئے منافع دینی و ثواب اخروی سے ناکامیاب ہوئے
شیخ عبد الحق دہلوی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ جن اصحاب کبار نے کفار
و اشرار سے مقابل ہو کر اپنی جان عزیز قدم حضرت رسول مختار صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ
الاطہار پر نثار کی حضرت نے بکر شہادت انکے حسن خاتمہ کے دی یعنی بعد از ان ارجائے
دیگر بر شہدائے دیگر بایستاد و فرمود کہ اینہا اصحاب منند کہ روز قیامت بر ایشاں
گواہی دہم ابوبکر صدیق گفت ما نہ اصحاب تو ایم فرمود بلے شما اصحاب منید و
لیکن ندانم کہ شما بعد از من چہ کنید پس اس بیان و اعلان شیخ جی سے اور بھی

توضیح و تصدیق حدیث ستحرہوں و کرداخِ خلیفہ صدیق کی باظہار نام علی العام ہو گئی اور کوئی محل شک باقی نہ رہا پس بعون ایزد متعال و لفضل خدائے لایزال و بطفیل رسول حضرت ذوالجلال مطلب عبد حقیر و شکستہ بال ساتھ تفصیل و اجمال کے بکمال ادلہ و براہین بین روشن و مبرہن ہو گیا اگر منجملہ اصحاب رسول مقبول کے منافقین و ناکثین عہد نہ تھے تو کسکی شان میں یہ آیات الٰہی اور احادیث حضرت رسالت پناہی وارد ہوئیں اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ اکمل افراد اُن کے اصحاب ثلثہ تھے جیسا کہ بعض احادیث اہل سُنت و روایات مذہب جماعت سے باظہار نام ہم ثابت کر چکے ہیں مومنین و دیندار و حق بین و اُولی الابصار و ارباب انصاف شعار و تارکین اعتسافِ[۱] و انکار کے نزدیک بات کالظہر فی النہار روشن و آشکار ہے کہ صحاب ثلثہ محض لطمع جیفہ دنیا اسلام لائے زبانی نیم کلمہ برائے نام لائے ساتھ ماجرائے سقیفہ کے اہل سُنت کی صحیح بخاری بعد کتاب باری گواہی بگمراہی بعض اصحاب رسالت پناہی دیتی ہے حرص امارت دنیا نے ایسا گھیرا خواہش نفسانی نے وہ دست شفقت پھیرا کہ نعش پاک جناب سید لولاک کو بے غسل و کفن چھوڑا سعادت شرکت دفن سے مُنہ موڑا مگر سلسلہ شوریٰ نہ توڑا سبحان اللہ حمیت دینی اسی کا نام ہے یہی ایمان یہی اسلام ہے ارباب دین و اصحاب ایمان و یقین تو عام مسلمانوں کی تجہیز و تکفین میں شریک و معین ہوتے ہیں مگر افسوس کہ اشرف المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین کے دفن و کفن میں بجز چند مومنین موقنین و ابرار و صالحین کے کوئی شریک نہ ہوا فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ اس مقام کے مناسب مولوی روم نے خوب فرمایا ہے لیکن اُن پر کسی نے اعتراض نہیں جمایا اور بطعن و طنز کوئی پیش نہ آیا اہل دنیا

[۱] بالکسر بمعنی بیراہ رفتن و بیداد کردن ۱۲ منہ

کافران مطلق اند + روز و شب در زرق زرق و در بق بق اند + چوں صحابہ فکر دنیا داشتند + مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب آنحضرت کی اعانت میں زر و مال اپنا صرف کیا کفار و مشرکین کے ہاتھوں سے اذیتیں اٹھائیں خدا و رسول کے لئے اپنا وطن مالوف چھوڑ کر ہجرت کی اور مہاجر کہلائے یقول المتمسک بولا یتہ اسد اللہ الغالب زر و مال صرف کرنا ثلثہ کا اعانت حضرت رسالت میں ادعائے باطل اور قول لغو و عاطل ہے کیا دلیل اس کی سائل کے پاس ہے شیعوں کے نزدیک یہ دعویٰ نامقبول اور بے اساس ہے اگر بفرض محال صرف کرنا زر و مال کا تسلیم بھی کر لیا جائے تاہم کوئی فضیلت واسطے اصحاب ثلثہ کے ثابت نہیں ہوتی تا وقتیکہ کامل الایمان اور واثق الایقان ہونا انکا اور قائم رہنا اقرار لسانی پر ساتھ تصدیق جنانی کے تا وقت آخر ثابت نہو ہرگاہ کہ ایمان وایقان میں نقصان ہے تمام اعمال میں نقص و زیان ہے جو راسخ الاعتقاد ہی عمل نیک سے اسی کو مفاد ہے جبکہ مسلمان ہونا بطمع دنیا ثابت ہو چکا تو یہ صرف مال بھی بامید حصول دنیائے بد مآل سمجھنا چاہئے کیونکہ جو ایمان اللہ لاتا ہے وہی مال اپنا راہ خدا میں اٹھاتا ہے اور اجر اسکا خدا سے پاتا ہے اہل ہوا و ہوس ٹھوسوں کی طرح بامید نفع آئندہ صد ہا روپے صرف میں لاتے ہیں لیکن وہ سخی نہیں کہلاتے اور ارباب کرم و جود کا رتبہ نہیں پاتے اصحاب انصاف اور مردمان بے اعتساف کے نزدیک اصحاب ثلثہ کا بخل صرف زر و مال میں ساتھ رسول ایزد متعال کے باحتجاج کامل بلا احتمال ثابت ہے پارہ لبت و ہشتم سورہ مجادلہ میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ یعنی لے

وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو جسوقت راز کہو تم پیغمبر سے پس مقدم کرو تم قبل راز کہنے اپنے کے صدقہ کو یہ صدقہ دینا راز کہنے سے پہلے بہتر ہے واسطے تمہارے یعنی دین کے باب میں دوستی دُنیا سے اور پاکیزہ تر یعنی اُس کے عمل گناہوں سے پاک ہوتے ہیں انتہی پس مفسرین آیہ نجوی نے بالاتفاق بیان فرمایا ہے کہ سوائے امیر المومنین علی ابن ابیطالب کے کسی نے اس آیت کی تعمیل نہیں کی چنانچہ مروی ہے کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر کا سوال کیا تو فرمایا کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی جناب رسولخدا نے صحابہ کے روبرو یہ آیت پڑھی سب آدمی اٹھکر چلے گئے رسول خدا نے مجھکو بُلاکر فرمایا کہ کیا مصلحت دیکھتے ہو تم اس میں کہ ہر ایک پر ایک دینار مقرر کروں کہ وقت راز کہنے کے ہر شخص ایک دینار براہ خدائے غفار تصدق کرے میں نے عرض کی کہ یہ لوگ طاقت اس کی نہیں رکھتے ہیں فرمایا کہ پس کیا دیویں وہ عرض کیا مینے کہ ایک دانہ یا ایک جو دینار ہیں سے فرمایا کہ نصیب تیرا دینار میں سے بہت کم ہے جسوقت کہ حضرت نے اس قدر پر تیسر مقرر کیا تو لوگوں کو بہت دشوار معلوم ہوا فقیروں نے بسبب تنگی کے اور تونگروں نے بوجہہ بُخل کے رسول خداصلعم کے پاس جانا موقوف کیا اور میں اپنی مال سے ایک دینار اپنے پاس رکھتا تھا اسکو مینے دس درم کو فروخت کیا اور ہر روز ایک درم تصدق کرتا تھا اور رسول خدا سے راز کہتا تھا اور مسائل پوچھتا تھا اور خلوت میں راز علوم سے واقف ہوتا تھا موافقین و مخالفین دونوں کی کتابوں میں مذکور ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ کتاب خدا میں ایک آیت ہے کہ کسی نے مجھ سے پہلے اُس پر عمل نہیں کیا ہے اور نہ بعد میرے کوئی عمل کریگا اور جامع الاصول میں لکھا ہے کہ صحابہ میں سے کسی نے اس آیت پر عمل نہیں کیا سوائے حضرت علی ابن ابیطالب کے اور کشاف میں مرقوم ہے کہ عبداللہ ابن عمر نے اپنے باپ سے روایت کی ہے

کہ اُنہوں نے ایک روز کہا کہ حضرت علیؑ میں تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر مجھ میں ایک بھی
اُنمیں سے ہوتی تو میرے نزدیک وہ شتران سرخ مو و زاغ چشم سے بہتر تھی ایک تو
فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کا اُن سے نکاح ہونا جسوقت بڑے بڑے بزرگ اور نامی
آدمی قریش کے اُن معصومہ کی درخواست کرتے تھے اور دوسرے علم رسول خدا کا
انکو مرحمت ہونا بروز جنگ خیبر اور تیسرے آیہ نجوی کہ اُس پر سوائے حضرت علیؑ کے
اور کسی نے عمل نہیں کیا - پس منصف طالب حق اور صاحب ایمان مطلق کے نزدیک
اختیار کرنا حضرت علیؑ کا بحالت فقر تصدق اور نجوی کو اور توجہ اُن کی ملاقات سرور
انبیا میں حجت روشن اور دلیل بین ہے افضل و کامل الایمان و عاشق رسول ایزد منان ہونیکی
بمقابلہ تمام صحابہ کے اور بیٹھ رہنا اصحاب ثلاثہ کا باوجود آسودگی و تونگری کے اور ترک
کرنا نجوی کا اور محروم رہنا اُنکا اس سعادت کبریٰ اور موہبت عظمیٰ سے دلالت کرتا ہے
اُنکے حریص ہونے پر طرف عجوزہ دنیائے غدار کے اور راغب ہونے دولت ناپایدار پر
اور اسی سے نقص ایمان و تزلزل ایقان بھی اُنکا ثابت ہے کہ باوجود دولت بسبب
بخل کے اختیار نہ کیا تصدق راہ خدا کو اور ترک کیا ملاقات رسول خدا کو پس نہ صرف
کرنا زر و مال کا ایسے محل پر اعانت رسول جلیل میں باین دلیل بے عدیل ثابت ہے
تفسیر مدارک و تفسیر زاہدی و تفسیر بحر مواج شہاب الدین دولت آبادی میں کہ بہت
معتبر کتابیں اہل سنت کی ہیں مذکور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے
کہ اس آیت پر کسی نے عمل نہیں کیا ہے مجھ سے پہلے اور نہ بعد میرے اُس پر کوئی عمل
کریگا میرے پاس ایک دینار تھا اُس کو میں نے خرچ کیا جسوقت کہ میں جناب رسول خدا سے
راز کہتا تھا تو اُسمیں سے ایک درہم کو تصدق کرتا تھا اور دس مسئلہ میں نے رسول خدا سے
پوچھے اور حضرت نے جواب اُنکا مجھکو دیا میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وفا کیا چیز ہے فرمایا کہ
توحید اور شہادت لا الہ الا اللہ کی پھر میں نے پوچھا کہ فساد کیا ہے فرمایا کہ کفر اور شرک ہے

خدائے تعالیٰ کا بعد اس کے یہ پوچھا کہ حق کیا ہے فرمایا اسلام اور قرآن اور ولایت یعنی خلافت جسوقت کہ منتہا ہو طرف تمہارے باقی اور رسائل لکھے ہیں پس اس روایت سے بخوبی واضح و لائح ہے کہ اصحاب ثلٰثہ کو کس قدر مال دنیائے بدمآل سے محبت تھی کہ صرف کرنا اُس کا بمقابلہ سعادت ملاقات حضرت رسول مقبول قبول نہ کیا اور اس شرف عظیم کو ہاتھ سے دیا جبتک یہ آیت منسوخ نہ ہوئی خدمت بابرکت حضرت رسالت میں حاضر نہ ہوئے بلکہ بوجہ بخل حصول شرف ملازمت حضرت رسول سے قاصر ہوئے اب پیرو ان کے ہزار باتیں بنائیں جہلا کو اپنی سخن سازیاں دکھائیں اس سے کیا حصول ہے ذکر صرف زر و مال سے اظہار صفات ثلٰثہ فضول اور پیش ذوی العقول نامقبول ہے روایات متذکرہ سے انکا بخل ہویدا بلکہ نفاق ہویدا ہے ورنہ ملاقات حضرت رسالت کیوں عزیز کرتے مال دنیائے دنی کا دم نہ بھرتے ؎ بخیل ار بود زاہد بحر و بر ✽ بہشتی نباشد بحکم خبر علاوہ اس کے یہ ثابت ہوا کہ مثل اسلام و قرآن کے خلافت اُسوقت حق ہے جبکہ حضرت علی کو پہنچے پس جو شخص بشورہ سقیفہ ظاہری خلیفہ ہوا خلافت اُس کی حق نہیں بلکہ باطل ہے یہ نکتہ اُس کے لئے کافی ہے جو دانا اور عاقل ہو اور بسبب منسوخ ہونے آیہ نجوی کے ایک نکتہ باریک ہاتھ آیا یعنی علم جناب احدیت میں تھا کہ اس آیت پر سوائے حضرت علی کے کوئی عمل نہ کریگا اور فرمان برداری اس امر کی دوسری میں ثابت نہ ہوگی پس نازل فرمانا آیہ مبارکہ کا اور پھر اُسکو منسوخ کرنا صریح و بدیہہ اظہار فضیلت حضرت حیدر کرار کا اور انکشاف عقائد ظاہری حریصان دولت ناپائدار کا مقصود واجب الوجود تھا افسوس کہ خداوند عزوعلا جسکو بعد نبی تمام خلق پر فضل کرے منکرین متعصبین منافقین مخترعین دین کو اُسکا ہمسر بنائیں اور خدا و رسول سے نہ شرمائیں فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ و از انجملہ حضرت بشیر و نذیر کا جناب امیر سے راز کہنا اور فضیلت علی پر حسد کرنا اور روایات سے بھی ثابت ہے چنانچہ ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں

لکھا ہے کہ جابر ابن عبداللہ سے منقول ہے دعا رسول اللہ علیاً الی الطائف فانتجاہ
فقال الناس ای المنافقون او عوام الصحابۃ فقد طال نجواہ مع ابن عمہ
یعنی بلایا رسول خدا نے علی کو طرف طائف کے پس راز کہا حضرت نے علی علیہ السلام
سے پس کہا آدمیوں نے یعنی منافقوں نے یا عوام صحابہ نے پس تحقیق دراز ہوا راز
کہنا انکا ساتھ پسر عم اپنے کے انتہی اس عبارت ملا سے معلوم ہوا کہ کہنے والے
طال نجواہ مع ابن عمہ کے منافقین یا عوام صحابہ تھے اور شیخ متقی نے کنز العمال
میں بجائے فقال الناس کے فقال ابوبکر اور ملا معین الدین نے ابوبکر کی جگہ عمر کا نام لکھا
ہے معلوم ہوتا ہے کہ ملا علی قاری جو اس امر سے غافل تھے ناس کی تقریر میں یا منافقون
یا عوام صحابہ تحریر کیا ہے پس حسب بیان ملا علی قاری کہنے والے منافق تھے یا عوام
صحابہ کہ جو ذلیل و رذیل تھے اور بے قدر و بے وقعت پیش خدا و رسول جلیل تھے
اور شیخ متقی نے صاف نام ابوبکر کا اور ملا معین الدین نے صاف نام عمر کا ظاہر
کر دیا اور یہ سب علمائے اہل سنت سے ہیں اب اصحاب بصیرت و ارباب
نیک سیرت حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت اور شیخین کی عداوت ملاحظہ فرمائیں
کہ کس قدر رشک و عناد و حسد و فساد انکے دلوں میں حضرت علی کی طرف سے تھا حضرت
بشیر و نذیر تو جناب امیر خیبر گیر کو امین راز رب قدیر جان کر اظہار راز فرمائیں اور معاندین
و حاسدین بہ طعن و طنز پیش آئیں اور الحسد یاکل الحسنۃ کما یاکل النار الحطب کو
خیال میں نہ لائیں فقط قطع نظر اس کے بزمانہ ہجرت حضرت رسالت ابوبکر نے دو سو
درہم کا اونٹ بعوض نو سو درہم کے بدست جناب رسالتماب فروخت کیا کما فی مدارج
النبوہ اہل انصاف بنظر غور ملاحظہ فرمائیں کہ کیا خوب یار غار نے زر و مال اپنا حضرت
احمد مختار پر نثار کیا کہ بجائے دو سو کے نو سو لئے اور دوست خالص بنے رہے
فتدبروا ولا تغفلوا۔ اب کفار و مشرکین کے ہاتھوں سے ثلثہ کا اذیت اٹھانا

اور ذلت پانا جسطرح مشہور بین الجمہور ہے اُس کی تفصیل و تشریح سے ہم بالقصد
درگزر کرتے ہیں اور تفضیح صریح کے نشان سے شائقین کو آگاہ و باخبر کرتے ہیں کہ ناواقفین
حال تشدد و ابن ربیعہ اور امثال اُس کے کتب ہیں مطالع فرمائیں اسوقت سب حقیقت
کھل جائیگی ہماری تحریر سے اہل سُنت کو شرم وندامت آئے گی اور یہ بھی ظاہر و باہر ہے
کہ اپنے مُدعا کے حاصل ہونے کے لئے اکثر لوگ اذیتیں اُٹھاتے ہیں رنج وغم کھاتے ہیں
بالفرض اگر فوائد دینی کی غرض سے اذیت اُٹھانا اُنکا تسلیم بھی کیا جائے تو بمصداق
حدیث ستحرصُون وامثالہا کے حریص امارت دنیا ہونا اور نکث بیعت غدیر خم
کرنا اور قائم نہ رہنا اُنکا جادۂ ایمان ولیقین پر ثابت ہے پس اُس صدمہ اُٹھانے
سے کوئی فائدہ دینی مترتب نہیں ہوتا ارباب عقل سلیم واصحاب فہم مستقیم کو قبول و
تسلیم ہے کہ شیطان علیہ اللعن نے عبادت خدا میں صدہا برس رنج وتعب اُٹھائے
اور محض رضائے خالق انس وجان کے لئے بغیر کسی دوسرے سبب کے اپنی عمر عزیز کے
دن گنوائے مگر ذراسی مخالفت الٰہی میں اُس کے اعمال حسنہ کچھ کام نہ آئے صحبت
ملائکہ کا شرف پایا حُسن عمل سے مُعلم الملکوت کہلایا مگر جب تعمیل حکم رب جلیل نہ
کی تو کَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ اُس کے حق میں خداوند مطلق نے فرمایا حضرت
آدم علیہ السلام کے مراتب پر حسد کرنیکا یہ پھل پایا یہی حال تمام منافقین ومتمردین
ومُنکرین حکم رب اکبر و رسول اطہر و اولو الامر کا سمجھنا چاہیے اذیت محض اُٹھانا او
احکام الٰہی کا نہ بجالانا کیا سودمند ہوسکتا ہے اسی طرح افتخار کرنا ہجرت ثلثہ پر اور
مہاجر کہلانا اُنکا پیش اولی الابصار فضول اور بیکار ہے ہجرت کرنے سے اشخاص ناقص
الاعتقاد وطالبان جیفہ دنیائے بے بُنیاد کو کوئی نفع نہیں پس جبکہ ہجرت اصحاب
ثلثہ معتبر فی الشرع نہیں تو انکی ہجرت پر ناز و افتخار بیجا اور ناروا ہے صحیح بخاری میں
موجود ہے کہ ہجرت وہی معتبر ہے جو بصدق نیت ہو چنانچہ بخاری نے خود حضرت

عمر سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ - وَاِنَّمَا لِکُلِّ
امْرِءٍ مَّا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوْ اِلٰی امْرَاَةٍ یَّنْکِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ
یعنی نہیں ہیں اعمال مگر ساتھ نیت کے اور نہیں ہے واسطے ہر شخص کے مگر وہ چیز کہ جسکی
نیت کرے پس جس شخص نے کہ ہجرت کی طرف دنیا کے کہ پہنچے اُسکو یا ہجرت کی
برغبت طرف زن کے کہ نکاح کرے اُس سے پس ہجرت اُس کی طرف اُسی چیز کے
ہے جس کی طرف ہجرت کی انتہیٰ صاحبان انصاف و تارکان تعصب و اعتساف
غور فرمائیں کہ صحیح بخاری ساتھ قول عمر کے خبر دیتی ہے کہ شجر عمل کا ثمر ساتھ نیت کے
ہے محض ہجرت باعث شرف افتخار اور وسیلہ مغفرت روز شمار نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ
نیت خالص ساتھ ایمان و یقین کے ثابت نہ ہو اور یہ بخیر نیت حضرات ثلثہ شورہ
سقیفہ سے علی العموم سب کو معلوم ہو گئی کہ جس کی تصریح کی ضرورت نہیں ایمان کی
فضیلت اور حسن عقیدت ثابت ہو جائے تو شرف ہجرت بھی ہاتھ آئے اِذْ لَیْسَ
فَلَیْسَ اور بنا بر تصریح بیضاوی و صاحب مشکوٰۃ کے مہاجرت حقیقی بین مہاجرت
عن الشرک و مہاجرت عن المعاصی و مہاجرت عن الاوطان للدین شرط ہے اور
حضرات ثلثہ کی ہجرت ساتھ صفات ثلثہ مذکورہ کے نہ تھی فقط **قال السائل**
فی تلبیس الخوارج والنواصب سفر اور حضر میں ہمیشہ آپکے ہمراہ رہے
آپکی صحبت میں رہ کر آپکے معجزات و خرق عادات اپنی آنکھوں سے دیکھے
اور آپکے ارشادات و کلمات اپنے کانوں سے سنتے رہے **یقول المتمسک**
بولایتہ اسد اللہ الغالب یہی امر زیادہ تر حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے
کہ معجزات حضرت نبوت آنکھوں سے دیکھتے اور ارشادات کانوں سے سنتے
رہے مگر شکوک دلوں سے نہ گئے ہم بھی کہتے ہیں کہ حضرات ثلثہ نے ایسے وقت
میں آنحضرت صلعم کا ساتھ نہیں چھوڑا جبکہ تقسیم غنائم و زکوٰۃ کا وقت تھا یا امن و

امان میں فرق نہیں آیا مگر جب مصیبت اور خوف ہلاکت نے منہ دکھایا تو ایسے مفرور ہوئے کہ تین تین روز تک کسی نے پتا نہ پایا جنگ احد اور جنگ خندق وخیبر وغیرہ سے منہ موڑنے اور حضرت رسول مقبول کا ساتھ چھوڑنے اور بیعت رضوان توڑنے کا حال بالتفصیل انشاء اللہ القدیر عنقریب تحریر ہوگا حضرت سائل بیان فرمائیں کہ بعد نزول آیہ نجوی سعادت حضوری حضرت رسالت سے کیوں محروم رہ گیا کونسا امر اسوقت مانع تھا یا متوجہ فتح ملک فارس و روم رہے اور بعد وفات جناب سرور کائنات نعش مطہر کو بے غسل و کفن کیوں چھوڑ دیا سلسلہ حمیت ایمانی کیوں توڑ دیا اسوقت محبت رسول مقبول کیا ہو گئی تھی کہ جان نثاروں نے ساتھ نہ دیا کچھ بھی اسلام یا اپنے ادعائے الفت ظاہری کا پاس کیا یہ دونوں امر عظیم بالتفصیل ہم بیان کر چکے ہیں ارشادات حضرت مثل حدیث ستحرصون علی الامارۃ وامثالہا کو اکثر سماعت فرمایا لیکن حرص امارت دنیا سے ہاتھ نہ اٹھایا معجزات حضرت رسالت اپنی آنکھوں سے مشاہدہ و معاینہ فرمائے پھر بھی نبوت میں شک لائے بلکہ روز صلح حدیبیہ زبان پر لے آئے ہمیشہ تریدون عرض الدنیا کے مصداق و پابند سلسلہ شک و نفاق رہے بقول شاعر۔ ہر کہ را روئے بہ بہبود نبود دیدن روئے نبی سود نبود

قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب

حضرت ابوبکر صدیق نے آپکے ساتھ غار ثور میں ایسی رفاقت کی کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں کلمہ لصاحبہ آپکی شان میں ارشاد فرمایا اور لفظ یار غار ضرب المثل عالم ہوا

یقول المتمسک بولایتہ اسد اللہ الغالب فی الواقع حضرت رسول انام صلعم علیہ وآلہ الکرام الی یوم القیام خلیفہ جی کو بزجر تمام اپنے ساتھ غار ثور میں لے گئے تھے کیونکہ باوجود ممانعت حضرت رسالت کے کہ آجکی شب کوئی شخص منجملہ اصحاب کے گھر سے باہر نہ نکلے اور یہ امتناع حضرت ازالۃ الخفا سے بھی ظاہر ہے

خلیفہ جی کو چین نہ آیا فرمان واجب الاذعان رسول مقبول پر کچھ عمل نہ فرمایا در بایں وقت حال کے لئے گھر سے نکل پڑے خیر خواہان خلیفہ جی اس مخالفت صریح کو کمال محبت پر محمول کرتے ہیں انصاف کو دخل نہیں دیتے اور تخالف قبول نہیں کرتے جب جناب رسالت مآب نے انکو راہ میں موجود پایا پس بنظر انسداد افشائے راز مصلحتاً ساتھ چلنے کا حکم فرمایا اگر اس ہجرت میں شرکت انکی ضرور ہوتی اور معیت منظور ہوتی تو یقیناً جناب پیغمبر خدا پہلے سے خلیفہ جی کو حکم دیتے یا گھر سے بلوا کر ہمراہ لیتے آخرکار یار غار نے اس غار تیرہ و تار میں بخوف کفار جزع و فزع شروع کی جناب سید مختار کو ناگوار گزرا تو فرمایا کہ لاتحزن یعنی نہ رنج کر واضح ہو کہ لاتحزن صیغہ نہی ہے اور حقیقت نہی واسطے حرمت کے ہے اور دلالت کرتی ہے اوپر امتناع فعل قبیح کے پس ظاہر ہوا کہ یہ رونا اور چلانا خلیفہ جی کا فعل قبیح تھا سعدی نے خوب فرمایا ہے ؎ مرا از وے گر بود یار غار ✤ ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار ✤ ارباب عقل رسا و صحاب فہم و ذکا کا ظاہر ہے کہ یار غار کو اس معیت سید ابرار سے کچھ افتخار حاصل نہیں بلکہ مقام ننگ و عار ہے پروردگار مجید قران شریف میں ارشاد فرماتا ہے اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا ترجمہ جس وقت کہ نکال دیا پیغمبر خدا کو ان لوگوں نے کہ کافر تھے جس وقت کہ دوسرا دو کا تھا جبکہ وہ دونو بیچ غار کے تھے فرماتے تھے رسول خدا ہمراہی اپنے سے کہ نہ رنج کر تو تحقیق کہ خدا ہمارے ہمراہ ہے یعنی ہمارے حال کو وہ جانتا ہے پس نازل کیا اللہ تعالیٰ نے تسکین کو اوپر پیغمبر اپنے کے اور مدد کی اس رسول کی ساتھ لشکروں ملائکہ کے کہ نہیں دیکھتے تھے تم انکو فقط اس آیت سے افتخار کرنا اہلسنت کا ساتھ فضیلت یار غار کے پیش اولی الابصار وارباب انصاف شعار بے سود و دور از کار ہے اسواسطے کہ فضیلت اس وقت

حاصل ہوتی ہے جب کوئی فضیلت کا کام کرے مردمیدان بن کرنام کرے عورتوں کی
طرح رونا اشکوں سے مُنہ دھونا خوف کفار سے جان کھونا سبب فضیلت نہیں ہوسکتا
درحالیکہ آفتاب آسمان رسالت کے پوشیدہ ہونے کی جہت معلوم اور پُرسش کفار بدکردار
کی وجہہ مفہوم ہوچکی تھی پس اس صورت میں جزع وفزع کا آغاز یقیناً بغرض افشائے راز
تھا لیکن چونکہ رب العالمین جناب سید المرسلین کا حافظ وحامی ومعین تھا کچھ ضرر نہوا
بحکم خدا کبوتران وحشی نے اُس جگہہ انڈے دیئے اپنا نشیمن بنایا اور عنکبوت نے
درِ غار پر جالا لگایا اور اُسیوقت ایک درخت خاردار نے پیدا ہوکر اثر قدرت
پروردگار دکھایا لیکن یار غار کو باوجود ظاہر ہونے ایسی صریح نشانیوں قدرت
الٰہی کے اُس کی حفاظت اور حراست پر مطلق یقین نہ آیا اور شور وغل مچایا
تعجب ہے کہ جہاں یہ اہتمام تحفظ نظر آئے وہاں خوف حضرت باقی رہ جائے پس ضعیف
خلیفہ جی کی غیر استقلالی کی وجہہ بخوبی حالی ہے لفظ لصاحبہ پر ناز سائل بالکل
بیجا اور ناروا ہے قرآن مجید میں اصحاب النار ہم فیہا خالدون بھی آیا ہے صحابت
ظاہری سے کسیکو انکار نہیں لیکن یہ موجب شرف افتخار نہیں ذکر صحابیت
بین المومن والکافر وبین المومن والمنافق اطلاقات قرآن وحدیث سے
ثابت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ حضرت یوسف نے اُن دو کافروں سے
جو قیدخانے میں ساتھ تھے یا صاحبی السجن فرمایا ہے اور پیغمبر خدا کو اللہ تعالیٰ نے
کفار کا صاحب بیان کیا وَمَا صَاحِبُکُمْ بِمَجْنُونٍ یعنی اے کفار تمہارا صاحب
یعنی رسول مجنون نہیں ہے اور کلام عرب میں یا صاحب الحمار بھی مشہور ہے اِنَّ اللہ
مَعَنَا سے مقصود رسول رب ودود یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے یعنی ہمارے
حال سے وہ مطلع ہے شر اعدا سے ہمکو بچائیگا اور دشمنوں کے ستم سے محفوظ فرمائیگا
پس لفظ معنا سے بھی کوئی فضیلت ابوبکر کی ظاہر نہ ہوئی اولاً یہ کہ معنا سے سوائے

اپنی ذات بابرکات کے دوسرے سے مراد حضرت رسول نہیں ہے اور اگر
بفرض محال یہ مراد تسلیم بھی کرلیجائے تاہم کوئی نفع یار غار کے لئے نہیں خدا تعالیٰ
ہر شخص کے ہمراہ ہے چنانچہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ فرمایا ہے اگر خدا تعالیٰ
حفاظت کے لئے ہمراہ اُنکے تھا جیسا کہ قرینہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے تو وہاں
حفاظت رسول خدا منظور تھی کہ لوگ حضرت کے درپئے قتل تھے اور ابو بکر کا درپئے
کوئی نہ تھا کہ حفاظت انکی ملحوظ ہوتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا
یعنی حضرت کے حفاظت کے لئے در غار پر فرشتے بھیجے اگر یار غار کی بھی حفاظت ملحوظ
ہوتی تو بجائے اَيَّدَهٗ کے اَيَّدَهُمَا ارشاد فرماتا اور یہ معیت بلحاظ قرینہ حفاظت ہی پر
دلالت کرتی ہے نہ اُس کے غیر پر اسواسطے کہ یہ ایسا ہی مقام ہے خدائے تعالیٰ
جو کسی کے ہمراہ ہوتا ہے تو مراد اُس سے یہ نہیں ہوتی کہ خدائے تعالیٰ اُس سے
چمٹا ہوا ہے بلکہ مراد اُس سے یہ ہے کہ اُس کا علم و قدرت اُس سے متعلق ہے
پس رسولخدا نے جو فرمایا تھا کہ خدا ہمارے ہمراہ ہے مراد اُس سے یہ ہے کہ خدا ہمارے
حال کو جانتا ہے اپنے قدرت سے وہ ہمکو محفوظ اور مصئون رکھے گا جیسا کہ خدا نے
محفوظ رکھا حضرت کو اصالتًا اور یار غار کو حضرت کے طفیل سے اور اگر ابو بکر کی حفاظت
کے واسطے بھی خدا ہمراہ ابو بکر تھا تو اسمیں کیا بزرگی ہے اسواسطے کہ حق تعالیٰ کفار
کی بھی حفاظت کرتا ہے سوائے خدا کے انکا بھی کوئی حافظ نہیں ہے اور سب معیتیں
ایک طرح کی نہیں ہوتی ہیں اور ایک معیت کا دوسری معیت پر حمل نہیں ہوسکتا
بلکہ فرق ہی ہے جہاں فرمایا ہے کہ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ وہاں مراد یہ ہے کہ خدا اُن سے راضی ہے
اور اُنکے افعال کو پسند کرتا ہے اور جس جگہ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وہاں مراد
نصرت مومنین سے ہے چنانچہ جنگ بدر کے قصہ میں فرمایا ہے وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اور آیہ غار میں اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا سے حفاظت خدا مراد ہے نہ کوئی اور امر سوائے حفاظت

کے اور حفاظت خدا جسطرح دنیا میں مومنین کے واسطے ہے اسیطرح کفار کے واسطے
بھی ہوتی ہے ورنہ انکی جان اور مال کی حفاظت کون کرتا ہے جبکہ وہ بذریعہ جہاز
سفر دریا کرتے ہیں یا کسی اور حالت خطرناک میں ہوتے ہیں اور نزول سکینہ سے بھی
حق تعالی نے یار غار کو محروم اور بے نصیب فرمایا کیونکہ لفظ علیہ کی ضمیر طرف واحد کے
راجع ہے ثانی کے حق میں نافع نہیں اگر ابوبکر پر بھی نزول سکینہ ہوتا تو بعد علیہ کے
علی المومن آتا یا حق تعالی علیہما فرماتا جہاں ہمراہ ہے مومنین حضرت رسالت کے
لئے سکینہ آیا ہے خدا اپنے مومنین کا بھی ذکر فرمایا ہے جیسا کہ اسی سورہ توبہ میں
بذکر جنگ حنین آیا ہے ثُمَّ اَنزَلَ اللّٰہُ سَکِینَتَہٗ عَلٰی رَسُولِہٖ وَعَلَی المُؤمِنِینَ
پس بخوبی ثابت ہوا کہ حسب ادعائے راقم الحروف خلیفہ جی بہ صفت مومنیت موصوف
نہ تھے ورنہ شرف نزول سکینہ سے بے بہرہ نہ رہتے صدمہ خوف کفار نہ سہتے بعض کا
بیان ہے کہ حزن و ملال خلیفہ جی بخوف مضرت حضرت رسول ذو الجلال تھا یہ
ادعائے فضول نامقبول ہے اگر محبت رسول کا دم بھرتے تھے جان و مال کو
نثار کرتے تھے تو غزوات احد و حنین وغیرہ میں وہ دعویٰ محبت کہاں تھا کچھ
بھی مضرت حضرت رسالت کا خیال و ملال دل میں نہ لائے اس شفیق امت کو تنہا
چھوڑ کر اپنی جان کے خوف سے ایسے مفرور ہوئے کہ تیسرے دن پلٹ کر آئے اس
مقام پر ایک عجیب لطیفہ بذکر محبت خلیفہ کتاب ازالۃ الخفا مصنفہ شاہ ولی اللہ دہلوی
سے نقل کیا جاتا ہے یعنی انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوبکر نے غار ثور کے کل سوراخوں کو
اپنا کپڑا پھاڑ پھاڑ کر بند کیا یہانتک کہ کپڑا تمام ہو گیا اور ایک سوراخ باقی رہ
گیا جب صبح ہوئی تو جناب رسول خدا نے پوچھا کہ اے ابوبکر کپڑا تمہارا کیا ہوا جواب
دیا کہ رات کو سوراخوں کے بند کرنے میں خرچ ہو گیا فقط اب امر تعجب خیز و حیرت انگیز
یہ ہے کہ اس شب تیرہ و تار بلکہ تاریکی غار میں سوراخہائے کژدم و مار یار غار دفا

شعار کو کیونکر نظر آئے کہ اپنی عبا پھاڑ کر بند فرمائے اور بالفرض سوراخو نکا ٹٹولنا ٹٹولنے سے ہاتھ آنا مان بھی لیا جائے تو یہ بات کمال استعجاب و استغراب سے خالی نہیں کہ قبائے مبارک تنزیب اور ململ کی نہو گی کہ جس کے دریدہ ہونے کے صدا ظاہر نہو تی اور مثل مافی الضمیر خلیفہ مستتر ہو گئی بلکہ ظاہر ہے کہ قبائے خلافت پناہ پشم شتر وغیرہ کی ہو گی اُس کے متعدد ٹکڑے پھاڑنے میں بالکل آواز نہ نکلی یا مثل گوز شتر باد ہوائی ہو گئی کہ جناب رسول خدا نے باایں ہمہ قریب تر ہونے کے مطلق آواز نہ سنی یہاں تک کہ جب صبح نظر آئی تو کیفیت قبا دریافت فرمائی اُسوقت خلیفہ صدیق نے بصدق و راستی اپنی کارگزاری اور باوفا شعاری ظاہر فرمائی کہ شب کو بخوف کژدم و مار سوراخہائے غار کے بند کرنے میں صرف ہو گئی اب اس مقام پر کچھ ذکر فضیلت جانشین حضرت خیر الانام امام عالیمقام مولائے خاص و عام حضرت علی علیہ السلام ہدیہ اولی الافہام کیا جاتا ہے پارہ دوم قرآن مجید میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ترجمہ اور منجملہ آدمیوں کے وہ شخص ہے کہ بیچتا ہے یعنی بدل کرتا ہے اپنی جان کو واسطے رضا و خوشنودی خدا کے یعنی رضائے الٰہی کے واسطے جہاد میں یا امر معروف و نہی منکر میں اپنی جان کو بدل کرتا ہے اور خدا مہربان ہے ساتھ بندوں کے یعنی بسبب فدا کرنے جان کے راہ خدا میں فقط پس واضح ہو کہ یہ آیہ شان جناب امیر المومنین علی علیہ السلام میں آیا ہے اور علمائے اہل سنت و شیعہ نے اپنی اپنی تفاسیر میں اس کا ذکر تحریر فرمایا ہے چنانچہ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اس قصہ کو اس طرح لکھا ہے کہ شب غار جناب سید ابرار رسول مختار نے بحکم پروردگار خوف کفار سے قصد ترک وطن فرمایا اور علی ابن ابیطالب کو بلایا ان ایام میں عمر حضرت علیؑ کی اکیس سال کی تھی پس حکم دیا

کہ اے علی کفار نے اتفاق کیا ہے کہ فرشِ خواب پر مجھکو قتل کریں اور حکم خدا یہ ہے
کہ تم میرے فرش پر میری عبا اوڑہ کر بجائے میرے خواب کرو تاکہ انکو گمان
میرے سونے کا ہو اور میں اب ایسی جگہہ جاتا ہوں کہ انکے شر سے امن میں ہوں
حضرت علی نے عرض کی کہ اگر میں آپکی جگہہ خواب کروں تو آپ کو تو کچھ ضرر نہو گا
فرمایا کہ نہیں حضرت علی نے کہا کہ حضرت نے اپنی سلامتی کی مجھکو خوشخبری اسوقت
دی میں اپنی مرگ سے خوشحال ہوں ؎ اے جانِ صد ہزار چو من وقفِ جانِ تو
ہر دم ہزار تحفہ زمن بر روانِ تو ✦ پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
دولت سرا سے روانہ ہوئے اور چلتے وقت حضرت علی سے ارشاد فرمایا کہ اگر
بشرط زندگی مکہ سے میں روانہ ہوا تو مکہ میں تم توقف کرنا اور لوگوں سے کہنا کہ اگر
کسیکی امانت یا قرض محمد صلعم کے پاس ہے تو وہ آئے اور مجھ سے وصول کرے
اور جب تم میرے قرض کو ادا کر لو تو مع فاطمہ بنت اسد والدہ اپنی کے اور فاطمہ
بنت پیغمبر اور فاطمہ بنت زبیر بن عبد المطلب کے مدینہ کو روانہ ہونا پس جناب
امیر یہ سنکر عبائے سبز حضرت بشیر و نذیر اوڑہ کر حضرت کے بستر پاک پر جا لیٹے
اور کفار قریش نے اس شب کو دولت سرائے حضرت کا محاصرہ کیا تھا اس لئے
کہ حضرت باہر نکل نہ جائیں اور پیغمبر خدا کی خوابگاہ پر پتھر برساتے تھے اور
حضرت علی اپنے تئیں سپرد خدا کرکے اُس فرش خواب سے ہرگز حرکت نہ فرماتے
تھے اور مطلق اضطراب اور ہراس دل میں نہ لاتے تھے جب صبح ہوئی تو کفار
نے گھر میں داخل ہوکر ہجوم کیا اور تلواریں لیکر خوابگاہ حضرت رسالت کی طرف
متوجہ ہوئے جب نزدیک فرش خواب پہنچے تو حضرت علی دفعتًا بستر سے
اٹھے اور تلوار کھینچکر ان کفار پر حملہ کیا اور بآواز بلند انکو للکارے کہ وہ سب
ہراساں ہوگئے اور سردار انکے ابو جہل اور خالد بن ولید اور حنظلہ بن ابو سفیان تھے

کہنے لگے کہ اے علی تم سے ہمکو کچھ غرض نہیں ہے تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے حضرت نے فرمایا کہ جس جگہہ ہیں امن خدا میں ہیں پس وہ لوگ وہاں سے نا امید ہو کر پھر گئے انتہی اور صاحب روضۃ الصفا کہ مورخین اہل سنت سے ہیں صفحہ ۲۹۷ میں لکھتے ہیں کہ علی مرتضی بموجب فرمودہ پیغمبر عمل نمودہ برد کہ پیغمبر در خواب پوشیدے بر دوش خود کشیدہ در فراش خاص آنحضرت بفراغبال تکیہ فرمود و من الناس لیرجع نفس نفیس خود را فدائے ذات مقدس او ساخت و آیہ کریمہ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ در آں واقعہ نازل شد گویند کہ در آں شب علی ابن ابیطالب نفس آں را لیرجی نمود و از سر جان شیریں گزشت باری تعالی بہ جبرئیل و میکائیل وحی فرستاد کہ من درمیان شما عقد مواخاۃ بستم و عمر یکے از شما را بیشتر از یکے گردانیدم کدام یک از شما حیات دیگر یار خود را بر حیات خود دوست ترمیدارید آں دو فرشتہ مقرب گفتند کہ ما حیات خود را دوست ترمیداریم و اختیار زندگانی دیگر بر زندگانی خود نمی کنیم باز وحی آمد کہ چرا ہمچو علی ابن ابیطالب نباشید کہ میان او و محمد عقد مواخات بستم و او جان خود را وقایہ[1] نفس گرانمایہ محمد ساختہ حیات محمد را بر حیات خویش تقدم نمودہ اکنوں از یں طارم خضرا بر خطہ غبرا روید و علی را از شر اعدا نگاہدارید ایشاں بفرمان خدائے عزوجل از طاق نیلگوں در پرواز آمدہ بعرصہ ربع مسکوں نزول نمودند و میکائیل در پائیں پائے حضرت مرتضی قرار گرفت و جبرئیل در بالین او نشستہ فرمود بخ بخ کیست مثل تو اے علی ابن ابیطالب کہ خدائے تعالی بتو مباہات فرمود بر ملائکہ و للہ در من قال ؎ سرے کہ داشتم انداختم بپائے تو حیف کہ نیستم سر دیگر مرا بپائے دگر انتہی بقدر حاجت تشریح مقام مقتضی چند امر ہے

[1] وقایہ بالکسر بمعنی پناہ چیزے ۱۲ منہ

اوّلاً استرضا و اطاعت ملکِ علّام و متابعت حضرت رسول انام اس کا نام ہی
وہ جانشین حضرت رسالت زیبندہ مسند خلافت اشجع عالم اشرف آدم راسخ
العقیدت صاحب فضیلت کا یہ کام ہے کہ بے وسواس بستر حضرت خیر الناس پر
آرام فرمایا اور ہجوم کفار ناہنجار و اشرار بدشعار سے مثل یار غار مطلق ہراس پاس
نہ آیا ایک نعرہ شیرانہ میں مانند شغالوں کے ان بدسگالوں کو بھگایا تمامی زندگانی
رسول کبار کو اپنی حیات مستعار پر اس نفس سید ابرار نے اختیار فرمایا کہ جس کی وجہ
سے پروردگار نے بمقابلہ ملائکہ نوری نہایا اظہار مباہات فرمایا اور مخصوص شان
حیدر کرار میں بجمال لطف غفار آیہ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي الخ آیا تھا لہٰذا جس طرح
بفحوائے وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا حفاظت حضرت رسول کے لئے گروہ
ملائکہ آئے اسیطرح رب جلیل نے فرشتگان مقرب یعنی جبرئیل و میکائیل خدمت
علی مرتضیٰ کے لئے مقرر فرمائے اور بعض روایت سے یہ بھی ثابت ہے کہ خلیفہ جی
نے ہنگام گریہ و بکا خوف مضرت و غم تنہائی شیر خدا ظاہر کیا تھا کہ اس کے
جواب میں جناب حبیب کبریا نے لاتحزن ان اللہ معنا ارشاد فرمایا یعنی نہ
رنج کر تحقیق کہ رب العالمین میرا اور علی کا حافظ و معین ہے پس رسول خدا
کے لئے ورود جنود ملائکہ اور علی مرتضیٰ کے واسطے نزول حضرت جبرئیل و میکائیل
ان اللہ معنا کی دلیل ہے رابعاً خدمت حیدر کرار وصی رسول مختار پر امین وحی
پروردگار نے اپنا شرف و افتخار ظاہر کیا خامساً مصلحتاً رب العزت کو اظہار فضیلت
نفس حضرت رسالت منظور تھا ورنہ ہجرت حضرت بشیر و نذیر اور آرام فرمانے حضرت
امیر خیبر گیر کا بستر رسول کبیر پر حکم دینا کیا ضرور تھا جسطرح شر اشرار و ظلم کفار ناہنجار
سے حیدر کرار کو پروردگار نے محفوظ رکھا ممکن تھا کہ اسی طرح جناب احمد مختار صلوٰ
علیہ و علی الہ الاطہار کو بھی بغیر ہجرت فرش خواب پر مامون و مصئون فرماتا۔ پس

جاہلین فضائل جناب امیر المومنین امام المتقین نفس حضرت خیر المرسلین ابو الائمۃ المعصومین صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیہم اجمعین الی یوم الدین کو بنظر انصاف بلا تعصب و اعتساف ملاحظہ کریں اغیار و یار غار کی محبت میں تارک حدیث ثقلین ہو کر راہ راست سے نہ پھریں نافرمانی خدا اور رسول سے ڈریں وما علینا الا البلاغ المبین **قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب** حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی دختران پاک گہر حضرت عائشہ و حفصہ آنحضرت کی زوجہ منکوحہ ہوتیں آنحضرت صلعم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان کے عقد میں آئیں حضرت فاطمہ زہرا کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم حسب اعتراف حضرت امام جعفر صادق در حدیث اول فرج غصبنا منا و علمائے شیعہ مثل سید مرتضی علم الہدے و نور اللہ شوستری و صاحب تہذیب صاحب شرائع و صاحب ناسخ التواریخ وغیرہ حضرت عمر کے عقد میں آئیں **یقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب** در صورت نہ ہونے نور ایمان اور وثوق ایقان کے قرابت نسبی کچھ کام نہیں آتی نہ کہ قرابت سببی ابوجہل و ابولہب کہ اعمام حضرت بشیر و نذیر تھے لیکن بسبب نہ ہونے دولت ایمان کے پیش خدا اور رسول ذلیل و حقیر تھے حضرت آسیہ بنت مزاحم جو بروایت اہل سنت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پھوپھی تھیں اُن سے بحالت نکاح فرعون ملعون کو کیا شرف ملا یا حضرت نوح علیہ السلام کے خلف ناخلف نے کیا بزرگی پائی سہ پسر نوح با بدان بنشست خاندان نبوتش گم شد ازواج حضرت نوح و لوط علی نبینا و علیہم السلام کو بصورت گمراہی ہم بستری پیغمبر سے کیا عزت ہاتھ آئی بلکہ خفت و ذلت اُٹھائی بالجملہ ایمان و صلاح و تقویٰ موجب فلاح آخرت ہے نہ علاقہ سببی و نسبی باعث فضیلت و عزت ہے بنا بر مذاق اہل سنت تین بیٹیاں جناب رسول خدا کی تین کافروں

یعنی ابو العاص اور عتبہ اور عتیبہ ابنائے ابولہب کو دی گئیں پھر اُن کفار نے اس
قرابت سببی سے کیا شرف پایا اسیطرح اگر وہ بھی سالے وسسرے حضرت
پیغمبر خدا کے بن گئے اور ایمان و تقویٰ سے بے نصیب شک و نفاق سے قریب
رہے تو محض قرابت سببی کے ذریعہ سے کیا ہاتھ آیا اگر یہ کہا جائے کہ اُسوقت آیہ
لا تنکحوا المشرکین نہیں آیا تھا اس لئے امر گزشتہ عمل میں آیا تو ہم کہتے ہیں کہ بحث
نسبت شرف قرابت کے ہے نہ درباب ایجاز عقد نکاح ما وراس کے آیہ موصوفہ
میں مشرکین سے نکاح کی ممانعت ہے نہ منافقین سے جو اسلام ظاہری رکھتے ہوں
اور بغیر یقین اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے ہوں اکثر علمائے شیعہ نے جوابات
حقیقی و سخن ہائے تحقیقی درباب عدم ثبوت نکاح بلکہ ثبوت عدم نکاح عمر با بنت حضرت
فاطمہ علیہا السلام تحریر فرمائے ہیں اور بعض روایات سے مثل کتاب حرزی وغیرہ
ثابت ہے کہ عمر عاص نے دربارہ نکاح ام کلثوم بنت ابوبکر کے عمر ابن خطاب سے گفتگو کی
تھی اور اُس گفتگو میں جناب امیر علیہ السلام کی بھی شرکت تھی پس بسبب اشتراک اسمی
لوگوں کو اشتباہ پیدا ہوا کہ شاید حضرت نے اپنی دختر ام کلثوم کی بابت میں گفتگو فرمائی ہے
یا یہ کہ اُم کلثوم بنت ابی بکر کو ربیبہ جناب امیر علیہ السلام بعض لوگ کہتے تھے یا یعنی کہ وہ
بھی مثل اپنے بھائی حقیقی یا علاتی محمد بن ابی بکر کے تربیت جناب علی مرتضیٰ میں تھی
اور ربیب و ربیبہ کو ابن و بنت کہنا متعارف ہے اس سے سارا زمانہ واقف ہے جس طرح
کہ زینب اور رقیہ کہ بنت حقیقی حضرت رسولخدا کی نہ تھیں یا بنت حضرت خدیجہ یا
بنت اخت خدیجہ کبریٰ تھیں چونکہ تربیت رسولخدا میں تھیں لہذا وہ بنت رسول
کہلائیں اور یہ امر کتب اہل سنت سے بھی ثابت نہیں کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب
فاطمہ زہرا صلوۃ اللہ علیہا عقد عمر خطاب میں آئیں بلکہ ثابت ہے کہ ایک اُم کلثوم بنت
جرول خزاعی ایام جاہلیت سے زوجہ عمر بن خطاب تھی جس سے عبداللہ و زید ابن

عمر پیدا ہوئے کتاب کامل ابن اثیر اور اصابہ فی معرفت الصحابہ و تاریخ طبری و
اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبد الحق دہلوی و ازالۃ الخفا وغیرہ سے ثابت ہے
کہ دوسری ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط زوجہ خلیفہ ثانی تھی جیسا کہ تفسیر فخر رازی
میں بعد صلح حدیبیہ نکاح ہونا عمر ابن خطاب سے مرقوم ہے تیسری ام کلثوم بنت ابوبکر
جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے خلیفہ ثانی کا خطبۃ النکاح کرنا ان سے تاریخ کامل ابن اثیر جزری
و کتاب اسماء الرجال و دیگر کتب سے واضح ہے بلکہ بعض مثل کتاب ابو المحاسن جرجانی و
بوارق محرقہ وغیرہ سے انکا منکوحہ ہونا بھی بعد انکار اور اصرار کے لوگوں نے لکھا ہے
اور مشکوٰۃ شیخ عبد الحق دہلوی میں یوں تحریر ہے کہ بعد انتقال ابوبکر کے ایک دختر زوجہ
ابوبکر سے پیدا ہوئی ام المومنین عائشہ نے اسکا نام ام کلثوم رکھا اور عمر ابن الخطاب نے
اُس سے درخواست نکاح کی تو ام کلثوم نے انکار کیا اور ام المومنین عائشہ سے
کہا کہ تم جانتی ہو کہ عمر فظ غلیظ ہے یعنی نہایت بدمزاج اور کج خلق ہے واللہ اگر
نکاح میرا اُس سے کیا تو میں قبر رسول پر جا کر فریاد کرونگی انتہی بقدر حاجت
بالجملہ ان ہر سہ ام کلثوم کے حالات از راہ اولاد و از راہ مہر و از راہ سن و از راہ
انکار من النکاح اولا اور اقرار بجبر بعد الاصرار ثانیا بعض راویان اہل سُنت نے
از راہ تعصب عناد و دانستہ طرف ام کلثوم بنت جناب فاطمہ علیہا السلام کے منسوب
کئے ہیں اور اُن میں سے بعض نے باشتباہ مشارکت اسمی اور بعض نے محض بغرض
فاسد و کاسد واسطے اثبات فضیلت خلیفہ جی کے تحریر کئے ہیں حالانکہ در صورت
فرض و التسلیم کوئی شرف خلیفہ جی کو حاصل نہیں ہو سکتا جیسا کہ ہم شروع جواب
میں بالتصریح و التوضیح بیان کر چکے ہیں کہ قرابت سببی و نسبی کچھ کام نہیں آتی
تا وقتیکہ انسان صلاح و تقوی و ایمان سے قریب اور شک و نفاق کسے بعید نہو
اور کتب معتبرہ اہل سُنت میں صحاح ستہ سے زیادہ معتبر کوئی کتاب نہیں ہے

بلکہ اُنکے نزدیک اُن کتب کا صحت و اعتبار میں جواب نہیں ہے اُنہیں کہیں اسکا
ذکر نہیں آیا کسی نے مطلق ذکر نہیں فرمایا اور تمام اکابر اہلسنت اس بات پر متفق
ہیں کہ جو حدیث صحیحین یعنی مسلم و بخاری میں نہ ہو وہ ہرگز قابل اعتبار نہیں پس اختیارات
و اعتقادات اہل سُنّت کے موافق اگر انکی کسی اور کتاب میں اس حدیث موضوعہ کا
ذکر ہو تو عمل و یقین انکا استعجاب و استغراب سے خالی نہیں بلکہ دلیل تعصب و عناد و بغض و
فساد ہے درحالیکہ اُس سے کوئی فائدہ بھی مترتب نہیں ہوتا علاوہ اس کے جرح روایات
نکاح کو متعصب اہل سُنّت نے صحیح جانا ہے اُنہیں کے علمائے رجال نے اُن
راویوں کو کاذب بلکہ اس سے زیادہ سخت کہا ہے پس روایات کاذبین بے اعتبار
و دور از کار پیش اولی الابصار ہیں اور اُنہیں روایات کاذبہ میں اور بھی مضامین واہیہ
مثل کشف ساق وغیرہ شامل ہیں کہ جنکو معتبرین علمائے اہل سُنّت امثال سبط
جوزی وغیرہ نے دروغ محض قرار دیا ہے اس صورت میں کیونکر ہو سکتا ہے کہ کچھ
روایت صحیح اور کچھ غیر صحیح ہو مدعیان متعصب کو چاہئے کہ اپنے مذہب کی کتابوں کا
مطالعہ کریں تاکہ اختلاف روایات باطلہ و حال ادعائے کاذبہ بخوبی معلوم ہو جائے
اگر بالاتفاق تمام علمائے معتبر اہل سُنّت کی تصدیق ملجاتے یا صحیحین میں کوئی
حدیث درباب نکاح حضرت اُمّ کلثوم بنت جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا
نظر آتے اُسوقت اسکا ذکر بھی زبان پر لانا مناسب ہے ورنہ بحث فضول اور لغو
گوئی سے کیا حصول سُنّیوں کے پیر و مرشد شاہ عبدالعزیز دہلوی تحفہ میں لکھتے
ہیں کہ یہ متواترات سے ہے کہ زید بن عمر ایک خانہ جنگی میں قتل ہوا اور اُس کی
مادر اُمّ کلثوم بھی اُس کے ساتھ مر گئی اور اُسپر عبداللہ ابن عمر اور امام حسین نے نماز
جنازہ پڑھی اور یہ واقعہ عہد معاویہ کا ہے فقط اب معلوم کرنا چاہئے کہ یہ بھی متواترات
سے ہے کہ حضرت اُمّ کلثوم جو خاص دختر جناب سیدہ کی خواہر جناب امام حسین علیہ السلام

تھیں وہ معرکہ کربلا میں موجود تھیں اور علمائے اہل سنت نے انہیں ام کلثوم کی
زبانی مرثیہ نقل کیا ہے ؎ مَدِیْنَۃَ جَدِّنَا لَا تَقْبَلِیْنَا ۔ فَبِالْحَسَرَاتِ وَالْاَحْزَانِ جِئْنَا
اور اس پر کل مورخین نے مثل روضۃ الشہدا اور روضۃ الصفا و حبیب السیر و مقتل ابو
مخنف و شہد ابو اسحاق وغیرہ کے اتفاق کیا ہے اور سید مرتضی علیہ الرحمہ نے بنا بر
فرض و التسلیم الزاماً للخصوم حسب روایات سنیہ اس مقدمہ کو لکھا ہے نہ تحقیقی اور جناب
سید مرتضی علیہ الرحمہ جبکہ خاص اپنے مذہب کے اخبار احاد کو حجت فی العمل نہیں جانتے
فضلاً عن الاعتقاد تو سنیوں کی احادیث مکذوبہ و موضوعہ کو کب قابل اعتقاد و اعتبار
سمجھیں گے چنانچہ جملہ آخر عبارت شافی کا اس مقدمہ کے جواب میں سید صاحب
لکھتے ہیں کہ وَالْخِلَافُ مَشْهُوْرٌ یعنی اختلاف اس باب میں درمیان سنی و شیعہ
کے مشہور ہے جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ جناب سید صاحب نے محض بطور
فرض و التسلیم جواب دیا ہے اور وجوہ عقلی سے عقد ہونیکو بھی بمقر اہل سنت بیان
فرمایا ہے کہ اس سے کمال ظلم و تشدد خلیفہ دوم ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ اہل سنت نے
بجبر و اکراہ عقد ہونا خلاف مرضی جناب امیر علیہ السلام کے بیان کیا ہے اور قول جناب
قاضی نور اللہ شوستری رحمۃ اللہ علیہ کا مجالس المومنین میں یہ ہے کہ اگر نبی دختر
بعثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد سبحان اللہ کیا ادراک و فہم ہے کہ اس تحریر کو تحقیقی سمجھ کر
جاہلانہ شور و غل مچا رکھا ہے یہ نہیں سمجھتے کہ اول فقرہ میں لفظ اگر پکار پکار کر کہتا ہے کہ یہ
تحریر فرضی ہے یعنی عثمان کو دختر دینا نبی کا جیسا فرضی ہے ویسا ہی ولی کا دختر دینا عمر کو
فرضی ہے اسلئے کہ شیعوں کی نزدیک سوائے جناب سیدہ کے کوئی خاص بیٹی جناب رسولخدا
کی نہ تھیں اور جو بیٹیاں کفار و منافقین کو دی گئیں انمیں کوئی بیٹی حقیقی نہ تھی بلکہ سب
بیٹیاں مجازی یعنی ربیبہ تربیت کردہ جناب رسول خدا کی تھیں اسیطرح حضرت علی
کی بیٹی مجازی عمر کو دی گئی کہ وہ ام کلثوم بنت ابی بکر ربیبہ جناب امیر علیہ السلام کی

تھی اور متعصبین کو عینک تعصب و عناد دور کر کے بچشم انصاف بلا اعتساف دیکھنا چاہئے کہ بیشتر اہل سُنت میں سے جن لوگوں نے ادعائے عقد ام کلثوم کیا ہے انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ بطن ام کلثوم سے ایک لڑکا زید پیدا ہوا اور ہم معتبرین اہل سُنت کے کلام سے اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ جس اُمّ کلثوم سے زید پیدا ہوا تھا وہ زید کے ساتھ زمانہ معاویہ میں انتقال کر گئی پس یہ دلیل روشن ہے اس بات کی کہ تمہارے ہی علما نے تمہارے دعوی کو جھوٹا اور باطل کر دیا ہے اور جس قدر روایات سُنیان متعصب نے بیان کی ہیں اُن سے کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ اُمّ کلثوم منکوحہ عمر بنت جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا تھیں۔ اور تمسک بحدیث اَوَّلُ فَرَاجٍ غُصِبتْ مِنَّا بیکار و فضول ہے کیونکہ یہ روایت احاد سے ہے جو اصول اعتقاد میں کار آمد نہیں اور نہایت ضعیف و مجہول ہے کسی عالم نے علمائے شیعہ سے اس کی تصحیح نہیں کی بلکہ تصریح اس کے ضعیف اور مجہول السند ہونے کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس کے رُواۃ میں ابراہیم بن ہاشم نہایت مجہول ہے اور روایت مجہول کی تصحیح باتفاق کل باطل و عاطل ہے اور اس سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ کس اُمّ کلثوم کا ذکر ہے اُمّ کلثوم بنت ابی بکر کہ جو ربیبہ تھی اور تربیت جناب امیر علیہ السلام میں تھی اور اُس کا عقدِ نکاح ہونا بکمال جبر و اکراہ علمائے متعصب اہل سُنت نے بیان کیا ہے پس بصورت تسلیم یہی مقصود ہے روایت اَوَّلُ فَرَاجٍ غصبت منا کا کیونکہ لوگ بسبب ربیبہ ہونے کے اور حضرت سے تربیت پانے کی وجہہ سے اطلاق بنت کا کرتے تھے اور یہی حال دیگر روایات کا ہے جو اس باب میں بعض نے تحریر کی ہیں بجز فرض و تسلیم کے کسی نے امر تحقیقی قرار نہیں دیا چونکہ طول کلام کی اس مختصر میں گنجائش نہیں ہے لہذا اسی پر اکتفا کیا گیا جس متعصب اہل سُنت کو زیادہ ضرورت تحقیق کی ہو وہ کتب شیعہ کاشف کتاب کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم و سیف صارم و جلد ثالث رمی الجمرات وغیرہ کا مطالعہ

کرے اور اگر دعوی ہے تو اپنی ہی صحیحین سے عقد ہونا ام کلثوم بنت جناب فاطمہ کا
ساتھ خلیفہ ثانی کے ثابت کر دے **قال السائل فی تلبیس الخوارج
والنواصب** آنحضرت صلعم ان صاحبوں سے دین کے کاموں میں ہمیشہ
صلاح و مشورہ لیتے رہے **اقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب**
دین کے کاموں کی کوئی تصریح و تفصیل بیان نہیں کی اگر روزہ و نماز وغیرہ مراد ہے
کہ یہ بھی دین کے کام ہیں تو اسمیں صلاح و مشورہ لینا کمال استعجاب نہایت استغراب
کی بات ہے عیاذاً باللہ حضرت رسول مقبول تبلیغ احکام الٰہی نہ فرماتے تھے بلکہ
امور دین بشورہ اصحاب ثلثہ عمل میں لاتے تھے شاید شورۂ سقیفہ بغرض تعیین خلیفہ
اسی اعتبار پر قائم کیا ہو تعجب ہے جب کہ حضرت پیغمبر خدا اکثر امور دنیوی میں ازواج
سے مشورہ فرماتے تھے اور اُنکے رائے کے خلاف عمل میں لاتے تھے تو دین کے
کاموں میں کیونکر مشورہ کو واجب العمل جانتے تھے ہاں راویان اہل سُنّت نے
جو در باب مشورہ اسیران بدر اظہار افتخار کیا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ خداوند
قہار نے بکمال عتاب اصحاب طالبان دنیائے ناپائدار سے خطاب فرمایا تُرِیدُوْنَ
عَرَضَ الدُّنْیَا وَاللّٰہُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ لَوْلَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ لَمَسَّکُمْ
فِیْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ یعنی اے اصحاب رسول تم لوگ طالبین مال
دنیا اور خدا خواہان ثواب آخرت ہے اور خدا عزیز و حکیم ہے اور اگر نوشتہ خدا پیشتر
نہ گزرا ہوتا تو ہر آئینہ پہنچتا تمکو بیچ اس چیز کے کہ لیا ہے تم نے عذاب عظیم فقط
اس آیت سے مقصود رب ودود سرزنش کرنا اُن صحابہ کا ہے کہ جنہوں نے
دوست رکھا اسیران بدر سے فدیہ لینے کو جن کے راس ورئیس حضرت ابوبکر
تھے کہ تم لوگ اگر دیندار ہوتے تو طالب دنیائے ناپائدار نہ ہوتے بلکہ خواہان
ثواب باقی ہوتے اور خدائے عزیز و قہار اس دنیا طلبی اور بے دینی پر عذاب کرتا

لیکن بمقتضائے حکمت پیشتر اس سے اگر یہ امر مقرر نہ کیا ہوتا کہ عذاب بیناتم پر نہ کریگا تو فدیہ لینے کے سبب سے تم پر عذاب سخت نازل کرتا اسیران بدر کے معاملہ میں حضرت رسالت پناہ نے اصحاب سے جو بغرض امتحان و آزمائش نیت کے مشورہ کیا تھا اور خلیفہ اوّل اہلسنت نے فدیہ لیکر چھوڑ دینے کی رائے دی اور خلیفہ ثانی نے قتل کرنے کی رائے ظاہر کی پس اہلسنت کے بعض راوی بیان کرتے ہیں کہ رائے عمر کو ناپسند کیا اور بعض کہتے ہیں کہ رائے ابوبکر درباب فدیہ لینے کے حضرت رسالت پناہ کو ناپسند ہوئی اور حضرت کو غصہ سے تغیر ہوا یہانتک کہ آثار کراہت چہرہ مبارک سے سعد معاذ نے مشاہدہ کر کے عرض کیا کہ یا حضرت انکے قتل کا حکم دینا میری رائے کے بھی موافق ہے اب نتیجہ رائے صحابہ مقبولین اہلسنت قابل ملاحظہ ہے کہ بسبب رائے سقیم تُرِیدُونَ عَرَضَ الدُّنیا کے مصداق اور مستحق عذاب عظیم ہوئے رائے ابوبکر سے دنیا طلبی اور رائے عمر سے قساوت قلبی ظاہر ہوئی اگر کبھی ادراک و امتیاز ہے اور اسی صلاح دینے پر فخر و ناز ہے تو مبارک ہو بلکہ دوسرا مشورہ وہ ہے کہ جس کی شہادت حدیث خاصف النعل دیتی ہے اور امام نسائی اہلسنت نے ذکر اس حدیث کا کتاب خصائص میں کیا ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ چند غلام بعض کفار کے اپنی مالکوں کو چھوڑ کر اسلام لائے تھے وہ کفار یعنی مالکان غلام خدمت اقدس جناب خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو کر بعذرات چند واپسی غلامان کے خواہشمند ہوئے حضرت رسول الثقلین نے شیخین سے مشورہ لیا تو دونوں نے بالاتفاق غلاموں کی واپس کر دینے کی رائے ظاہر کی معلوم ہوتا ہے کہ شیخین پہلے ہی کفار سے مدد دینے کا مشورہ اور وعدہ کر آئے تھے چنانچہ جناب رسول مقبول کو یہ رائے سخت ناپسند آئی اور غضبناک ہوئے فرمایا کہ اے گروہ قریش بخدا سوگند اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر ایک ایسے شخص کو برانگیختہ کریگا جس کے ایمان کا

اللہ جل شانہ نے امتحان کر لیا ہے اور وہ تمکو دین پر مارے گا شیخین بولے کہ کیا
ہم ہیں وہ شخص حضرت نے فرمایا کہ تم نہیں ہو بلکہ یہ شخص ہے جو نعلین سی رہا ہے
یعنی علی مرتضی جو اسوقت مرمت نعلین رسول کر رہے تھے فقط کہاں ہیں عوض اُسکے
مشورہ دیکھیں خصائل شیخین کو کہ چند مسلمانوں کے کافر ہونیکا مشورہ حضرت رسالت کو
دیا اور اُس کی عوض میں غضب رسول مول لیا اور پھر یہ دعوی کہ کیا ہم ہیں وہ شخص
لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ خواہش کرتے ہوئے شرم بھی نہ آئی اور شاید یہی وجہ
ہے کہ اُنکے تابع حضرت سائل تھے ایسے مشورہ پر ناز کر رہے ہیں فاعتبروا یا اولو
الابصار **قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب** آنحضرت نے
بروایت عوالی اللآلی ابن جمہور و فخر رازی امامیہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو حضرت
ابراہیم و حضرت نوح سے تشبیہ دی **یقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ
الغالب** ۔ واہ حضرت سائل کیا کہنا آپنے شاہ عبد العزیز دہلوی کے قدم بہ قدم
خوب قدم رکھا تحفہ اثنا عشریہ پر بھی حاشیہ لکھا شاہ صاحب نے مجاج السالکین
ایجاد فرمائی اگرچہ منہ کی کھائی آپنے اُنکی تاسی کرکے عوالی اللآلی بنائی خدا
و رسول سے کچھ شرم نہ آئی اُس پر یہ طرہ کیا کہ بیچارے فخر رازی کو امامیہ بنا دیا
یہ بات شاہ جی کو بھی نہ سوجھی تھی آج اگر زندہ ہوتے تو آپکی جودت طبع و رسائی
ذہن کی داد دیتے ۔ آپ اگر اپنی ہی مذہب کے ملاؤں سے حال فخر رازی دریافت
فرماتے تو اُسکو امامیہ نہ بناتے کما لا یخفے علی اہل الدلیل لیکن آپ کیا کریں تعصب
مذہبی اور شیخین کی پیروی نے آپکو راہ راست سے دور حق گوئی سے معذور کر دیا ہے
حدیث منزلت جو حضرت رسالت نے شان جناب امیر مومنان میں ارشاد فرمائی
ہے اُس کے جواب میں یہ روایت مصنوعی آپنے مریدان شیخین کو خوب سنائی سچ
یہ تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے بڑے خلیفہ جی نے بوجہ عداوت اہلبیت رسالت

منجنیق آتشین کو خود اپنے واسطے اختیار کیا خدا اور رسول کا پاس نہ کچھ خوف روز شمار کیا خلیفہ ثانی صاحب نے وہ طوفان بے اعتدالی اٹھایا کہ ہزاروں کو بحر ضلالت میں ڈبو دیا پس حضرت ابراہیم و حضرت نوح علیہم السلام سے مثال بالضد ثابت ہو گئی قاتلوا فلا تغفلوا — **قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب** بروایت شیخ ابن بابویہ در عیون حضرت ابو بکر و عمر و عثمان سے فرمایا کہ تم لوگ بمنزلہ میرے گوش و چشم و دل کے ہو **اقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب** جواب اس ادعائے بے دلیل و علیل کا بر سبیل ایجاز و اختصار یہ ہے **اول** یہ کہ تواتر اس حدیث کا اقرار شیعہ سے ثابت نہیں اور مدار اعتقاد شیعیان نیک نہاد ساتھ متواترات کے ہے نہ اوپر اخبار احاد کے پس اگر کوئی حدیث خلاف احادیث متواترہ ہو تو شیعوں کے نزدیک ہرگز قابل قبول نہیں اور بحث ساتھ اس کے فضول ہے **دوم** یہ کہ مد نظر حضرت سائل اس قیل و قال لاطائل سے شیعوں کو الزام دینا اور مدحت ثلثہ ثابت کرنا ہے اور ظاہر و باہر ہے کہ بنائے الزام مسلمات خصم پر ہوتی ہے اور خصم نے اگر بفرض محال کل حدیث کو من حیث ہو کل تسلیم کیا نہ بعض کو من حیث ہو کل پھر اس بعض سے استدلال محال بلکہ خام خیال ہو گا اور تصریح اس اجمال کی یہ ہے کہ معانی الاخبار میں جہاں اس روایت کو لکھا ہے یہ بھی تحریر ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے روز دوم خدمت بابرکت حضرت رسالت میں حاضر ہو کر جبکہ جناب امیر و ابو بکر و عمر و عثمان موجود تھے بغرض اتمام حجت عرض کی کہ اے جد بزرگوار مینے کل آپکی زبان سے سنا جو کچھ آپ نے ان اصحاب کی نسبت فرمایا وہ کیا ہے ارشاد کیا حضرت نے کہ ہاں مینے کہا ہے بعد اس کے جناب رسالتمآب نے انکی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ سمع اور بصر اور دل ہیں اور اس وصی یعنی علی کی

ولایت سے سوال کیے جائیں گے اور یہ کہکر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ خدائے
عزوجل فرماتا ہے اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا
پھر ارشاد کیا کہ قسم ہے مجھکو عزت پروردگار کی کہ تمام اُمت میری قیامت کے دن
کھڑی کی جائیگی اور اُن سے سوال علی کی ولایت سے ہوگا اور یہی مطلب ہے خدا
کے اس قول کا کہ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ یعنی کھڑا کرو انکو ابھی ان سے پوچھنا
ہے پس یہی الفاظ آخر حدیث جواب ادعائے ناصواب ہیں اور سائل کے زعم
باطل میں لس حدیث سے مدحت ثلثہ ثابت ہے حالانکہ مذمت اُنکی پیدا ہے اُلٹی آئیں
گلے میں پڑیں سنانیں حسرت وافسوس کی معاندین کے دلونمیں گڑیں دیکھیے جناب
رسول اللہ نے ہمیشہ اپنا متحد ہونا ساتھ جناب امیر خیبر گیر کے بعبارت مختلفہ بیان
فرمایا ہے عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ کما فی صحیح البخاری وغیرہ۔ وَاَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ اور
فردوس دیلمی میں ہے بمنزلۃ رُوْحِیْ مِنْ جَسَدِیْ اور علی کا نفس پیغمبر ہونا ہم بذکر آیہ
مباہلہ بتصریح تمام وحجت تام بیان کر چکے ہیں اور جمع الجوامع الکبیر میں کہ نہایت
معتبر کتاب اہلسنّت کی ہے مرقوم ہے کہ عمر عاص نے حضرت رسالت سے پوچھا
کہ آپ کے نزدیک دنیا میں کون احب ہے فرمایا کہ عائشہ بعد اُس کے حفصہ میری
محبوبہ ہیں یعنی ان دونوں سے حظ زندگانی اور لذت نفسانی ہے سائل نے
کہا کہ میں مردوں سے پوچھتا ہوں فرمایا کہ انہیں دونوں کے باپ یعنی یہ لوگ
تا دم زندگانی بکفش برداری مصروف راحت رسانی ہیں پھر سائل نے عرض کی کہ
علی کہاں ہیں فالتفت الی اصحابہ فقال ان ہذا یسالنی عن نفسی یعنی اُن حضرت نے اصحاب سے
متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ شخص مجھ سے میرے نفس سے سؤال کرتا ہے یعنی علی بجائے
نفس نفیس اور ذات شریف میری کی ہیں وہ غیر نہیں جو دوست من حیث الدنیا
ہوں یا من حیث الآخرۃ بالجملہ احادیث طرفین بحد ستفاضہ ولو اتر پہنچی ہیں کہ

جناب رسول خدا نے ہمیشہ حضرت علی کو منزلہ نفس اپنے کے فرمایا ہے پس بفحوائے
کلام الہی و احادیث حضرت رسالت پناہی باقرار فریقین حضرت امیر نفس جناب
بشیر و نذیر ہیں اور بنابر روایت متذکرہ صدر ابوبکر و عمر و عثمان حضرت کی آنکھ
اور دل اور کان ہیں کہ جو اعضا اور جوارح انسان ہیں اور ظاہر ہے کہ نفس کو
خدا نے کل جوارح و اعضا پر دنیا میں امیر و سردار و حاکم قرار دیا ہے جیسا کہ امام
رازی بھی تفسیر آیہ ان السمع والبصر والفؤاد میں فرماتے ہیں لان هذہ الحواس آلات النفس
والنفس کالامیر یعنے سمع و بصر و فواد آلات نفس ہیں اور نفس اُنکا امیر ہے انتہی اب اس سے
یہ نتیجہ نکلا کہ جناب امیر کو پیغمبر خدا نے اپنا نفس بنایا تو وہ حاکم اور امیر ہوئے اور
حضرات ثلثہ مثل اعضائے ثلثہ تابع و محکوم و مامور اُنکے ہوئے لیکن یہ اعضائے
ظاہری ظاہر میں تا حیات جناب سرور کائنات تابع و مامور رہے اور بعد وفات
حضرت رسالت جس طرح سے کل اعضائے انسانی اُس کے نفس سے مخالف ہو جاتے
ہیں جیسا کہ آیہ داغی بدایہ تشہد علیہم سمعہم و ابصارہم و جلودہم سے ظاہر ہے اُسی طرح
حضرات ثلثہ نے بھی سرکشی اور سرتابی اختیار کی اور بمخالفت جناب امیر خود حاکم و
امیر بن بیٹھے اور نفس پیغمبر کو محکوم و مامور اپنا قرار دیا پس بعد جناب رسول مقبول
یہ مجازی سمع و بصر و فواد مصداق قلوب لا یفقہون بہا و اعین لا یبصرون بہا و
آذان لا یسمعون بہا کے ہو گئے اب صاحبان انصاف و تارکان تعصب و اعتساف
غور فرمائیں کہ جو کوئی حکومت و امارت نفس حضرت رسالت کا منکر ہو جائے اُسکے
کفر و نفاق میں کیا شک ہے فقط **قال السائل فی تلبیس الخوارج و النواصب**
حق تعالی نے قرآن پاک میں اکثر و بیشتر مقامات میں ان حضرات کی مدح و ثنا بزمرہ
صحابہ و مہاجرین و انصار فرمائی اور اپنی رضا و خوشنودی اُنکے ظاہر کی یقول
المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب حق تعالی نے بزمرہ اصحاب

دیندار و مہاجرین و انصار نیک شعار ہر گز ہر گز مدح و ثنا صحابہ ثلثہ مقبولین اہلسنت کی نہیں فرمائی اور نہ کوئی آیت خصوصاً ثلثہ کی مدحت میں آئی ذکر فضائل انصار و مہاجرین کامل الایمان و واثق الیقین سے کچھ حصہ اصحاب سبوقی پابند نفاق و فسوق کو نہیں مل سکتا قرآن پاک میں اصحاب دیندار و مومنین و ابرار و مہاجرین و انصار و خاشعار و عاشقان پروردگار و تابعان حضرت رسول مختار و محبان آل اطہار صلواۃ اللہ علیہم فی اللیالی والنہار کی اکثر و بیشتر مدح و ثنا ہے انہیں سے راضی و خوشنود خدا ہے خاتمہ انکا ساتھ ایمان و یقین و صلاح تقوی کے ہوا راہ راست میں ثابت قدم رہے ہر دم مطیع و فرمان بردار حضرت رسول اکرم رہے اور بعد وفات جناب سرور کائنات تارک حدیث ثقلین نہ ہوئے مخالف و معاند خاتح صفین و حنین نہ ہوئے ۔ انکسے راضی ہے خالق اکرم + ان سے خوشنود دیندِ عالم + تھے جو کامل یقین و ایمان میں + مدح ان لوگونکی ہے قرآن میں تھے جو اصحاب پاک نیک صفات + نار دوزخ سے ہے انہیں کی نجات ہاں اکثر آیتیں مذمت صحابہ منافقین میں آئی ہیں ناکثین و شاکین کی برائیاں حق تعالیٰ نے جابجا قرآن مجید میں ارشاد فرمائی ہیں انکے فرد اعلیٰ و اکمل حضرت ثلثہ پائے جاتی ہیں معانی آیات منکم من یرید الدنیا ۔ و تریدون عرض الدنیا ۔ و تؤثرون الحیوۃ الدنیا ۔ و یؤذون اللہ و رسولہ وامثالہا انہیں کی شان میں صادق آتے ہیں یہ لوگ ظاہر میں موافق اور مقربین اصحاب جناب مخبر صادق اور باطن میں مخالف و منافق تھے ایسے لوگونکی شان میں لا تعلمہم نحن نعلمہم ۔ و اذا رایتہم تعجبک اجسامہم ۔ و ان یقولوا تسمع لقولہم آیا ہے اور امام نودی شارح مسلم نے انکے حق میں انہم کانوا معدودین فی اصحابہ یجاہدون معہ اما حمیۃ او لطلب الدنیا تحریر فرمایا ہے یعنی یہ لوگ اصحاب رسول کبار میں شمار کئے جاتے تھے اور حضرت کے

سید مجہر

ساتھ شریک جہاد ہوئے تھے یا بجمیت یا بغرض حصول دنیا اور یہ اصحاب اشرار
ساتھ اصحاب اخیار کے شامل تھے جو شخص ہماری تحریر پر یقین نہ لائے وہ کتب اہلسنت کا
ملاحظہ فرمائے کہ اکثرین نے باوجود ادعائے دوستی و مودت کے ان لوگونکی مذمت
کس قدر تحریر کی ہے اسکو فضل کردگار و معجزہ رسول مختار و اہلبیت اطہار علیہم السلام
سمجھنا چاہئے **قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب** اسلام و ایمان
سے تنہا خود ہی نہیں فائدہ اُٹھایا بلکہ تمام عالم کو اُس سے فائدہ پہنچایا **اقول ا**
لمتمسک بولایتہ اسد اللہ الغالب ہاں انکے اسلام و ایمان سے
جو فوائد ظاہر ہوئے وہ پیش اولی الابصار و ارباب انصاف شعار و مومنین دیندار
کالشمس فی النہار روشن و آشکار ہیں منجملہ انکے کسی قدر یہ ہیں کہ عثمان صاحب نے
اپنے عزیز و اقربا پر بڑا رحم فرمایا انکو فائدہ کثیر پہنچایا ولید بن عقبہ فاسق کو جو
عثمان صاحب کا بھائی متحد البطن تھا لیکن برادر صلبی نہ تھا ایسا سرفراز کیا کہ کوفہ کا
حاکم کردیا پس اُس نے صبح کی نماز چار رکعت پڑھائی اور مصلائے مسجد پر شراب کی
قے کی اور لوگوں سے کہا کہ اگر تم چاہو تو کچھ اور رکعتیں زیادہ کردوں لوگوں نے
کہا کہ بس حضور اسی قدر کافی ہیں پس دیکھنا چاہئے کہ ایسے حاکم یعنی ولید پسر ویزید
کی ماموری سے مقدمات دینی میں لوگ کس قدر مستفید ہوئے اگر اہل سنت کے
نزدیک اسی کا نام فائدہ دین اسلام ہے تو مبارک ہو ہمیں کیا کام ہے مروان اور حکم
جنکو رسول خدا نے شہر بدر کردیا تھا بسبب اسکے کہ وہ فاسق و منافق چلنے میں جناب
رسول خدا کی نقل کرتے تھے اور وہ طرید رسول اللہ کہلاتے تھے عثمان صاحب نے
انکو بلاکے سرفراز کیا اور ہزاروں درہم و دینار مال خمس و زکواۃ سے دے ڈالے
بقول شخصے کہ مال مفت دل بے رحم یہ بھی فائدہ پہنچانے میں داخل ہے دینی نہیں تو
دنیوی سہی اگرچہ وہ طرید رسول اللہ تھے لیکن صحابائے کرام و مومنین عظام کو

یہ فائدہ دینی پہنچایا کہ حضرت ابوذر غفاری کو بضرب تازیانہ مجروح کیا اور مدینہ
منورہ سے طرف قصبہ ربذہ کے نکال دیا اور حضرت عمار یاسر کی اس قدر زد و کوب
کی کہ عارضہ فتق پیدا ہو گیا اور اسی صدمہ سے شہادت پائی پس حضرت ابوذر کو
جزائے مظلومیت اور حضرت عمار یاسر کو اجر شہادت حضرت رب العزت سے روز
قیامت حاصل ہوگا کسی نے فائدہ دنیوی اٹھایا کسیکو نفع دینی ہاتھ آیا اگر صحابہ
مقبولین اہلسنت کے تشدد و تظلم کا حال بالتفصیل لکھا جائے تو ایک دفتر طویل ہو جائے
ان لوگوں نے جبکہ جناب رسول مقبول کو ایذا پہنچائی تو دوسروں کا کیا ذکر ہے جناب
پیغمبر خدا جنکی شان میں خالق جل و علا وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ فرماتے وہ
حضرت جب بغرض تحریر وصیت اور بہر ہدایت اُمت ضروری دین سمجھ کر دوات و قلم
طلب فرمائیں اُسوقت اُس سردار انبیا محبوب خدا کے حق میں کلمہ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَہجُر
خلیفہ ثانی صاحب زبان پر لائیں اور اس قدر شور و غل مچائیں کہ جناب حبیب خدا
اپنے پاس سے اُٹھ جانے کا حکم دیں لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ کا کچھ خیال نہ آیا
ایسے مقام کے مناسب إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
حق تعالیٰ نے فرمایا ہے سبحان اللہ کیا ایمان و اسلام ہے اور کیا خوب طاعت
رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے **قال السائل فی تلبیس الخوارج
والنواصب** قرآن شریف مختلف و منتشر اوراق میں تھا انہیں حضرات کی سعی
و کوشش سے یکجا مرتب ہوا اور تمام عالم میں شائع ہوا اور شیعہ کو بھی پہنچا *
یقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب اس سے قبل تو میاں
عثمان صاحب اہل سنت میں جامع القرآن مشہور و معروف اور اس صفت
خاص کے ساتھ موصوف تھے لیکن اس فقرہ سے کہ (انہیں حضرات کی سعی و کوشش سے
یکجا مرتب ہوا) واضح ہوا کہ حضرت سائل نے بکمال عنایت صفت مذکورہ کے

خلعت سے شیخین کو بھی مخلع اور سرفراز کیا اگرچہ مختلف ومنتشر ہونے قرآن کا دعوی باطل ہوا اور اس سے کوئی شرف ثلثہ کو حاصل ہو لیکن حق محبت ادا کر دیا یہ خبر نہیں کہ کیونکر ترتیب دیا اور کس قدر شان نزول آیات کا خیال کیا اگر اپنے ہی مذہب کی کتب کا مطالعہ فرماتے اور انصاف سے اغماض نہ کرتے تو ایسا کلمہ بفخر و مباہات زبان پر نہ لاتے محرق القرآن کو جامع القرآن کہنا انصاف کی بات نہیں اکثر علمائے اہل سنت کا قول ہے کہ مصحف عثمانی بہ ترتیب نزول آیات نہیں صحیح بخاری اور ترجمہ مشکواۃ شریف میں شیخ عبد الحق دہلوی نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان نے سینکڑوں قرآن جلا دئے ابن مسعود سے بضرب مشت و لکد قرآن مجید چھین کر آگ میں رکھدیا کیوں حضرت سائل اگر قرآن منتشر تھا تو ابن مسعود کے پاس کہاں سے آیا جو آپکے محرق القرآن نے جلایا اور نیز صحاح وجامع الاصول وجمع بین الصحیحین میں ذکر بے ترتیبی قرآن مجید موجود ہے چنانچہ صوارم اور بنزہہ اور استقصام الافحام و دیگر کتب کلامیہ میں انہیں کتب اہل سنت سے نقل کی گئی ہے لیکن مقصود جامع القرآن کا نہ بر آیا صاحبان ایمان و یقین پر اس بے ترتیبی نے کچھ اثر نہ دکھایا خلیفہ جی نے داغ الزام اٹھایا شیعہ متمسک بحدیث ثقلین اور مطیع فرمان حضرت رسول بدل و جان ہیں پس وہی مستحق قرآن ہیں جس طرح کہ حسب فرمان حضرت رسول انام قرآن شریف اور اہلبیت کرام تا حوض کوثر آپسمیں جدا نہ ہونگے اسیطرح شیعہ بھی ان دونوں سے تا روز قیامت جدا نہیں ہو سکتے پس شیعہ کو قرآن کیوں نہ پہنچتا اے حضرت سائل اپنی مذہب کی کتب کا مطالعہ فرمایئے اور دعوی لغو زبان پر نہ لائیے موافق تنزیل جناب وصی رسول جلیل یعنی علی مرتضی نے قرآن مجید ترتیب فرمایا لیکن خلفاء ثلثہ نے اسکو قبول نہ کیا صواعق میں ابی داؤد نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ بعد وفات جناب

سرور کائنات جب حضرت علی نے بیعت ابوبکر میں دیر کی تو ابوبکر نے حضرت علی سے کہا کہ کیا تم میری امارت کو مکروہ رکھتے ہو حضرت علی نے فرمایا کہ میں نے عہد کیا ہے کہ چادر بھی نہ اوڑھوں سوائے وقت نماز کے جب تک کہ قرآن کو جمع نہ کر لوں اور زعم کیا ہے لوگوں نے کہ حضرت علی نے اُس قرآن کو بہ ترتیب تنزیل جمع کیا محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ اگر قرآن جمع کردہ علی مرتضیٰ جاری ہوتا تو لوگوں کو بہت کچھ علم قرآن حاصل ہوتا فقط کیوں نہ ہو کہ القرآن مع علی و علی مع القرآن لایفترقان حتے یردا علی الحوض مشہور و معروف ہے مگر افسوس کہ تارکین حدیث ثقلین نے اُس قرآن کو جاری نہ ہونے دیا فقط **قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب** اسلام کی حقیت و وقعت انکے دلوں میں اس قدر سمائی تھی کہ اُس کی ترقی و شیوع کی کوشش آنحضرت صلعم کی حیات میں بھی کی اور نیز بعد وفات آپکے اُسکو دنیا کے بہت بڑے حصہ میں پھیلایا انہیں کی ہمت و کوشش و سرگرمی سے اسلام نے ایسا رونق و عروج پایا کہ دنیا کے تمام مذاہب و ملل نے رشک کیا ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی دین کی حقیت کا سچے دل سے معتقد نہو اور اُس کو قابو پاکر اس قدر رونق و عروج دے دشمن دین تو قابو پاکر اُس کے مٹانے کی کوشش کریگا اللہ اکبر کہیں جناب امیر کے ہاتھ سے اس قدر شوکت و عزت و اشاعت و ترقی اسلام ظہور میں آتی تو معلوم نہیں کہ شیعہ کیا کچھ شور مچاتے زمین و آسمان کا قلابہ ملا دیتے شیعہ نے حضرت امیر کی تعریف میں ڈھائی پر جبریل کے کاٹ ڈالے لاکھوں جن قتل کر ڈالے تمام قوم عاد کو ہلاک کر ڈالا **اقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب** انحراف انصاف و تعصب و اعتساف صاف صاف اس کلام عناد التیام سے ظاہر ہے اسلام حقیقی کی وقعت اصحاب ثلثہ کے دلوں میں ایک ذرہ بھی نہ تھی ورنہ

باوجود بیعت خم غدیر حق خلافت جناب امیر و باغ فدک حق جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ علیہا بنت حضرت بشیر و نذیر کو غصب نہ کرتے طمع جیفہ دنیا پر نہ مرتے ساتھ حدیث مخدوعہ مکذوبہ کے حجت نہ لاتے بدنامی نہ اٹھاتے جناب معصومہ کو کہ جنکا غضب عین غضب رسول ہے تا دم انتقال ناخوش و ناراض نہ رکھتے نعش مطہر رسول زمین کو بےغسل و کفن چھوڑ کر شورہ سقیفہ میں بخواہش نفسانی و بطمع دنیائے فانی مشغول نہ ہوتے بمصداق حدیث سنحرصون کے حرص امارت و دنیا نہ کرتے ندامت روز قیامت سے ڈرتے بفحوائے حدیث حوض دین میں باعث احداث نہ ہوتے امور جدید واقع نہ کرتے طریدان رسول خدا کو حکومت نہ دیتے صحابائے مقبولین کو ایذائیں نہ پہنچاتے تراویح کے موجد نہ ہوتے متعہ نکاح و متعہ حج کو حرام نہ کرتے انحراف حکم رسول جلیل انکے فسق و نفاق کی کامل دلیل ہے شاہ عبد العزیز دہلوی جو تمام اہل سنت کے مقتدا اور پیشوا ہیں تحفہ اثنا عشریہ میں مابین باب پنجم و ششم لکھتے ہیں کہ باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سنی این حدیث ثابت است کہ پیغمبر فرمود اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ کِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلَبَیْتِیْ پس معلوم شد کہ در مقدمات دینی و احکام شرعی ما را پیغمبر حوالہ این دو چیز عظیم القدر فرمودہ است پس مذہبی کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً و عملاً باطل و نامعتبر است و ہر کہ انکار این دو بزرگ نماید خارج از دین باشد انتہی پس کتب صحاح اہل سنت سے واضح ہے کہ وقت طلب قرطاس و قلم فرمان واجب الاذعان حضرت رسول ایزد منان سے خلیفہ ثانی نے سرتابی کی اور کلمہ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَهْجُرُ نسبت پیغمبر خدا کے زبان پر آیا اور حسبنا کتاب اللہ کہکر تمسک عترت رسول مقبول کو ترک کیا اب حضرت سائل ہی فرمائیں کہ مخالف حکم رسول کریم اور تارک شئی عظیم بقول عبد العزیز خارج از دین ہے یا نہیں اگر انکے دلمیں دین کی وقعت ہوتی تو یہی کردار انکے ظاہر و آشکار ہونے

اور بقول لائے لن تضلو بعدی کے بحالت نہ ہونے تمسک ساتھ عترت اہلبیت کے
ضلالت و گمراہی میں پڑے یا نہیں اور با وجود کہنے حسبنا کتاب اللہ کے اُس پر بھی
عمل نہ کیا چنانچہ حرام کرنے متعہ نکاح و متعہ حج و دیگر افراط و تفریط سے جنکی تفصیل
اکثر کتب میں موجود ہے ظاہر و باہر ہے اور ان کے مریدوں نے بھی مقدمات
دینی و احکام شرعی میں طریقہ اہلبیت علیہم السلام پر کچھ عمل نہ کیا دیکھو صحیح بخاری کو
جو بزعم اہلسنت صحیح تر بعد کتاب باری ہے اُسمیں کوئی حدیث اہلبیت علیہم السلام
سے نقل نہیں کی گئی الغرض ایسی خرابیاں دین اسلام میں اصحاب ثلثہ کے سبب سے واقع
ہوئی ہیں اور وہ امور جدید مخالف احکام الٰہی و سُنت حضرت رسالت پناہی حادث
کئے ہیں کہ جن کی اصلاح تا ظہور پر نور جناب قائم آل محمد صلواۃ اللہ علیہ و علیٰ آبائہ الکرام
دشوار بلکہ ناممکن ہے اَللّٰھُمَّ عَجِّلْ ظُھُوْرَہٗ وَسَھِّلْ مَخْرَجَہٗ نہ حیات جناب سرورکائنات
میں اصحاب ثلثہ کے ذریعہ سے کچھ ترقی اسلام ظہور میں آئی اور نہ بعد حضرت رسالت ان
لوگوں نے کوئی جنگ بذات خود جدال و قتال کر کے فتح فرمائی تعجب ہے کہ مدعیان صفات
ثلثہ کو شرم بھی نہیں آتی کہ خلاف واقع باتیں بناتے ہیں ناواقفونکو اپنی سخن سازیاں
دکھاتے ہیں اگر درحقیقت کچھ بھی صلاحیت ایمان و اثر جرأت و ہمت ثلثہ میں پاتے
تو اہل سُنت زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے حضرت امیر نے جبریل کے پرونکے
ساتھ معاندین کے بھی پر کاٹ ڈالے لیکن بے پر کی اُڑاتے ہیں اب بھی باز نہیں
آتے منجملہ پیروان ثلثہ کے کوئی صاحب فرمائیں تو سہی کہ ثلثہ نے کس کافر کو قتل کیا
کس جنگ میں زخم کھائے کہاں تلوار کھینچی کس لڑائی کو فتح کر آئے صاحب روضۃ الصفا
نے لکھا ہے کہ عمر کی تلوار سات بالشت کی لانبی اور ایک بالشت چوڑی تھی مگر کسی
لڑائی میں اُس کے میان سے باہر نکلنے کا اتفاق نہ ہوا وقت امن و امان و تقسیم
مال غنائم و زکواۃ موجود رہتے تھے اور مصیبت کے وقت جان بچا کر ایسے مفرور ہوتے

تھے کہ تین تین روز تک پتا نہ ملتا تھا اب ہم حالات چند غزوات کتب اہل سُنّت سے
نقل کرکے ہدیہ ناظرین اولی الابصار و ارباب انصاف شعار کرتے ہیں کہ جس سے اوّل
کاذبہ سائل کی حقیقت کھل جائے گی ثلثہ کی کوشش و مردانگی کی تصویر نظر آجائیگی
تیر کروگار نفس جناب احمد مختار کاسر اصنام و قاتل کفار حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب
علی ابن ابی طالب صلواۃ اللہ علیہ کے شجاعت البتہ قابلِ صد ہزار مدح و ثنا ہے
کہ ہمیشہ بہ نفس نفیس جہاد فرمایا بڑے بڑے کفار پہلوانان نامدار شجاعان روزگار کو
تہ تیغ آبدار کیا اور حرکہ سے کبھی قدم نہ ہٹایا الضربۃ علی یوم الخندق افضل من
عبادۃ الثقلین ارشاد حضرت رسول ایزد سبحان اور لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار
قول ملک رضوان تمام اہل جہان پر ظاہر و عیان و مستغنی عن البیان ہے پیروان
مفرورین خیبر و حنین و مقلدان تارکین حدیث ثقلین اگر بنظر تعصب و عناد شجاعت
اشجع الناس حضرت امیر خیبر گیر کے قائل نہ ہوں تو کیا ضرر ہے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ صاحب روضۃ الصفا کہ مورخین اہل سُنّت سے ہیں بذکر غزوہ
احد تحریر فرماتے ہیں کہ چون عبدہ اصنام از کمین گاہ بیرون آمدند و بر سر اہل اسلام
ریختند و از شدت آں واقعہ مسلمان روئے بہزیمت نہادند حضرت رسول در غضب
شد و ہر گاہ کہ در غضب رفتے عرق از جبین ہمایونش مانند دُر خوش آب فرود ویدے
دوران حال نظر کردے علی مرتضی را در پہلوئے خویش ایستادہ دید فرمود کہ اے
علی چون است کہ بدیگران نہ پیوستی قدوۃ اولیا جواب داد کہ مرا بتو اقتدا است و در
بعضے از نسخ بنظر رسیدہ کہ علی گفت کہ کفر بعد الایمان و دریں اثنا طائفہ از مشرکان متوجہ
حضرت رسول شدند فرمود کہ یا علی مرا نگاہدار حیدر کرار بضرب ذوالفقار فوج کفار را کہ
چوں ثریا مجتمع بودند مانند بنات النعش متفرق گردانید بعض گروہ دیگر آہنگ حضرت
مصطفے کردہ جناب ولایت مآب باشارت آں سرور ایشاں را مندفع ساخت ان

سال جبرئیل گفت کہ این کمال مواسات و بہو الفردی است کہ علی دربارہ تو بتقدیم رسانیدہ
پیغمبر فرمود کہ انہ منی وانا منہ بدرستیکہ او از من است و من از اویم جبرئیل عرض کرد کہ
انا منکما اور پھر لکھا ہے کہ زید بن اسید وہب از عبداللہ ابن مسعود پرسید کہ چنان شنیدام
کہ در روز احد بغیر از علی و ابودجانہ و سہل بن حنیف کسے نزد پیغمبر نماندہ بود و بعد از
ساعتے عاصم بن ثابت و طلحہ بن ثابت آمدہ در خدمت حضرت خیر البشر کمر بستند آیا
این خبر بیان واقع است گفت بلے پرسیدم کہ ابوبکر و عمر کجا بودند گفت ایشان بگوشہ
رفتہ بودند و در روز سوم از جنگ بخدمت آن سرور فائز شدند اور پھر لکھا ہے
و در بعضے از اخبار آمدہ کہ عثمان بن عفان با دو کس از جنگاہ بیرون رفتہ راہ گم کردند
و بعرض رسید و بعد از سہ روز بخدمت حضرت رسالت پناہی آمدند اب منکرین فضیلت
و شجاعت حیدر کرار و غاصبین ہمت و کوشش و سرگرمی صاحبان فرار بعد علاج رمد
تعصب و عناد چشم غور مطالعہ کریں اگر کچھ بھی حمیت اسلام ہے تو حق پوشی و ناحق
کوشی سے ڈریں سوائے اسد اللہ الغالب کس نے اعانت جناب رسول مقبول
فرمائی حضرت سائل کو بزدلونکی مدح کرتے ہوئے شرم بھی نہ آئی کہ خود میاں عمر صاحب
فرماتے تھے لقد رایتنی یوم احد وانا اصعد فی الجبل منہزما مثل اروية یعنی میں روز
احد مثل مادہ بز کوہی کے پہاڑوں پر اچکتا تھا جیسا کہ سیوطی نے کہ معتبرین علمائے
اہل سنت سے ہیں در منثور میں لکھا ہے اور نیز کنز العمال میں ہے لما کان یوم احد
ہزمنا و فررت حتی صعدت الجبل فلقد رأیتنی انزو کانی اروی یعنی روز احد ہزیمت
کھائی میں نے اور بھاگا میں یہاں تک کہ پہاڑ پر چڑھ گیا پس پایا میں نے اپنی تئیں
اچکتا ہوا مثل بز کوہی کے سبحان اللہ کیا خوب خلیفہ صاحب اپنی ہمت و بہادری کی
تعریف فرما رہے ہیں اور معتقدین انکی نصرت و حمایت دین پر غش ہیں پیران نمی پرند
و مریدان می پرانند خداوند جل شانہ ارشاد فرماتا ہے فقد باء بغضب من اللہ و ماواہ

جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ یعنی اے مسلمانو جب صف جنگ میں کفار سے ملاقات کرو تو انکو پشت نہ دو اور جو شخص پشت دیگا وہ گرفتار غضب خدا ہوگا اور جگہ اسکی جہنم ہے اب اس حکم خدا کو دیکھ کر فرار ہونا مغرورین کا جنگ احد سے جسکا خود اقرار کیا ہے ارباب انصاف بلا تعصب و اعتساف ملاحظہ کریں اور انکی جائے بازگشت کو خیال فرمائیں یہ بھی قدرت پروردگار ہے کہ خود سُنیوں کی کتابوں سے ثلثہ کے خصائل ذکر دا نمودار اور سزا انکی بحکم حضرت جبار و قہار ظاہر و آشکار ہے اور صاحب روضۃ الصفا کی تحریر دلپذیر در باب غزوۂ خندق قابل ملاحظہ تحریر ہے چنین روایت کردہ اند کہ عمرو بن عبدود در قبائل عرب بوفور جرأت و کمال شجاعت و استکمال آلات طعن و حرب مستثنیٰ و ممتاز بود و فی المثل اگر رستم دستان بمنازعت او آمدے کار بروئے بزیان آمدے و اگر سہراب قدم در میدان مضمار او نہادے بیتاب و تواں گشتے شہرت او در شجاعت بمرتبہ بود کہ دلیران عرب او را در مقابل ہزار مرد مقاتل میدانستند راقم حروف از سید علی نخعی کہ صاحب وقوف اخبار سلف بود استماع نمودہ کہ او گفت در نسخہ دیدم کہ عمرو بن عبدود در غزائے احزاب از خندق گذشتہ مبارز طلبید چنانچہ درین اوراق گزارش می یابد یاران در قتال با او متامل بودند حضرت رسول فرمود کہ سبب تامل چیست عمر ابن الخطاب از جانب اہل اسلام زبان باعتذار کشادہ معروض حضرت خیر الانام گردانید کہ نوبتے بہمراہی طائفۂ از قریش کہ عمرو بن عبدود در آن میان بود برسم تجارت با مالی وافر و متاعے متکاثر متوجہ شام بودیم ناگاہ قریب ہزار نفر از قاطعان طریق سر راہ بر ما گرفتند اہل کاروان از مال بلکہ از جان خویش مایوس گشتند عمرو بن عبدود چون صورت حال بدان شان دید شمشیر از نیام برکشید و شتر بچہ بیک دست ربودہ بجائے سپر در پیش خود بداشت و چون شیر ژیان و ببر دمان بر مخالفان حملہ کرد و آن جماعت بواسطہ توجہ او روئے بانہزام نہادند و قافلہ بسلامت گذشت آوردہ اند کہ عمرو بن عبدود در روز بدر زخمی

گران یافته فرار نموده و در معرکه احد حاضر نتوانست شد و در غزوه احزاب موافقت نموده میخواست که تلافی مافات نماید تا صیت او بار دیگر در دیار عرب انتشار یابد و آوازه او مجدد بسمع اقاصی و ادانی رسد لاجرم در روزیکه مشرکان مستعد جدال و قتال گشتند چون بکنار خندق آمدند عمرو بن عبدود با طائفه از دلیران مثل ضرار بن الخطاب و عکرمه بن ابی جهل و نوفل بن عبدالله و هبیره بن وهب که مجموع بتقدیم عمرو اعتراف داشتند مضیقی از خندق پیدا کرده اسپ جهانیدند و در روضة الاحباب مسطور است که خالد بن ولید و ابوسفیان بن حرب با کفار قریش و کنانه و بنی غطفان بر لب خندق صف کشیده بایستادند عمرو با ابوسفیان گفت که شما در عبور با ما موافقت نمی نمائید ابوسفیان گفت اگر احتیاج بگذشتن بود ما نیز بگذریم و چون عمرو از خندق عبور نموده پای در میدان شجاعت و مردی نهاده مبارز خواست لشکر اسلام که تهور و مردانگی او میدانستند از خوف چنان شدند که گوئیا خون در بدن ایشان نماند سرها در پیش افگنده خاموش بایستادند بالجمله چون عمرو بن عبدود از اهل اسلام مبارز خواست و هیچ کس در برابر او نیامد حضرت مقدس نبوی فرمود که هیچ دوستی هست که شر این دشمن را کفایت کند امیر المومنین علی گفت یا رسول الله انا ابارزه حضرت در جواب علی هیچ نفرمود و بروایتی فرمود که این عمرو بن عبدود است بار دوم عمرو مبارز طلبیده علی مرتضی رخصت جسته مرخص نگشت بار سیوم عمرو گفت در میان شما هیچ مردی نیست که بمیدان در آید باز امیر المومنین علی دستوری خواست تا با آن متهور در محاربه آید حضرت رسول درین نوبت فرمود ادن یا علی و چون امیر المومنین علی نزدیک رفت شمشیر خود را که موسوم بذوالفقار بود باو داد و زره خاص در بر او پوشانید تا بدن فرخنده اثر از سهام حوادث و ضوارب نوائب مصون و محفوظ ماند و بجهت دفع اصابت عین الکمال عمامه خویش بر سرش نهاده مستقصی آورده که دستار بر سر او پیچیده گفت اللهم اعنه علیه ای خدای سزاوار پرستش

۱؎ یعنی آوازناک ۲؎ یعنی نزدیک تر

یاری دہ علی را بر عمرو و در روایتے آنکہ دستہائے مبارک بر داشتہ گفت بار خدایا عُبیدہ را در روز بدر از من گرفتی و حمزہ را در روز اُحد از من جدا ساختی الٰہی ایں علی است برادر من و ابن عم من آنگاہ فرمود فلا تذرنی فرداً وانت خیر الوارثین چوں حضرت رسول باینجا رسید امیر المؤمنین علی پیادہ رواں شدہ و در معرکہ عمرو را سوار دیدہ فرمود اے عمرو چنیں مسموع من شدہ کہ تو گفتہ کہ ہیچکس مرا بسہ کار دعوت نکند مگر آنکہ یکے ازاں یا ہر سہ را قبول کنم علی ای التقدیرین عمرو گفت بلے چنیں است علی فرمود کہ من ترا میخوانم بشہادت أن لا الٰہ الا اللّٰہ و بالطاعت خدائے کہ پروردگار عالمیانست عمرو گفت اے برادر زادہ من چہرہ ایں مطلوب را در حجاب توقف گزار امیر المؤمنین علی فرمود کہ امرے دیگر ہست اگر مُباشر آں باشی ترا نیکو باشد عمرو گفت کہ آں کدام است امیر المؤمنین علی فرمود کہ دست از محاربہ اہل اسلام باز داشتہ بدیار خود در روے اگر مہم محمد ﷺ متمشی[2] گشتہ بر دشمنان غالب آید تو شرط امداد بجائے آوردہ و اگر کار بر عکس باشد بے مخاصمت و منازعت تو آنچہ مقصود است حاصل آید عمرو گفت زنان قریش ایں گویند کہ من بر الفاتے نذر خود وفا نکردم و دست ازاں باز داشتہ روئے بوطن نہم و حال آنکہ عمرو بعد از فرار معرکہ بدر نذر کردہ بود کہ تا انتقام از حضرت نبوی نکشد روغن در خود نمالد امیر المؤمنین علی امتناع عمرو مشاہدہ کردہ فرمود کہ درینجا قضیہ دیگر ہست عمرو پرسید آں کدام امیر المؤمنین فرمود آنکہ از اسپ فرود آئی تا محاربہ کنیم عمرو ازیں سخن در خندہ شد و گفت ایں خصلتے است کہ گمان نمی بردم کہ کسے از دلیران عرب ایں را از من التماس نماید باز گرد کہ تو در حداثت سنی و ہنوز ترا وقت نرسیدہ کہ با مردان مرد در میدان نبرد آئی بروایتے آنکہ گفت باز گرد تا یکے ازاں دو شیخ قریش یعنی ابوبکر

---

[1] بضم میم و کسر غین معجمہ بمعنی اختیار کنندہ ۱۲ [2] بضم میم و فتح میم ثانی و شین معجمہ مشدد بمعنی جاری ۱۲ منہ

دعمر بیایند وقولے آنکہ گفت درمیان اعمام تو بزرگ تر ہستند تو بسلامت باز گرد و روایت
اہل سیر آنکہ عمر گفت من دوست میدارم کہ خون تو بر دست من ریختہ شود حالانکہ میان
من و پدر تو قاعدۂ محبت مسلوک بودہ امیر المومنین فرمود اگر تو دوست میداری کہ خون
من بر دست تو ریختہ شود من دوست میدارم کہ خون ریختہ شود عمر ازیں سخن برآشفت
و از مرکب فرود آمدہ اسپ خود را پے کردہ باشمشیر کشیدہ از خشم روئے امیر المومنین
علی نہادہ امام المتقین برائے دفع ضرر سپر در سر کشیدہ آں متہور بے باک تیغی چناں
بر سپر حضرت امیر زد کہ اگر بر کوہ خارا زدے دو نیم ساختے و از شدت ضرب شمشیر سپر
منشق شدہ فرق مبارکش خراش یافت آنگاہ حیدر کرار بیکضرب ذوالفقار بدن
خبیث آں نابکار را از بار سر سبک گردانیدہ اور پھر لکھا ہے کہ چوں عمر بقتل آمد
علی مرتضی باواز بلند تکبیر گفت و حضرت رسول آواز علی شنیدہ معلوم فرمود کہ
صورت حال چیست منقول است کہ بعد از قتل عمر ضرار ابن الخطاب و ہبیرۃ ابن وہب
قصد علی کردند امیر متوجہ ایشاں شدہ چشم ضرار کہ بر حیدر کرار افتاد فرار بر قرار اختیار
نمود از و پرسیدند کہ سبب سرعت ہزیمت چہ بود جواب داد کہ در آں حال صورت
مرگ را معاینہ دیدم اما ہبیرہ ساعتی در مقابل امیر ایستادہ عاقبت روئے بگریز
نہاد و نوفل بن عبداللہ مخزومی در حین انہزام از پشت زین در تنگ خندق افتادہ
مسلمانان سنگسارش کردند او فریاد زد کہ بہتر ازیں میتوان کشت حضرت
امیر ترحم نمودہ در خندق رفت و بیکضرب شمشیر او را دو نیم ساخت گویند کہ چوں
امیر المومنین علی سر عمر بہ پیمبر برد التفات بر زرہ او کہ در غایت جودت بود نکرد خواہر
بسر وقت او رسیدہ جامہ و سلاح او را بر حال خود دید گفت ما قتلہ الا کفو کریم نکشتہ
است او را مگر ہمسرے کریم و گرامی خلاصہ ایں کلمات آنکہ امیر المومنین علی خرمن حیات
مخالفان را باتش قہر سوختہ و رخسارہ فرخندہ اثر مانند شمع فلک برافروختہ بخدمت

حضرت رسالت پناہ مبادرت نمود و سر عمرو بن عبدود را در پائے مبارک آنحضرت افگند و زبان فصاحت بیانش بہ بیتے چند مترنم شد متون کتب سیر بایں خبر ناطق است کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ در شان اسد اللہ فرمود مبارزۃ علی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الے یوم القیامۃ انتہیٰ بقدر حاجت اب معاندین گم کردہ راہ و منکرین فضائل و مناقب حضرت امیر حق آگاہ و تارکین عترت رسول اللہ و متمسکین قائل حسبنا کتاب اللہ رمد تعصب کا علاج کرکے دیکھیں کہ شوکت و عزت و جرأت و ہمت و شجاعت و فضیلت شیر خدا کے مقابلہ میں وہ لوگ جو مانند بز کوہی کے بھاگ کر پہاڑ پر اچکتے پھرتے تھے کیا وقعت رکھتے ہیں اس تحریر مورخ سے چند فائدے حاصل ہوئے **اوّل** یہ کہ سوائے ذات بابرکات جناب حیدر کرار غیر فرار کے کسی نے نصرت و اعانت رسول مقبول نہ کی اور شر دشمن کو دفع نہ کیا باوجودیکہ تین مرتبہ حضرت رسول نے سب سے مخاطب ہو کر فرمایا لیکن کسی نے جواب نہ دیا۔ مگر نہ بودے دست حیدر ذوالفقار کے شدے اللہ اکبر آشکار **دوم** یہ کہ سوائے قاتل عمرو کشندہ مرحب و عنتر کسی نے بہ نفس نفیس کفار کو قتل کرکے ابنائے دین اسلام کو مستحکم اور بنیاد کفر کو خراب نہ کیا **سوم** یہ کہ باوجود مبارز طلبی کے شیخین کو جرأت مقابلہ کی اس کافر سے نہ ہوئی اور یہ مرتبہ جناب امیر ہی کو صغر سنی میں حاصل ہوا **چہارم** یہ کہ حضرت علی مرتضیٰ نے بعد قتل اس کافر کے عمدہ زرہ اور جامہ او سلاح پر توجہ نہ فرمائی کریم اور مستغنی اور تارک مال دنیا ایسے ہوتے ہیں **پنجم** یہ کہ جناب ختمی مآب نے جنکی شان میں ما ینطق عن الہوی الخ آیا ہے ضرب حضرت امیر کو افضل تمام اعمال امت سے کہ جو قیامت تک واقع ہوں فرمایا پس یہ ارشاد حضرت رسالت عین فرمان رب العزت ہے جائے انصاف ہے کہ جس کی ایک ضرب تمام اعمال امت سے تا روز قیامت افضل ہو اس کے اور فضائل و مناقب کا کیا ذکر ہے اور کیونکر کوئی شخص منافق اس کی ہمسری

علی

کرسکتاہے حذف ہمسر گہر و کلف برابر قمر نہیں ہوسکتا افسوس کہ ایسے برگزیدہ
الٰہ و نائب برحق جناب رسالت پناہ سے لوگ عناد کریں اور غضب حق میں خطا
و رسول سے نہ ڈریں صحیح مسلم اور در منثور میں حذیفہ سے روایت ہے کہ لیلۃ الاحزاب
میں ہم جناب رسول خدا کے ساتھ تھے وکان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ یصلی
من اللیل فی لیلۃ باردۃ لم ار قبلہ ولا بعدہ بردا کان اشد منہ
یعنی رسول خدا نماز شب پڑھتے تھے اور وہ رات ایسی سرد تھی کہ میں نے کبھی ایسی سردی
نہ پہلے اُس کے دیکھی اور نہ بعد اُس کے فقال الا رجل یذھب الی ھؤلاء فیاتینا
بخبرھم جعلہ اللہ معی یوم القیمۃ یعنی آیا کوئی ایسا شخص ہے جو لشکر کفار کی طرف جائے
اور انکی خبر لائے اور جو شخص ایسا کرے یعنی خبر کفار لاتے تو عوض میں اُس کے
خداوند عزوجل اُسکو روز قیامت میرے ساتھ کریگا قال فما قام منا انسان قال
فسکتوا ثم عاد فسکتوا حذیفہ کہتے ہیں پس ہم سے کوئی شخص نہ اُٹھا اور سب نے سکوت
اختیار کیا پھر حضرت نے مکرر اسی سخن کا اعادہ کیا مگر کسی نے جواب نہ دیا تب حضرت
نے فرمایا یا ابابکر فقال استغفر اللہ و رسولہ یعنی خاص کر یار غار کا نام لیکر پکارا تاہم خلیفہ جی
نہ اُٹھے اور پڑے ہی پڑے فرمایا کہ خدا و رسول خدا مجھے معاف رکھیں ثم قال ان
شئت ذھبت پھر جناب رسول مقبول نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے تو جاسکتے تھے
فقال یا عمر فاستغفر اللہ و رسولہ۔ ثم قال ان شئت ذھبت پھر عمر صاحب کا
نام لیکر پکارا اُنہوں نے بھی پڑے ہی پڑے کہا کہ مجھے بھی معاف کیجیے حضرت نے
فرمایا کہ تم بھی اگر چاہتے تو جاسکتے تھے ثم قال یا حذیفہ فقلت لبیک فقمت
حتی اتیت پھر حضرت نے فرمایا اے حذیفہ کہا لبیک اور اُٹھا اور حاضر خدمت ہوا
انتہی اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت پیغمبر خدا نے نام لیکر شیخین کو پکارا اور
یہ بھی وعدہ فرمایا کہ اسوقت تعمیل حکم کرنے والا روز قیامت ہمارے ساتھ ہوگا

لیکن شیخین نے مطلق پاس اطاعت رسول نہ کیا اور بڑے ہی بڑے پناہ مانگا کیے حالانکہ بجز تکلیف سردی کے اور کچھ ضرر بھی نہ تھا پس ظاہر ہے کہ اگر اطاعت رسول منظور ہوتی اور وعدہ حضرت کا یقین ہوتا اور قیامت میں حضرت کے ساتھ ہونا منظور ہوتا تو کیونکر تعمیل حکم نہ کرتے اگر بنظر فوائد دینی ایمان لائے ہوتے تو تمری کی کیا حقیقت ہے جلتی آگ میں کود پڑتے لیکن اُنکو تو دنیا طلبی سے کام تھا اسلام برائے نام تھا مال غنیمت و زکوٰۃ آیا ہوتا تو سب سے پہلے حصہ لینے کو دوڑتے معتقدین شیخین اس حدیث کا مطالعہ کریں اور کچھ تو خدا و رسول سے ڈریں محبت شیخین کا اس قدر دم نہ بھریں کہ اُنکو قابل خلافت و امامت سمجھیں اور احادیث موضوعہ و مکذوبہ اُنکے حق میں بنائیں فافہموا ولا تغفلوا اب تھوڑا سا حال فتح حصار قموص یعنی قلعہ خیبر باہتمام و سعی کنندہ و رحضرت امیر المومنین حیدر نفس پیغمبر سلام اللہ علیہ الی یوم المحشر اُسی کتاب روضۃ الصفا سے تحریر کیا جاتا ہے روزے فاروق اعظم متصدی امر محاربہ گشت و علم بر داشتہ با طائفہ از حامیان بیضہ اسلام بپای قلعہ اہل شرک و ظلام رفت و ہر چند دست و بازو چہرہ فتح در آئینہ مراد روئے ننمود روز دیگر صدیق اکبر رایت برگرفتہ با جمعی از شجاعان و ابطال بمقابلہ اہل ضلال شتافت و محاربات عظیم درمیان فریقین واقع شد بے حصول مقصود باز گشت و در نوبت سوم باز عمر ابن الخطاب بار مرہ از اصحاب روئے جنگ بہ محصوران قلعہ قموص آوردہ و کوشش بسیار نمودہ بدستور سابق مراجعت فرمود بعد ازانکہ خسرو انجم با علم زرنگار متوجہ تسخیر دیار مغرب شد آں سرور بطحی و یثرب بر زبان گوہر نثار معجز آثار بگذرانید کہ لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ و رسولہ ویحبہ اللہ و رسولہ یفتح اللہ علی یدیہ گویند کہ علی کرم اللہ وجہہ بنا بر عارضہ رمد در مبدء حال این غزوہ تخلف نمودہ در مدینہ توقف فرمودہ بود درین اثنا

مفارقت آنحضرت بر ضمیر منیرش دشوار آمده باالمی که داشت متوجه دستبوس گشت
و در راه یا بعد از وصول به خیبر علی الروایتین برسول الله پیوست سهل بن سعد ساعدی
گوید که در آن شب که حضرت رسالت این سخن فرمود غلغله در میان اصحاب افتاد و
گفتند آیا رایت بکدام یک از ما خواهد داد و بریدة الحصیب گوید که هر که برسول قربی
داشت امید داشت که صاحب علم او باشد و جمعی از قریش گفتند مقرر است که مراد این
سرد علی ابن ابیطالب نیست چه اوراچشم چنان درد میکند که موضع قدم خود را نمی بیند
و چون گوش امیر المومنین بدرر الفاظ آبدار حضرت سید ابرار گران بار شده گفت اللّٰهم
لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت یعنی خداوندا هیچکس نتواند بخشید که منع تو بآن تعلق
گیرد و هیچکس باز نتواند داشت چیزے را که عنایت تو به بخشش آن تعلق پذیرد و چون
روز دیگر از نور طلعت خورشید عالم افروز چشم عالمیان روشنی پذیرفت و از لمعات
آفتاب جهان تاب عرصہ گیتی اشارت پذیرفت سعادتمندان فیروز جنگ که در بیشه
وغا جنگ در کمر پلنگ زدندے و در بحر هیجا قدم در کام نهنگ نهادندے بر در خیمه
مقدس حضرت رسالت پناه مجتمع گشتند و هر یک را تصور آن بود که این سعادت
عظمی و موهبت کبری نصیب او گردد سعد بن وقاص گوید که در برابر چشم رسول الله
بزانو در آمدم و بعد از آن برخاستم بامید آنکه صاحب رایت من باشم از فاروق اعظم
منقول است که گفت من امارت هرگز دوست نداشتم مگر در آن روز و چون حضرت
مصطفی از خیمه بیرون آمد فرمود که علی ابن ابی طالب در کجا است مردم از هر طرف
آواز بر آوردند که چشم او چنان درد میکند که پیش پائے خود نمی بیند فرمان داد که او را
بیاورید دست علی را گرفته حاضر ساختند حضرت سر او را بر ران مبارک خویش نهاده
آب دهان مبارک در چشمانش افگند و بقولے آب دهن در کف خود ریخته در چشم علی مالید
و گفت اللهم اکفه الحر والبرد و علی مرتضی گوید که دیگر ببرکت رسول الله سرما و گرما نیافتم

ابن ابی لیلیٰ گوید که علی در گرمائے قوی جامه پرپنبه می پوشید و از آں باک نمیداشت
و در سرمائے عظیم جامه تنگ در بر میکرد و از آں متضرر نمی شد گویند که بعد ازاں علی
از زحمت درد چشم ایمن شد و چوں علی مرتضیٰ از بلیه رمد خلاصی یافت رایت
باو داد و فرمود برو و التفات مکن تا آں زماں که خدائے عزوعلا خیبر را بر دست
تو مفتوح گرداند و علی اندک مسافتی قطع کرده آواز بر آورد که یارسول الله ماذا
اقاتل حضرت رسول فرمود که قاتلهم حتی یشهدوا ان لا اله الا الله و ان محمدا
رسول الله فاذا فعلوا ذلک فقد منعوا منا دماءهم واموالهم الا بحقها وحسابهم علی الله
و بروایتے چوں امیر المومنین علی علم برگرفته براه در آمد گفت یارسول الله با ایشاں
مقاتله کنم تا مثل ما شوند یعنی مسلمان گردند حضرت فرمود یا علی در مقاتله تعجیل منمای
و برو تا آں زماں که بساحت ایشاں فرود آئی آنگاه ایشاں را باسلام دعوت کن و
اخبار نمائی از حقوقیکه خداوند را بر ایشاں واجب است و بخدا سوگند اگر یک کس را
خدائے تعالیٰ بواسطه تو هدایت دهد بهتر است ترا از اشتران سرخ مو که در راه
حق عزوعلا تصدق کنی بعضے گفته اند که رسول خدا زره خود بعلی مرتضیٰ پوشانید و
ذوالفقار در میان او لبسته رایت نصرت آیت بدست او داد و علی مرتضیٰ قدم
در راه نهاده و نزدیک حصن قموص رسیده علم در توده از سنگ ریزه فرو برد
و در آں حین یکے از احبار یهود بر بالائے حصار آمده پرسید که اے صاحب رایت تو
کیستی و چه نام داری حیدر کرار جواب داد که منم علی ابن ابی طالب یهودی با قوم
خویش خطاب کرد که غلبتم وما انزل علی موسیٰ یعنی بتوریت سوگند که شما مغلوب
گشتید و در بعضے از کتب سیر مسطور است که نخستین کسیکه از حصن حصین با فوج خویش
بجنگ بیروں آمد حارث یهودی برادر مرحب بود و حرب آغاز کرده مسلمانان را
شهید گردانید امیر المومنین علی متوجه حارث شده بیکضرب تیغ او را بدوزخ

رسانید مرحب چون بکشته شدن برادر خویش واقف شد با طائفه از اهل شجاعت
سلاح پوشیده بکین برادر پای از دروازه حصار بیرون نهاد و مرحب مبارزی
بود بالا بلند و تنومند که سنان نیزه او سه من وزن داشت و در شجاعت و مبارزت
از مردم خیبر نظیر نداشت و زره پوشیده و دو شمشیر حمایل کرده و دو عمامه بر سر بسته
و خودی بر بالای آن نهاده و در میان میدان آمد و رجزی میخواند که اولش این
بود که قد علمت انی مرحب و هیچکس از سپاه اسلام نتوانست که با او در مقام مقاتله
آید لاجرم شاه مردان و شیر یزدان علی ابن ابیطالب بجانب او روان شد و در
زبان مبارکش رجزی جاری گشت که انا الذی سمتنی امی حیدره و مرحب خواست
که تیغی با امیر المومنین علی زند امیر پیش دستی نموده ذوالفقار بر سر آن ملعون و نابکار
فرود آورد چنانچه از سر و خود و دستارش گذشته بدندانهائے او رسید و زمره از نقله
اخبار تا پیش قربوس زین گفته اند و امیر و مامور بکشتن یهودان بازو کشادند و هفت
کس از روسای و ابطال و خیبر بضرب تیغ قدوه اولیا کشته شدند و سائر یهود
روی هزیمت بقلعه نهاده علی در عقب ایشان روان شد و در آن اثنا یکی
از مخالفان چیزی با امیر المومنین علی زد مبارکه که سپر از دستش افتاد و دیگری
هم از ایشان سپر گرفته رو بگریز آورد و امیر المومنین ازین صورت بغایت
خشمناک شد و خود را بدر حصار قموص رسانید و در آهنین حصار را بر کنده سپر
خویش ساخت از امیر المومنین منقول است که فرمود که من در خیبر را بقوت روحانی
کندم نه بقوت جسمانی از امام محمد باقر علیه السلام روایت کرده اند که چون علی کرم الله
وجهه در حصن را گرفته بجنبانید تمامت حصار چنان بجنبید که صفیه دختری از
سر تخت بیفتاد و روئی او مجروح شد و بعد ازان که جناب ولایت پناهی
از جنگ فراغت روی نمود آن در را بمقدار هشتاد وجب از پس پشت خویش

له بفتح اول بمعنی مانند ۱۲ منه

دور انداخت و هفت کس از لشکر اسلام که در غایت قوت بودند هر چند خواستند
که باتفاق یکدیگر در را از پهلو به پهلوئے دیگر بگردانند نتوانستند و در بعضے
از کتب سیر بنظر رسیده که وزن در خیبر شش صد من بود و زمرهٔ از شیعه سه هزار
من گفته اند و هم او ایشاں گفته اند که هفتاد تن از بر داشتن آں عاجز بودند
والعلم عند الله انتہیٰ اور پھر بعد اس کے لکھا ہے کہ چوں خبر فتح بسمع
همایوں حضرت رسول رسید بغایت مسرور و شادماں گشت و در حین توجه
علی بملازمت از خیمه باستقبال قدم مبارک بیروں نهاد و وے را در کنار
گرفته هر دو چشمش بوسید و فرمود قد بلغنی نبائک المذکور و سعیک المشکور قد
رضی اللہ عنک و رضیت عنا یعنی سعی مشکور و کردار مذکور تو بمن رسید خدا از تو راضی است
و من از تو راضی ام و بروایتے فرمود که من از تو راضی و خوشنودم امیر را ازیں
سخن رقت دست داد و در گریه شد حضرت فرمود که اے علی ایں گریه شادی
است یا گریه حزن جواب داد که گریه فرح است و چگونه فرحناک و شاداں نباشم
که تو از من راضی باشی رسول اللہ فرمود که نه من تنها از تو راضیم بلکه خدائے
عز و علا و فرشتگان و جبرئیل و میکائیل از تو راضی اند انتہیٰ اور اسی باب میں
امام اہل سنت فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ فرمایا حضرت نے لاعطین
الرایة غدًا رجلاً کرارًا غیر فرار یحب اللہ و رسوله و یحبه اللہ و رسوله یفتح
اللہ علی یدیه یعنی ہم عطا کریں گے رایت کل ایسے شخص کو جو کرار غیر فرار
ہے اور دوست رکھتا ہے خدا اور رسول اسکو اور وہ دوست رکھتا ہے خدا
و رسول کو اور کنز العمال و مسند احمد بن حنبل و صحیح نسائی اور سیر ملا معین و
روضة الاحباب اور بہت سے کتابیں معتبر اہل سنت کی بتقارب اللفظ والمعنی
موید اس کلام کی ہیں تشریح مقام مقتضی چند امر ہے اوّل یہ کہ تین روز متواتر

شیخین نے ہزیمت اٹھائی اور جنگ سے بھاگ کر اپنی جان عزیز بچائی لفظ کرار
غیر فرار حسب ارشاد رسول خالق مفروری شیخین پر شاہد صادق ہے اگر یہ لوگ
بھاگ نہ آتے تو حضرت افصح العرب ایسا کلمہ زاید ارشاد نہ فرماتے دوم یہ کہ
دوست رکھنا اللہ و رسول کو اُس کا اور دوست رکھنا اللہ و رسول کا اُسکو کلام
معجز نظام حضرت رسول انام سے معلوم اور شیخین کا اس صفت سے محروم ہونا مفہوم
ہو گیا یعنی یہ لوگ دوست رکھتے تھے خدا و رسول کو اور نہ خدا و رسول دوست رکھتے
تھے انکو اگر کوئی یہ کہے کہ قضیہ منعکس ہے تو معاذ اللہ نقض کلام حضرت خیر الانام
لازم آئیگا پس عذر نامعتبر و مردود ہے صاحبان فہم مستقیم و ارباب عقل سلیم
ہرگز تسلیم نہ کریں گے اور چونکہ صاحب ایت کے صفات جناب رسول مختار نے
اظہار فرمائے تھے اس وجہ سے ہر شخص منصب علمداری کا طلبگار تھا خصوصاً
خلیفہ ثانی مگر یہ نہ سوجھے کہ بھاگنے والے کرار غیر فرار کیونکر ہو سکتے ہیں سوم
یہ کہ یفتح اللہ علی یدیہ حضرت رسالت نے ارشاد فرمایا اس سے عجیب نکتہ باریک
ہاتھ آیا یعنی حضرت احمد مختار صلعم علیہ و آلہ الاطہار کو یقیناً معلوم تھا کہ بجز حیدر
کرار کے اور کسی کے ہاتھ سے یہ قلعہ فتح نہو گا پس باوجود اس علم کے تین روز
متواتر شیخین کو علم دیکر بھیجنا خالی حکمت و صواب سے نہیں یعنی علی العموم فضیلت
و شجاعت جناب فاتح بدر و حنین سردار کونین ابا الحسن و الحسین ج اہانت شیخین ظاہر
و باہر ہو جائے چہارم حریص امارت ہونا خود قول خلیفہ دوم سے ثابت ہے
فرماتے تھے کہ میں اُس روز امارت کو بہت دوست رکھتا تھا در آں حالیکہ
جانتے تھے کہ مجھ میں یہ لیاقت نہیں ششم تو کل جناب حیدر کرار قاتل الکفار کا کالشمس
فی النہار روشن و آشکار ہے کہ مثل دو مہر و کے حضرت نے حرص امارت نہیں فرمائی
بلکہ یہ کہا کہ خدا و ند ما کوئی شخص نہیں دے سکتا وہ چیز کہ تو دینا نہ چاہے اور نہیں

رد کر سکتا کوئی اُس شے کو جو تو عطا فرمائے پس فرق توکل و حرص قابل غور اولی الابصار وارباب انصاف شعار ہے ششم علاوہ شرف جہاد کے یہ نعمت خاص بجمال اختصاص جناب رسول مقبول نے حضرت علی مولائے عام وخاص کو عطا فرمائی کہ قوسی گرمی اور سخت سردی سے کبھی اذیت نہ پائی اور اغیار کو بجز حرمانِ دنیا کوئی چیز ہاتھ نہ آئی ہفتم معلوم ہوتا احبار یہود کو اپنے علم سے کہ جسکا نام حیدر کرار ہوگا انہی کے ہاتھ سے یہ قلعہ فتح ہوگا جیسا کہ بعد دریافت نام نامی ایک یہودی نے اپنی قوم کو مغلوبیت و ناکامی کی خبر دی اور قسم توریت کھائی اس سے صاف ظاہر ہے کہ اُس نے اپنی کتب سے معلوم کیا ہوگا کہ نبی آخر الزماں کا وصی حیدر اور وہی فاتح قلعہ خیبر ہوگا پس یہ بڑی دلیل جناب امیر کے نسبت وصی رسول جلیل اور خلیفہ بلا فصل ہونیکی ہے کہ غیر مذہب کے لوگونکو بھی آگاہی تھی ہشتم قتل کرنا مرحب کافر اکفر پہلوان تنومند و زور آور کا اور اُکھاڑ لینا ایسے گراں بار در خیبر کا بقوت رُوحانی کام حضرت علی عمرانی کا تھا نہ اوّل وثانی کا اور یہ تفضلات الٰہی واسطے حافظان اوامر و نواہی تابعان حضرت رسالت پناہی کے ہیں نہ برائے طالبان نفاق و گمراہی نہم بعد فتح ہنگام معاودت جناب امیر المومنین حضرت سید المرسلین بہر استقبال خیمہ سے باہر تشریف لاتے اور کلمات اپنی رضامندی و خوشنودی رب العالمین و ملائکہ مقربین کے ارشاد فرماتے اللہ اکبر سوائے جناب امیر خیبر گیر وصی حضرت بشیر و نذیر کے کسی اور نے کب یہ رتبہ پایا تین روز متواتر شیخین جنگ سے منہ موڑ کر آئے جناب پیغمبر خدا نے کسی کا بھی استقبال نہ فرمایا یقیناً انکی مفروری سے حضرت کو کمال رنج و ملال تھا اور کچھ مرتبہ انکا پیش رسول ذوالجلال و خدائے لم یزل ولایزال نہ تھا بنظر حالات مسبوق الذکر حسن بصری سے منقول ہے کہ فاستوی الاسلام بسیف علی اور زمخشری و نیشاپوری نے کہا ہے کہ فاستوی علی سوقہ بعلیؑ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کہ بڑے متعصب گزرے

ہیں تحت بعنط ابھم الکفار لعلی لکھتے ہیں کیوں نہ لکھیں کہ خدائے رافع الدرجات نے انہیں کی ذات بابرکات کو اس امر میں کافی ووافی فرمایا تھا اور انہیں کے دست حق پرست کو اپنا دست قدرت بنایا تھا تعجب ہے محققین اہلسنت تو حضرت علی کو باعث اشاعت و ترقی اسلام فرمائیں اور ناواقفین بسبب تعصب و عناد کے فضول باتیں بنائیں یا جان کر حق کو چھپائیں ع حدیث ہمیں سے ہے سنجلی پہ عدوئے خدا ہے عدوئے علی

قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب

انکے زمانہ خلافت میں بہت بڑے فتوحات ملکی بھی ہوئے مگر ان حضرات نے عیش دنیا کی طرف کبھی التفات نہ کیا

اقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب

دعوی بے دلیل قبول خرد نہیں ثلثہ کا حریص و بخیل ہونا بذکر آیہ نجوی وغیرہ بکمال توضیح و تفصیل ان سے پیشتر موجود ہے اس کا اعادہ بے سود ہے تعجب ہے کہ جو برغبت و حرص مال دنیا جمع کرکے غنی ہو وہ تارک عیش دنیا ہے دنی ہو شورہ سقیفہ و اجماع اہل سخیفہ بغرض تعیین خلیفہ برغبت عیش دنیا پر دال ہے تارک عیش و عشرت ثابت ہونا دشوار و محال ہے شرح وقایہ میں ہے کہ خلیفہ صاحب پر حد شرب خمر جاری نہ کیجائیگی اس لئے کہ موجب ہتک اسلام ہے پس ہمارا تو ایسے اسلام کو سلام ہے کوئی انصاف سے کہے کہ ترک عیش اسی کا نام ہے ہاں انکے بخیل ہونے میں کیا کلام ہے بسبب خست کے نجوی اور ملاقات پیغمبر خدا کو ترک کیا اپنی دختران عائشہ و حفصہ کے لئے پانچ پانچ سو دینار مقرر کئے اور جناب سیدہ معصومہ و مظلومہ و یتیمہ پارۂ جگر رسول اطہر کو کبھی ایک پیسہ نہ دیا بلکہ جو کچھ پیغمبر برحق نے بحکم خدا ورثلعلق دیا تھا وہ بھی لے لیا سعدی نے صفت بخل میں خوب فرمایا ہے ع بخیل ار بود زاہد بحر و بر ٭ بہشتی نباشد بحکم خبر علاوہ اس کے کتب معتبرہ اہل سنت سے ظاہر ہے کہ غزوات عجم میں ایک خزانہ عظیم الشان موسوم بخیر جان کہ جسمیں ہزارہا جواہرات بیش بہا تھے و صندوق بڑے بڑے لعل و یاقوت و مروارید سے بھرے تھے اسکو عمر صاحب

غازیان اور مجاہدان لشکر اسلام سے پوشیدہ کرکے تنہا متصرف ہوتے اور کسی کو انہیں سے حصہ نہ دیا۔ عمر صاحب فرمایا کرتے تھے کہ خزانہ بیت المال سے بجز قوت لایموت کی زیادہ نہ لونگا مگر جب انتقال کیا تو چھیاسی ہزار درہم بیت المال کا مطالبہ عمر کے ذمہ برآمد ہوا اور عبداللہ ابن عمر نے اسکو اسی خزانہ مسروقہ کی بدولت ادا کیا خلیفہ ثالث کا حال اس سے بھی زیادہ ہے کہ یہہ مختصر اُس کی بیان کی گنجائش نہیں رکھتا بہر حال صاحب انصاف اسی مختصر سے معلوم کرلیں گے کہ خلفاء ثلثہ کس قدر مرید دولت دنیا تھے اور ادعائے سائل کس قدر غلط و بے بنیاد ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب دین و شریعت کا اس قدر پاس تھا کہ حضرت عمر نے عین اپنے عہد خلافت میں اپنے فرزند دلبند پر حد شرع جاری فرمائی اور دُرّے لگائے کیوں حضرات شیعہ انکو خدا و رسول کا تو کچھ خوف ہی نہ تھا پھر اپنے فرزند پر کیوں دُرّے مارے **یقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب** اوّل تو یہ قول اہل سُنت ہے شیعوں کے نزدیک کب قابل تسلیم ولائق حجّت ہے اور بفرض محال یہ امر مصلحت ملکی و سیاست پر دال ہے پابندی دین و شریعت کی خلیفہ جی سے محال ہے اور اس سے ثبوت صفت ایمانی کی نسبت خلیفہ ثانی از قبیل اشکال ہے اگر محض عدالت و سیاست مدعی کے نزدیک دلیل ایمان ہے تو عدالت نوشیروانی سے واقف و آگاہ سارا جہان ہے اگر مزیل کفر نوشیروان یہ عدالت و سیاست ہے تو خلیفہ جی کے حق میں بھی باوجود شک نفاق موجب عزت و شرف آخرت ہے واذ لیس فلیس خلیفہ جی کا خدا اور رسول سے خوف کرنا شیعوں کو فخریہ حضرت سائل عبث سناتے ہیں کیوں قلعی کھلواتے ہیں اپنے مذہب کے جہلا کو تعریف خلیفہ جی کی سُنائیں انہیں کے سامنے باتیں بنائیں اب آپ مخاطب ہیں تو کچھ سُن بھی لیجئے حضرت رسالت مآب جنکا تعظیم کے ساتھ خدا نے

قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے اُنکے حق میں کلمہ ان الرجل لیہجر کہا اور خوف خدا و رسول
نہ آیا حضرت رسالت کو تحریر وصیت نامہ سے باز رکھا شور و غل مچایا کچھ خوف خدا و
رسول نہ آیا حدیث ثقلین جس کی نسبت شاہ عبدالعزیز دہلوی کا قول تحقیقی تحفہ میں
یہ ہے کہ ہر کہ انکار ایں دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین باشد کیوں حضرت سائل
عمر صاحب نے حسبنا کتاب اللہ کہکر ترک عترت فرمایا اور کچھ خوف خدا و رسول نہ آیا اور
آپ کے نزدیک گمراہ و خارج از دین بھی نہ ہوئے جناب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جہزوا
جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہا یعنی سامان کرو لشکر اسامہ کے ساتھ جانے کا
خدا لعنت کرے اُس پر جو لشکر اسامہ سے پیچھے رہ جائے پس اس حکم کو بھی نہ مانا
اور صریح مخالف کیا اور صلہ مخالفت کے مستحق ہوتے مگر کچھ خوف خدا و رسول نہ آیا
صحیح ترمذی اور صحیح مسلم میں مروی ہے قال ص فانما ابنتی فاطمۃ بضعۃ منی یریبنی ما ارابہا
و یوذینی ما اذاہا یعنی فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ تحقیق فاطمہ
پارہ گوشت میری ہے ایذا دیتا ہے مجھکو وہ شخص کہ ایذا دیتا ہے اُسکو اور صحیح بخاری
میں مروی ہے قال ص فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی یعنی ارشاد کیا جناب
پیغمبر خدا نے کہ فاطمہ پارہ گوشت میری ہے پس جو کوئی اُسکو غضب میں لاتا ہے
وہ مجھکو غضب میں لاتا ہے اور اسی صحیح بخاری میں ہے غضبت فاطمۃ علی ابی بکر و لم تکلم
حتی ماتت یعنی غضبناک ہوئیں جناب فاطمہ ابو بکر پر اور ہرگز کلام نہ کیا یہاں تک کہ
وفات پائی۔ اور ابن قتیبہ کہ مشہور و معتمد علمائے اہل سنت سے ہیں وہ کتاب
امامت میں لکھتے ہیں کہ عمر نے ابو بکر سے کہا کہ چلو فاطمہ کے پاس کہ ہم نے اُنہیں
غضبناک کیا ہے اور آزار دیا ہے پس آئے گھر پر جناب امیر کے اور حضرت سے عرض
کی جناب امیر نے جناب فاطمہ زہرا کو خبر دی جناب معصومہ نے فرمایا کہ گھر آپکا ہی آپکو
اختیار ہے الغرض گھر میں پردے کے پاس شیخین آئے جناب فاطمہ نے منہ دیوار

کی طرف پھیر لیا شیخین نے سلام کیا جناب سیدہ معصومہ نے جواب سلام نہ دیا
ابوبکر نے کہا کہ اے فاطمہ میں تمکو عائشہ سے زیادہ دوست رکھتا ہوں اور دوست
رکھتا تھا اس بات کو کہ رسول خدا نہ مرتے اور میں مرجاتا جناب فاطمہ نے اس کلام
کے بعد فرمایا کہ تم نے سنا ہے جناب رسول خدا سے کہ جس نے فاطمہ کو غضبناک کیا اس نے
مجھے غضبناک کیا شیخین نے اقبال کیا اور کہا واللہ سنا ہے ہم نے جناب رسول خدا سے
پھر حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ واللہ تم نے مجھے غضبناک کیا اور راضی نہ کیا میں ہرگز تم
سے راضی نہ ہونگی اور رسول خدا سے تمہاری شکایت کرونگی ابوبکر نے کہا کہ میں تمہاری
واسطے دعا کرونگا بعد ہر نماز کے جناب فاطمہ نے فرمایا کہ میں تجھ پر نفرین کرونگی اور
لعنت کرونگی بعد ہر نماز کے پس ابوبکر روتے ہوتے چلے گئے اب حضرت سائل ملاحظہ
فرمائیں کچھ انصاف کو کام میں لائیں کہ بموجب احادیث صحیح ترمذی و صحیح مسلم و صحیح بخاری
ثابت ہے کہ جناب فاطمہ کو جس نے غضبناک کیا اس نے غضبناک کیا رسول کو پس جناب
فاطمہ کو غضبناک کرنا شیخین کا صحیح بخاری اور روایت ابن قتیبہ سے بخوبی ظاہر ہے بسبب
غضبناک کرنے اور ایذا پہنچانے جناب فاطمہ معصومہ کے باعث غضبناکی و ایذائے
حضرت رسول یہ اہل نفاق ہوتے اور آیہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ
اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا کے مصداق ہوئے
یعنی موذیان خدا و رسول کے لئے لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور عذاب ہے اہانت کرنے
والا تعجب ہے کہ ایسے کردار شیخین سے ظہور میں آئے اور کچھ خوف خدا و رسول کا دلمیں
نہ لائے حسب تحریر شاہ عبدالعزیز دہلوی بسبب تارک ہونے حدیث ثقلین کے دین سے
خارج اور گمراہ ہوتے موذی خدا و رسول اللہ ہوتے لیکن تاہم اُنکے نسبت پابند
شریعت ہونے خدا و رسول سے خوف کرنے کے کس شدومد سے دعوے کئے جاتے
ہیں اور مدعیان متعصب نہیں شرماتے اور مختصر حال پابندی شریعت قابل ملاحظہ ارباب

انصاف سیرت ہے عثمان نے خلاف سنت و حکم حضرت رسالت عمل کیا چنانچہ مقام منا میں چار رکعت نماز بجا لائے حالانکہ جناب پیغمبر خدا ہمیشہ سفر میں نماز قصر فرماتے تھے جب اکثر صحابہ نے اعتراض کیا تو حسب بیان شاہ عبد العزیز دہلوی عثمان نے یہ عذر کیا کہ مینے مکہ میں نکاح کیا ہے اور قصد اقامت رکھتا ہوں مسافر نہیں ہوں کہ نماز قصر پڑھوں اور مقیم کو قصر جائز نہیں ہے سبحان اللہ کیا پابندی شریعت اور مسئلہ دانی خلیفہ جی کی ہے خود علمائے اہل سنت نے اس توجیہہ ناموجہہ کو مردود سمجھا ہے اس وجہہ سے کہ تین روز سے زیادہ مکہ میں قیام کرنا مہاجر پر حرام ہے پس سائل صاحب یا تو یہ قبول فرمائیں کہ عثمان کو شمار مہاجرین میں نہ لائیں اور انکو اس فضیلت سے کہ انکے نزدیک فضیلت عظیم ہے محروم کریں یا اس کے معترف ہوں کہ خلاف حکم شرع تین روز سے زیادہ قیام کر کے خلیفہ جی فعل حرام کے مرتکب ہوئے اور یہ عذر عثمان کا کہ میں متاہل ہوں اسکو خود علمائے اہل سنت نے ساتھ اس قول کے باطل کیا ہے کہ اِنَّ النَّبِیَّ کَانَ یُسَافِرُ بِاَزْوَاجِہٖ وَیَقْصُرُ یعنی رسول خدا اپنی ازواج کے ساتھ سفر کرتے تھے اور نماز قصر ادا فرماتے تھے اور صاحب روضۃ الاحباب نے بھی یہ حال عثمان کا اپنی کتاب میں لکھا ہے اگر اصحاب ثلثہ کی بے اعتدالیاں تمام کتب اہل سنت سے انتخاب کی جائیں تو دفتر ہو جائے اسی مختصر سے واضح ہوتا ہے کہ کس قدر ان لوگوں نے شریعت کا پاس اور اتباع حکم خدا و حضرت رسول خیر الناس کیا فتاملوا و تدبروا **قال السائل فی تفسیر الخوارج والنواصب** حضرت عمر نے وقت وفات اپنے خلافت اپنے صاحبزادے کو نہ دی بلکہ جب لوگوں نے سفارش کی کہ اپنے صاحبزادے کو خلیفہ مقرر کیجئے تو ترش روئی سے جواب دیا کہ انمیں لیاقت خلافت کی نہیں ہے کار دین کے انصرام کرنے کے لائق آدمی چاہئے **اقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب** یہ تحریر سائل از بس تعجب خیز و حیرت انگیز ہے حسب عقیدت اہل سنت تعیین خلافت اجماع

منحصر ہے اور یہاں اجماع کے خلاف رائے و تجویز عمر ہے ہرگاہ کہ اجماع خلیفہ زادے کی تعیین خلافت پر ہوتا اور ساعی انکی دوستوں سے ہر لشکر ہوتا تو اس سے انحراف انکار کیا یعنی یا وہ اصل خلافت اجماعی غیر ضروری اور بے وقعت سمجھنا چاہئے اور اگر یہ انحراف عمر بسبب نالائقی فرزند نیک سیر تھا تو تعیین خلافت ابوبکر بموجودگی جناب فاتح خیبر وصی رسول اطہر باجماع چند نفر بالکل نامعتبر ہے کیونکہ قابلیت جناب حیدر صفدر انہیلوتی -

اتہیلوتی فلست بخیرکم وعلی فیکم قول ابوبکر ولولا علی لہلک عمر و بخ بخ یا علی ابن ابیطالب اصبحت مولائی و مولا کل مومن و مومنۃ قول عمر سے روشن و اظہر ہے اور بعض روایات اہل سنت سے واضح ہے کہ جناب رسول اللہ نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا پس خلافت ابوبکر بلا استخلاف رسول تمام ہوئی اور ابوبکر نے اس طریقہ نبوی کی پیروی یا اجماع کی پابندی نہ کی ہر چند لوگوں کو ناپسند اور ناگوار تھا مگر ابوبکر نے اپنے انتقال کے وقت عمر کو خلیفہ مقرر کر دیا جلد دوم صحیح مسلم میں بروایت عبداللہ ابن عمر مرقوم ہے کہ عمر نے وقت انتقال اپنے کہا اِنَّ اللہ یحفظ دینہ وَاِنّی لا استخلف فِاِنَّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یستخلف بدرستیکہ اللہ تعالیٰ حفاظت کریگا اپنے دین کی اور تحقیق کہ میں کسی کو خلیفہ نہ بناؤنگا اس وجہ سے کہ جناب رسول اللہ نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں گردانا اور پھر صحیح مسلم کے باب الاستخلاف میں ابن عمر سے منقول ہے کہ میں حاضر خدمت پدر رہا جبکہ مجروح ہوتے تھے اور قریب مرگ پہنچے تھے سب لوگ ان سے کہ رہے تھے کہ کسی کو خلیفہ گردانو پس عمر نے کہا فان استخلف فقد استخلف من ھو خیر منی یعنی ابابکر وان اترکم فقد ترکم من ھو خیر منی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال عبداللہ بن عمر فعرفت انہ حین ذکر رسول اللہ غیر مستخلف یعنی کہا عمر نے جواب میں سب لوگوں کے کہ

یعنی چھوڑو مجھکو چھوڑو مجھکو کہ میں بہتر تمہارے سے نہیں ہوں درآں حالیکہ علی تم میں موجود ہیں ہ نہ ہوتے علی تو ہلاک ہوتا عمر ۔ مبارک ہو مبارک ہو اے علی ابن ابی طالب کہ تم مولا ہو گئے میرے اور سب مومنین و مومنات کے یعنی کل مومن مردوں و مومن عورتوں کے

اگر میں کسی کو خلیفہ کروں تو خلیفہ کر چکا ہے وہ شخص جو بہتر تھا مجھ سے یعنی ابوبکر اور اگر تم سب کو چھوڑ دوں بغیر خلیفہ کے اور کسیکو خلیفہ نہ کردوں تو بہ تحقیق کہ بدوں خلیفہ کے چھوڑ دیا ہے تمکو اس شخص نے جو بہتر تھا مجھ سے کہ وہ جناب رسول اللہ تھے کہ انہوں نے کسی کو خلیفہ نہیں کردانا عبد اللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ جو ہیں ذکر کیا جناب رسول اللہ کا پس مجھکو یقین ہوگیا کہ اب یہ کسیکو خلیفہ نہ کریں گے اور یہی قول عمر صحیح بخاری میں بھی موجود ہے ـ پس ظاہر ہے کہ خلافت ابوبکر بلا استخلاف رسول باجماع چند نفر قائم ہوتی اور عمر کو ابوبکر نے بلا اجماع بلکہ برخلاف رضامندی لوگوں کے خلیفہ کیا اس صورت میں یا تو خلافت ابوبکر نامعتبر تھی کہ بلا استخلاف رسول اطہر تھی یا خلافت عمر باطل تھی کہ بغیر اجماع قائم ہوتی اور طرفہ تر یہ ہے کہ ابوبکر نے حالت مرض موت میں بنا بر خلیفہ مقرر کرنے عمر کے کاغذ مانگا تو اسوقت ان الرجل لیہجر اور حسبنا کتاب اللہ کسی نے نہ کہا اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَاب

قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب چونکہ ان حضرات نے محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی وخوشنودی کے لئے دین حق کی اشاعت کی اور کفار سے جہاد کیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے انکی جماعت قلیل کو کفار کے گروہ کثیر پر حسب ارشاد کَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً غالب و منصور فرمایا چنانچہ تھوڑی مدت میں سلطنت کسریٰ وقیصر کو لے لیا اور تمام دنیا میں اسلام پھیلا دیا **القول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب** یہ ادعائے سائل فضول اور بے دلیل و نامقبول وعلیل ہے ان حضرات نے محض جیفہ دنیا اور ترقی سلطنت کے لئے لشکر بھیجے نہ برائے رضا وخوشنودی حضرت رب العزت نہ بغرض اشاعت دین حیات جناب رسول مقبول میں نیز بعد اس کے کبھی کسی کافر کو خود قتل نہ کیا کبھی جنگ میں مجروح نہ ہوتے ہمیشہ جہاد سے مفرور ہوتے اور بسبب مفروری مورد غضب رب غفور ہوتے پس جو لوگ ہمیشہ حیات جناب رسول اللہ میں باعث رضامندی

خدا و رسول اطہر نہ ہوئے وہ بعد رسول طالب رضائے خالق اکبر و جویائے خوشنودی جناب پیغمبر کیوں ہوتے مسلمانوں کی جماعت قلیل کب تھی جناب رسول اللہ کے وقت میں ہزاروں مسلمان ہو چکے تھے پس بوجوہ صدر حضرات ثلثہ مصداق آیہ کم من فیئۃ الخ نہیں ہو سکتے اور اگر ہم باعث اشاعت دین ہونا انکا فرض و تسلیم بھی کرلیں تو حضرت رسالت کے وقت میں بھی منافقین و مولفۃ القلوب بظاہر شریک جہاد ہوتے تھے اور صحیح بخاری میں موجود ہے اِنَّ اللّٰہَ یُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِرَجُلٍ فَاجِرٍ پس جبکہ تائید دین کی اللہ تعالیٰ نے ساتھ فجار کے فرمائی تو ثلثہ کو بحالت نہ ہونے کامل الایمان کے دولت ثواب آخرت کب ہاتھ آئی ترقی اسلام حقیقی انکا مقصود اصلی نہ تھا بلکہ اس پردہ میں زیادتی سلطنت و امارت منظور تھی ہاں ترویج دین اسلام حقیقی بزور شمشیر ید اللّٰہی ہوئی انہیں کے دست حق پرست سے کفر کی تباہی ہوئی جن وقتوں میں رفیقان وفا شعار و مومنین دیندار بہت کم تھے اور جانیں اپنی قدم رسول مختار صلی اللہ علیہ و آلہ الکبار پر نثار کرتے تھے اور اصحاب ثلثہ بھاگ کر تین تین روز تک اپنی صورت نہ دکھاتے تھے اُسوقت جناب سید الانام کی حفاظت کرنے والا اور دین اسلام کا نام باقی رکھنے والا سوائے جناب علی عالیمقام علیہ السلام کے اور کوئی نہ ہوتا تھا لشکر کفار پر جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار فتحیاب اور غالب و منصور ہوتے تھے اور دشمن مغلوب و مقہور پس وہ فتح و نصرت یقیناً مصداق آیہ کریمہ کَمْ مِّنْ فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ فِئَۃً کَثِیْرَۃً بِاِذْنِ اللّٰہِ ہے اگر کوئی بنظر انصاف تواریخ معتبر کا ملاحظہ فرمائے تو ہماری صدق بیانی ظاہر ہو جائے اور جن حضرات کو اہلبیت علیہم السلام سے حکم جہاد بسیف نہیں ہوا اُنھوں نے بمواعظ بالغہ و مجادلات حسنہ سراً و علانیۃً ترویج ایمان کل جہان میں کی اور اُنہیں کی بدولت آج لاکھوں مومنین موقنین اکثر بلاد و امصار میں موجود ہیں

اور اعظم انواع جہاد تھا جو اہلبیت علیہم السلام سے عمل میں آیا چنانچہ شاہ ولی اللہ پدر نامدار شاہ عبد العزیز دہلوی کتاب ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں کہ از اعظم انواع جہاد آنست امر کردن خلیفہ بامر و نہی آواز منکر بغیر خروج او بسیف و می باید کہ بلطف باشد دون العنف و در خلوت باشد دون الجلوت تا فتنہ برنخیزد۔ اہل بصیرت غور کریں کہ اس کے موافق ثلثہ کا عمل نہ تھا بلکہ باعث فتنہ و فساد ہوتے امور جدید دین میں پیدا کئے احکام خدا و رسول کی مخالفت کی نفس امارہ کی متابعت کی کیا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا یہی منشا ہے **قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب** ان حضرات کے زمانہ خلافت میں جناب امیر ان کو ہمیشہ صلاح و مشورہ نیک دیتے رہے اور ہر طرح سے تائید فرماتے رہے اور مثل شیر و شکر ان سے ملے رہے اور انکی ثنا و صفت انکے زمانے میں بلکہ اپنے زمانہ خلافت میں بھی بلکہ دیگر ائمہ بھی اپنے زمانے میں فرماتے رہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بنائے خلافت و حکومت مستحکم ہوتی گئی حضرات شیعہ فرمائیں تو سہی کہ کفار و منافقین کی تائید کرنا اور انکی تعریف بیان کرنا اور انکے امور خلافت کے استحکام کا باعث ہونا عند اللہ اجر و ثواب ہے یا کیا **یقول المتمسک بولائیہ اسد اللہ الغالب** یہ دعوی سائل بے بنیاد و باطل و فضول و عاطل ہے جناب امیر نے جو کچھ صلاح نیک دی وہ بتائید دین خدا تھی جس کے لئے سالہا سال تکلیف جہاد اٹھائی ہزاروں کافروں کا خون بہایا بنائے کفر کو مٹایا بنیاد اسلام کو مستحکم فرمایا پس جو کچھ مشورہ نیک دیا وہ ہمدردی دین خدا تھا نہ بغرض اعانت خلفائے ثلثہ نہ ان سے جناب امیر خیبر گیر مثل شکر و شیر ملے رہے بلکہ ان لوگوں کو اکثر کلمات سخت کہے اور ہمیشہ ناراض و ناخوش رہے چنانچہ ایک حدیث صحیح مسلم کتاب الجہاد کی بغرض اثبات دعوی نقل کیجاتی ہے جسمیں سنیوں کے خلیفہ ثانی نے جناب امیر

۵ بضم اول و سکون ثانی یعنی درشتی کردن و سختی نمودن ۱۲ منہ

علیہ السلام و حضرت عباس سے خطاب بعتاب کیا ہے فلما توفی رسول اللہ قال ابو بکر انا ولی رسول اللہ فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک و یطلب ھذا میراث امرأتہ من ابیہا فقال ابو بکر قال رسول اللہ لا نورث ما ترکناہ صدقۃ فرأیتماہ کاذبا آثما غادرا خائنا الی ان قال ثم توفی ابو بکر فکنت ولی رسول اللہ و ولی ابی بکر فرأیتمانی کاذبا آثما غادرا خائنا یعنی ہرگاہ رسول اللہ نے وفات پائی ابو بکر نے کہا کہ میں وارث رسول اللہ ہوں پس تم دونو آئے یعنی عباس و علی اس کے پاس پس تم اے عباس طالب میراث ابن اخ اور یہ یعنی علی اپنی زوجہ کے باپ کی میراث کے طالب ہوتے پس کہا ابو بکر نے کہ رسول خدا نے کہا ہے کہ ہم کسی کو ورثہ نہیں دیتے جو ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے پس یقین کیا تم دونو نے ابو بکر کو جھوٹا گناہ گار بے وفا جور پس جب ابو بکر فوت ہوئے اور میں خلیفہ وارث رسول اللہ اور وارث ابو بکر ہوا پس جانا تم نے مجھکو بھی جھوٹا گناہ گار بے وفا جور انتہی اور اسی حدیث کو صحیح بخاری والے نے بھی بعینہ روایت کیا ہے لیکن حرفت یہ کی ہے کہ بجائے کاذبا آثما غادرا خائنا کے کذا و کذا لکھ دیا ہے اور شیخین کی پردہ پوشی از راہ ناحق کوشی کی مگر صحیح مسلم والے نے بالکل پردہ فاش کر دیا اور جو راز نہانی تھا وہ کھول دیا اب مدعیان متعصب ہے ہش میں آئیں خواب غفلت سے چونکیں بنظر غور دیکھیں کہ کیسی مدح جناب امیر نے شیخین کی فرمائی ہے اور یہ روایت صحیحین سے نقل ہوئی ہے پس اہل سنت کو اس سے انکار دشوار ہے خود خلیفہ ثانی اپنی زبانی بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر کو اور مجھکو جھوٹا گناہ گار بے وفا جور جانتے ہو جناب امیر علیہ السلام اگر ایسا نہ جانتے ہوتے اور یہ بیان عمر کا جھوٹ ہوتا تو ضرور انکار فرماتے خاموش نہ ہو جاتے اگر جناب امیر کی یہی تعریف پر جو نسبت شیخین فرمائی ہے اہل سنت کو ناز ہے تو مبارک ہو بلکہ بیش باد جناب امیر علیہ السلام سے نہج البلاغت میں منقول ہے کہ فرمایا حضرت نے کہاں ہے وہ قوم کہ

جو دعوت کی گئی طرف اسلام کے پس قبول کیا اسکو اور پڑھا قرآن کو پس محکم پکڑا اسکو
اور برانگیختہ کی گئی طرف جہاد کے پس والہ وشیدا اُس کے ہوئے مثل شیدا ہونے گئے
طرف اولاد کے اور تلوار ونکو نیاموں سے کھینچا اور صف جنگ میں صفیں باندھیں
بعض اُنمیں سے راہ خدا میں شہید ہوتے اور بعض زندہ رہے جو زندہ رہے وہ اپنے
زندہ رہنے سے خوش نہیں اور موت سے بھاگتے نہیں آنکھیں اُنکی ضعیف ہیں رونے
سے خوف خدا میں پیٹ اُنکے پیٹھوں سے لگے ہیں روزہ رکھنے سے ہونٹ اُنکے
خشک ہیں دعا کرنے سے رنگتیں اُنکی زرد ہیں بیداری سے مُنہ اُنکے غبار آلودہ ہیں
خشوع اور خضوع سے وہی لوگ ہیں بھائی میرے کہ زاہد ہیں اور بے رغبت لذات
دنیا سے پس سزاوار ہے واسطے ہمارے کہ ہم اُنکا غم جگر سوز کھائیں اور اُنکے فراق
میں کف افسوس جہدان حسرت سے کاٹیں الخ شاید یہ بیان جناب امیر علیہ السلام کا
نہج البلاغت یا اُس کی شرح میں دیکھ کر کمال مسرت حاصل ہوئی ہو گی کہ یہ مدح
وثنا اصحاب ثلثہ کے حق میں ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حضرات ثلثہ کو
ان صفات سے کیا نسبت جناب امیر مومنان جن لوگوں کا ذب اور آثم اور غادر اور خائن
فرمائیں کیونکر ممکن ہے کہ اُنکے ایسے مدح وثنا زبان مبارک پر لائیں کہیں کاذب بھی
تصدیق ایمان واسلام بالجنان کرتے ہیں کہیں گناہ گار بھی رغبت جہاد کر کے ثواب
آخرت کے طالب ہوتے ہیں کبھی بے وفا بھی صفوف جنگ میں ٹھہرتے ہیں جو رکیں
زاہد اور عابد اور تارک لذات دنیا ہوتے ہیں صفات مندرجہ نہج البلاغت حضرت
امیر وصی البشیر ونذیر نے مومنین کے حق میں ارشاد فرمائے ہیں اور مؤید ہمارے
قول کا یہ ہے کہ ابن ابی حدید نے کہ معتبر عالم اہلسنت اور دشمنی شیعہ میں حدید سے
سخت تر ہے اور دوستی اہل سنت میں موم سے زیادہ نرم ہے بعد نقل اس عبارت
کے لکھا ہے پس اگر کوئی کہے کہ حضرت یہ کس کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور کن لوگوں

مُراد لیتے ہیں تو ہم کہیں گے کہ مراد اُن حضرت کی ایک قوم ہیں جو ابتدائے اسلام اور زمانہ ضعیف و خمول[1] میں صاحبان زہد و عبادت تھے اور صاحبان جہاد شدید فی سبیل اللہ تھے مانند مُصعب بن عمیر بن عبدالدار سے اور سعد بن معاذ اور جعفر ابن ابیطالب اور عبداللہ بن رواحہ اور غیر انکے شہدا اور صالحین مثل مسعود و معاذ و عثمان بن مظعون الغرض وہ ارباب ہیں کہ جنھوں نے عبادت کو جمع کیا تھا ساتھ زہد و شجاعت کے کہ اکثر انہیں سے ایام حیات جناب رسالت مآب میں بدر و احد میں شہید ہوئے تھے اور بعض انکے باقی رہے مثل عمار یاسر و ابی ذر و مقداد و سلمان اور خباب بن الارث اور ایک جماعت دیگر اصحاب صُفہ اور عباد و زہاد و فقرائے مسکین سے کہ زہد اور عبادت و شجاعت کی جامع تھی اور بدرستیکہ اخبار صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ہر آئینہ بہشت مشتاق ہے طرف علی اور عمار اور ابوذر اور مقداد کے کما فی صحیح الترمذی اور بھی اخبار صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ گزرا ابوسفیان بن حرب بعد مسلمان ہونے کے طرف ایک جماعت کے اصحاب صُفہ سے پس انہوں نے اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹا اور کہا کہ افسوس ہے کیونکر نہ چلے تلوار مردان خدا کی اوپر گردن عدوئے خدا کے اور اُس وقت ابوبکر ابوسفیان کے ساتھ تھے مخاطب ہو کر طرف اہل صُفہ کے کہنے لگے کہ تم لوگ سردار بطحی دیار کے حق میں ایسا کہتے ہو پس یہ خبر جناب رسول خدا تک پہنچی حضرت نے افعال ابوبکر کو قبیح و کریہ جانا اور کہا ابی بکر سے کہ دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم نے غضبناک کیا ہو خدا وند تعالیٰ کو بسبب غضبناک کرنے اُن مردان خدا کے کیوں حضرات اہل سُنت افعال تو تمہارے خلفا کے یہ تھے کہ خدا اور رسول کو غضبناک کرتے تھے مردان خدا کو غیظ میں لاتے تھے پس وہ کیونکر اُن صفات میں داخل ہو سکتے ہیں جنکا بیان نہج البلاغت میں ہوا اور بیان ابن ابی الحدید نے اور بھی قلعی کھول دی جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اصحاب ثلثہ

[1] بضمتین بمعنی گمنام بودن ۱۲ منہ

زمانہ ضعف و خمول اسلام میں معین نہ تھے اور نہ زاہد تھے اور نہ جہاد فی سبیل اللہ کیا اور نہ عبادت کو جمع کیا اور نہ شہید راہ خدا ہوئے حضرت امیر خیبر گیر کا مقصود اصلی جن لوگوں سے تھا انکی تعیین و تشریح تمہارے ہی مذہب کے معتبر عالم نے بیان کردی اور معاندین و منافقین کو انمیں شامل نہ کیا ہاں شیخین البتہ حضرت علی ابن ابیطالب کی مدح ظاہری کرتے رہے مگر حسد و نفاق کو دل سے دور نہ کیا چنانچہ کتب اہل سنت میں بکثرت موجود ہے کہ خلیفہ اول کہتے تھے اقیلونی اقیلونی فلست بخیرکم و علی فیکم یعنی مجھکو چھوڑو مجھکو چھوڑو کہ میں بہتر تمہارے لئے نہیں ہوں درآنحالیکہ علی تم میں موجود ہیں یعنی مثل علی کے کسی کو فضیلت نہیں ہے اور خلیفہ ثانی اکثر کہا کرتے تھے کہ لولا علی لھلک عمر اور روز غدیر خم بخ بخ او ھنیئالک یا علی اصبحت مولائی و مولیٰ کل مومن و مومنۃ کس ذوق شوق سے کہتے تھے مگر یہ سب باتیں لسانی تھیں زہے شان ایزد منان کہ ایسے لوگونکی زبانوں سے فضائل جناب حیدر کرار کا اقرار کرادیا مگر وہ لوگ اپنے قول و اقرار پر قائم نہ رہے اور خلافت کی طمع میں یہ سب اقرار لسانی وقت شورہ سقیفہ بالائے طاق رکھدیا خدا پناہ میں رکھے ایسے لوگون سے کہ جنکا قول و فعل موافق نہو بہرحال کسی طرح ثابت نہیں کہ اصحاب ثلثہ کی مدح جناب امیر و دیگر ائمہ علیہم السلام نے فرمائی اور انکو اچھا جانا مگر ان کا ساتھ و یا جسکا جی چاہے جھوٹی باتیں بناتے اور اپنی زبان زوریاں دکھائے فقط اور ایک دلیل قوی و مستحکم یہ ہے کہ جب عثمان کو لوگوں نے قتل کیا تو طلحہ و زبیر و بی بی عائشہ نے خون عثمان کا عوض جناب حیدر کرار سے لینے کو جنگ جمل برپا کی اور ہزاروں مسلمانوں کا خون ہوا اگر جناب امیر علیہ السلام خلفاء ثلثہ کے معین و موافق تھے اور اتحاد رکھتے تھے تو ان پر کیوں الزام خون عثمان کا لگایا گیا اور معاویہ نے بھی بنیاد جنگ یہی قرار دی تھی قطع نظر اس کے تین روز تک نعش عثمان مزبلہ پر پڑی رہی اور جناب امیر متوجہ تجہیز و تکفین نہ ہوئے اس سے صاف

ظاہر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام عثمان کو مسلمان بھی نہ جانتے تھے پھر اعانت خلفا
جانب جناب امیر کیونکر ثابت ہوئے فتاملوا فلا تغفلوا قال السائل فی تلبیس
الخوارج واللہ اصب حضرت عمر نے بر وقت جنگ فارس و جنگ روم کے
اپنے جانے یا نہ جانے کے بارہ میں حضرت امیر سے مشورہ لیا آپنے جو کلمات ارشاد
فرمائے دیکھو نہج البلاغت اور اس کی شروح اُن میں اُسوقت کے مسلمانوں کو جو
حضرت عمر کے حکم و بیعت سے اور آپکو خلیفہ رسول اللہ سمجھ کر جہاد پر گئے تھے خدا کا
لشکر فرمایا اُسوقت کے اسلام کو جسمیں خلفا کی خلافت مانی جاتی تھی خدا کا دین
فرمایا اُسوقت کے جہاد کے تمثیل زمانہ رسالت کے جہاد کے ساتھ دی سب سے بڑھ کر
یہ فرمایا کہ اہل اسلام کی فتح و شکست اُنکی قلت و کثرت پر موقوف نہیں ہے بلکہ وعدہ
خداوندی ہے جو پورا ہوتا ہے اور اس وعدہ سے مراد آپکی جیسا کہ شراح نہج البلاغہ
علامہ ابن میثم بحرانی و ملا فتح اللہ شیرازی نے فرمایا ہے وعدہ آیہ استخلاف ہے یعنی
وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض اور یہ آیت برہان
قمی وغیرہ خلافت راشدہ شرعی حضرت امام مہدی پر نص ہے نتیجہ یہ ہے کہ حضرت
امیر کے نزدیک حضرات خلفا کا زمانہ اس وعدہ آیہ استخلاف کے پورا ہونیکا زمانہ
نہ تھا اقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب شروح نہج البلاغہ
کے دیکھنے کی کیا حاجت ہے اور اس سے خلفائے ثلثہ کے لئے کیا ذریعہ سعادت ہے
جناب امیر علیہ السلام خلیفہ و امام برحق و وصی مطلق حضرت مخبر صادق منصوص من
اللہ الخالق تھے گو خلافت ظاہری حضرت امیر کی اُسوقت اہل سنت کے نزدیک
قائم نہ تھی لیکن حضرت امیر چونکہ امام زمانہ منجانب خدا تھے تمرد بحکم حضرت بشیر و نذیر
تھے بکمال جانفشانی تمام غزوات کو سر کر کے بنیاد دین اسلام قائم کی تھی لہذا آپ اسلام
کی اعانت کہ جو خدا کا دین ہے فرماتے تھے اور اسلام کے مذہب میں جو کچھ مصلحت

جانتے تھے وہ حکم دیتے تھے اور یہ امر حضرت کے لئے ضروری تھا ہرچند کہ جاہلین وقت
حضرت امیر کو خلیفہ ظاہری نہ جانتے تھے امام وقت کو نہ پہچانتے تھے جبکہ اُس لشکر
میں مسلمان داخل تھے تو اُس کو لشکر خدا کہنا کیا بیجا ہے کیونکہ اسلام دین خدا ہے
بداعتقادی ونقص ایمانی کی سزا متعلق بروز جزا ہے زمانہ رسالت کے جہاد سے اُسوقت
کے جہاد کو تمثیل دینا مناسب تھا کیونکہ وہ جہاد بحکم پیغمبر خدا تھا اور یہ جہاد بمشورہ
علی مرتضیٰ علیہ التحیۃ والثنا ہونا تحریر سائل سے ظاہر و ہویدا ہے حضرت رسالت کے
زمانہ میں ہنگام جہاد مومنین موقنین کے ساتھ مولفۃ القلوب اور منافقین و ناکثین
بھی ہوتے تھے اسی طرح اسوقت بھی لشکر اسلام میں بقول سائل جو بعد اس کے
تحریر ہوگا بارہ ہزار صحابی محمد و حین شیعہ یا اکثر و بیشتر اُنہیں کے شامل تھے پس غور کیجئے
واقعی جس طرح مومنین و منافقین زمانہ جناب سید المرسلین میں شامل تھے اسی طرح
اس زمانہ میں بھی تھے اور جبکہ یہ جہاد حسب دعائے سائل بمشورہ جناب امیر علیہ السلام
تھا تو مظفر و منصور ہونا لشکر اسلام کا باوجود قلت کیا التعجب کا مقام تھا وعدہ آیہ
استخلاف سے خلفائے اہل سُنّت کو کیا شرف مل سکتا ہے کیونکہ خلافت اُنکی باستخلاف
جناب پیغمبر و منصوص من اللہ الاکبر نہ تھی اسکا تو سُنّیوں کو بھی اقرار ہے کہ اُس خلافت کا
تعیین باجماع چند انفار ہے پس جبکہ وہ خلافت بحکم خدا نہیں تو وعدۂ خداوندی کو اُس سے
کیا سروکار ہے یہ خیال مہمل و بیکار ہے حضرت سائل خود ہی تحریر فرماتے ہیں کہ آیہ
وعد اللہ الذین آمنوا الخ بروایت قمی وغیرہ خلافت راشدہ شرعی حضرت امام مہدی
صلواۃ اللہ علیہ پر نص ہے اور یہی صحیح ہے واضح ہو کہ ابتدا میں اسلام ضعیف
تھا بعد چندے جناب باری نے باعتبار اکثر بلاد کے مزرعہ دنیا کو بھر دیا حق تعالیٰ
ارشاد فرماتا ہے وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت الخ یعنی وعدہ کیا ہے
خدا نے منجملہ مسلمانوں کے اُن لوگوں سے جو ایمان حقیقی لائے یا ایمان حقیقی پر

مرتے دم تک قائم رہے جیسا کہ بعض مفسرین نے بیان کیا ہے اور اعمال صالح بھی کئے یعنی ارتداد انکا من حیث الاعمال بھی نہیں ہوا مغفرت اور اجر عظیم کا اور صحیح مسلم میں ہے عن رسول اللہ قال اذا فتحت علیکم فارس والروم ای قوم انتم قال عبد الرحمن بن عوف نقول کما امرنا اللہ قال رسول اللہ او غیر ذالک تتنافسون ثم تتحاسدون ثم تتدابرون ثم تتباغضون او نحو ذالک ثم تنطلقون فی مساکن المہاجرین فتجعلون بعضھم علی رقاب بعضیہ اوصاف حمیدہ جن حضرات مخاطبین کے اس حدیث میں جناب رسول خدا نے بیان فرمائے یعنی حرص اور تکالب جیفہ دنیا پر اور تحاسد اور تقاطع اور تباغض اور ضعفا کی گردنوں پر مسلط ہونا اگر ایسے دینداروں کے لئے وعدہ فتح روم وفارس کسی کے زعم ناقص میں ہے تو یہ بات ہرگز قابل قبول نہیں مگر یہ کہ خدا نے واسطے مومنین موقنین کے یہ فتوحات اور غنائم عنایت فرمائے تھے جیسا کہ فرمایا قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ پس مومنین موقنین بھی متمتع ہوئے اور منافقین دنیا طلب نے بھی ساتھ سینہ زوری کے زیادہ فائدہ اُٹھایا اور عوض میں اُس کے روز آخرت نعمائے الٰہی مخصوص بہ مومنین موقنین ہوئے **قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب** چنانچہ حضرات خلفا کے حکم و فرمان سے اور انکی بیعت سے اُسوقت کے اہل اسلام جو بزعم شیعہ مجتمعین علی الضلالت ومخالفین وکاتمین نص غدیر تھے اور محض دنیا حاصل کرنے کے لئے کفار سے لڑتے تھے جہاد کر کے مال غنیمت لاتے تھے اُس میں جناب امیر حصہ لیتے تھے کئی لاکھ صحابہ بعد وفات آنحضرت صلعم موجود تھے جنمیں غالباً بارہ ہزار صحابی ممدوحین شیعہ یا اکثر و بیشتر اُنہیں کے شامل تھے اُن سبھوں نے حضرت ابوبکر کو افضل ترین مومنین صالحین ولائق خلافت اور امام و پیشوا و نائب رسول اللہ صلعم سمجھا اور مانا جو

یقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب جبکہ اہل سنّت کو بھی تسلیم ہے کہ خلافت خلفائے ثلثہ بلا استخلاف رسول کردگار و بغیر حکم پروردگار باجماع چند انفار قائم ہوئی تھی پس وہ خلافت بے اعتبار بلکہ باشر بقول حضرت عمر بھی بیشک جن لوگوں نے اس خلافت کو حق جانا وہ منافقین اور مخالفین اور ناکثین اور کاتمین نص غدیر سے تھے چونکہ حسب اعتراف سائل بمشورہ جناب امیر جہاد واقع ہوتا تھا اور ان میں اکثر اصحاب محد وحین شیعہ بھی شامل تھے اور مشورہ دینا حضرت کا عین حکم باعتبار خلافت حقہ اور بنظر مصلحت وقت تھا تو مال غنیمت میں حصہ لینا کیا قبیح تھا حضرت سائل کو اپنے پہلوئے کلام پر کچھ نظر نہیں کہ تحریر سویدا فی الضمیر بھی ہے یا نہیں اصحاب محد وحین و مومنین موقنین نے ہرگز ہرگز ابوبکر یا عمر یا عثمان کو فضل ترین مومنین صالحین سے نہیں جانا اور لائق خلافت نہیں سمجھا اگر ایسا ہوتا تو آج یہ جھگڑا کیوں ہوتا بلکہ جو مومنین موقنین تھے وہ ثلثہ کو امام جور و ظلم جانتے تھے اور ظاہر میں تقیتہً اطاعت کرتے تھے اور ہم اپنے دعوی کے تائید میں کتاب مشکوٰۃ سے کہ جو نہایت معتبر کتاب اہل سنّت کی ہے تحریر کرتے ہیں عن ابی ذر قال قال رسول اللہ کیف انتم وائمۃ بعدی یستاثرون بھذا الفی قلت اما والذی بعثک بالحق اضع سیفی علی عاتقی ثم اضرب حتی الحقک قال افلا ادلک علی خیر من ذلک تصبر حتی تلقانی یعنی فرمایا جناب رسول خدا نے کیا اے ابوذر کیا کرو گے تم جس وقت کہ بعد میرے ایمہ جور ہونگے اور مال زکوٰۃ کو واسطے اپنے اختیار کریں گے کہا ابی ذر نے قسم ہے خدا کی کہ میں اپنی تلوار کو کاندھے پر رکھونگا اور ان اشقیا کو مارونگا یہانتک کہ آپ سے ملاقات کروں فرمایا حضرت نے کہ میں تمکو اس سے بہتر بات بتاتا ہوں کہ تم صبر کرو یہانتک کہ مجھ سے ملاقات کرو فقط اور شیخ عبدالحق دہلوی نے ترجمہ مشکوٰۃ میں تصریح کی ہے کہ انتقال ابوذر زمانہ عثمان میں ہوا

پس غور کرنا چاہئے کہ بعد رسول اللہ عہد ابوذر میں وہ کون ائمہ جور تھے کہ جناب رسول خدا نے جن کے ظلم پر صبر کرنیکو ابوذر سے امر فرمایا اور نیز ظلم کیا جانا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ پر اکثر کتب اہل سنت سے مثل تذکرہ خواص الامۃ مصنفہ سبط ابن جوزی و فتح الباری وغیرہ کے ثابت ہے کہ عثمان نے بکمال جبر و قہر حضرت ابوذر کو تازیانوں سے مارا اور مدینہ منورہ سے طرف قصبہ ربذہ کے نکال دیا اور اہل کوفہ اس فعل شنیع عثمان سے غیظ و غضب میں آئے کہ ایسے مرد مقبول صحابہ رسول کے ساتھ کیا ظلم شدید کیا پس اہل کوفہ نے اجازت قتل عثمان کی چاہی مگر حضرت ابوذر نے منع فرمایا اور کہا کہ اگر عثمان مجھکو مشرق سے مغرب میں بھیجدے تا ہم میں اطاعت اس کی کرونگا کہ وہ امام جابر ہے اور مخالفت کے ساتھ مجھکو ایذا پہنچاتا ہے اور میں بسبب تقیہ کے اطاعت اس کی کرونگا پس سائل کو چاہئے کہ اول اپنی مذہب کی کتابونکا ملاحظہ فرمائے اسوقت مومنین کے اطاعت کرنیکا دعوی زبان پر لائے یہ اطاعت بامتثال حکم حضرت پیغمبر خدا ساتھ تقیہ کی تھی لیکن انکو امام جور و ظلم جانتے تھے اور غاصب و مخالف کہتے تھے اور اسی طرح حدیث واقدی و احمد و ابویعلی میں واقع ہے اور اشرار و معاندین آل اطہار نے ثلثہ کو امام و پیشوا اپنا برحق جانا تو کیا نازو فتخار ہے عقلا کے نزدیک بے سود و بیکار ہے علاوہ اس کے عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب کا سالیانہ کہ عہد عمر ابن الخطاب میں مقرر تھا عثمان نے بند کر دیا اور عبادہ بن صامت پر بمقدمہ معاویہ عتاب سخت کیا اور عبدالرحمن بن عوف کو منافق کہا اور حضرت عمار بن یاسر کو اس قدر مارا کہ عارضہ فتق پیدا ہوا اور اسی صدمہ سے ان بزرگ نے انتقال فرمایا اور کعب بن عبدہ بہری کی سخت اہانت و ذلت کی اور یہ سب اصحاب جلیل القدر تھے کہ اہانت ان کی نزدیک اہل سنت کی ناروا اور باعث طعن دیانت شخص ہے جبکہ دیانت انکی حسب عقیدہ اہل سنت درست نہ ٹھیری تو امامت و خلافت کیونکر صحیح ہوگی صحیح مسلم

میں حذیفہ سے منقول ہے قال قلت یا رسول اللہ انا کنا بشر فجاء اللہ بخیر فنحن فیہ
فھل من وراء ھذا الخیر شر قال نعم قلت ھل وراء ذلک الخیر شر قال نعم قلت ھل
وراء ذلک الخیر شر قال نعم قلت قال تکون بعدی ائمۃ لا یھتدون بھدای ولا
یستنون بسنتی وسیقوم فیھم رجال قلوبھم قلوب الشیاطین فی جسمان انس قال قلت
کیف اصنع یا رسول اللہ ان ادرکت ذلک قال تسمع وتطیع وان ضرب ظھرک واخذ مالک فاسمع واطع
یعنی حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی خدمت رسول خدا میں کہ ہم لوگ ایک شر میں تھے
کہ حق تعالیٰ بعد اس کے ایک خیر لایا یعنی ضلالت سے راہ ہدایت دکھائی اب آیا بعد اس
خیر کے پھر کوئی شر ہے حضرت نے فرمایا کہ ہاں پس حذیفہ نے تعجباً یہی سوال تین مرتبہ کیا
اور حضرت نے ہر دفعہ یہی جواب فرمایا کہ ہاں بعد اس خیر کے شر ہے پس پوچھا حذیفہ
نے کہ کیونکر واقع ہوگا وہ شر فرمایا حضرت نے کہ ہونگے بعد میرے آئمہ ضلالت
کہ میری ہدایت پر نہ رہیں گے اور میری سُنت پر نہ چلیں گے اور قریب ہے کہ قائم
ہوں بحکومت بیچ مسلمانوں کے ایسے آدمی کہ دل اُنکے شیاطین کے ہوں گے
اور صورت اُنکی آدمیونکی ہوگی کہا حذیفہ نے کہ عرض کی میں نے کہ اُسوقت کیا کروں
میں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا کہ مناسب یہ ہے کہ تو اُنکی بات سُننے اور اُنکی اطاعت
کرے اور اگر تجھ کو ماریں اور تیرا مال چھین لیں تب بھی تو سن اور اطاعت کرتا ہی
جائے غور وانصاف ہے کہ اس سے زیادہ صاف و صریح کیا حدیثیں ہونگی حضرت نے
بطور واضح بیان فرمایا پس جو لوگ حضرت کے بعد بغیر حکم خدا اور رسول درمیان مسلمانوں کی
بحکومت قائم ہوئے وہی آئمہ ضلالت تھے اور جس طرح یہ حدیثیں خلفائے جور کے
قائم ہونے کی خبر دیتی ہیں اور اُنکی ضلالت پر دلالت کرتی ہیں اُسی طرح تقیہ کا بھی
حکم دیتی ہیں جو کوئی بلا تقیہ صدق دل سے اُنکو پیشوا اپنا جانے اور خلیفہ برحق مانے
وہ صریح مخالف حکم رسول ہے پس کوئی یہ نہ سمجھے کہ مومنین صالحین نے اُن خلفا سے

جور کو امام و خلیفہ اپنا ساتھ یقین کے جانا بلکہ بحکم رسول مقبول وہ اتباع ظاہری بتقیہ تھا کیوں حضرات اہل سنت یزید پلید کو بھی لوگ اپنا خلیفہ و مفت جانتے تھے اور ہزاروں مسلمان ضعیف الایمان ساکنان شہر و دیار بلکہ ساکنان مکہ و مدینہ نے اس مردود فاسق سے بیعت کی تھی پس اس سے کیا وہ امام برحق سمجھا جائے گا کہ جسکا فسق و فجور و ظلم و بدعت و زور تمام دنیا میں مشہور ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور یہ بھی بخوبی ثابت ہے کہ بعض انصار مثل قیس بن سعد و سعد بن عبادہ وغیرہ نے بیعت ابوبکر اختیار نہ کی خلیفہ ثانی یعنی عمر جب لسبب شکرنے بیعت کے سعد عبادہ سے ناخوش ہوئے تو کہتے تھے اقتلوا سعداً قتلہ اللہ فانہ فتنۃ و شر جیسا کہ نہایہ ابن اثیر معتبر کتاب اہلسنت میں موجود ہے اور خود صاحب نہایہ و دیگر اہل لغت نے تصریح کی ہے کہ قتلہ اللہ بمعنی لعنۃ اللہ ہے پس اس روایت سے دو فائدے حاصل ہوئے اول یہ کہ بڑے بڑے رئیسان انصار نے بیعت نہیں کی اور خلیفہ نہیں سمجھا دوسری یہ کہ خلیفہ ثانی ایسے رؤسائے انصار کو لعنت کے ساتھ یاد کرتے تھے جن کے اہل سنت خود مداح ہیں اور مذہب اہل سنت یہ ہے کہ کلہم صحابہ عدول لیکن عثمان نے عبدالرحمن بن عوف کو کہ صحابی خاص رسول مقبول کے تھے منافق کہا اور یہ کتب سیر و تواریخ میں اکثر مسطور ہے اور ابوجعفر یحیی و ابن الحدید نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی اس کے قائل ہیں اور ابن الجوزی نے بھی ساتھ اس روایت کے اتفاق کیا ہے اور یہ سب علمائے اہل سنت ہیں پس نادم ہونا عبدالرحمن کا تولیت عثمان اور انکی خلافت قائم کرنے پر اور ہجرت کرنا عبدالرحمن کا عثمان سے اور قسم کھانا کہ کبھی عثمان سے کلام نہ کرونگا بسبب احداثات شنیعہ انکی کے اور جب عبدالرحمن بیمار ہوئے اور عثمان واسطے عیادت کے گئے تو عبدالرحمن نے منہ پھیر لیا یہ تاریخ ابوالفدا وغیرہ سے ثابت ہے قال السائل فی تلبیس

الخوارج والنواصب اور کسی ایک نے بھی کبھی کسی موقع پر حدیث غدیر جو بزعم شیعہ حضرت علی کی خلافت بلا فصل پر نص ہے ظاہر و پیش نہ کی حضرات شیعہ فرمائیں تو سہی کن کن لوگوں نے اور کب حدیث غدیر پیش کی اگر پیش نہیں کی تو کیوں نہیں کی یا تو اُنکے نزدیک حدیث غدیر سے حضرت امیر کی خلافت بلا فصل مراد نہ تھی یا یہ کہئے کہ صحابہ کلہم اجمعین جن کے واسطے سے آنحضرت صلعم کی نبوت ومعجزات واعجاز قرآن وعجز بلغا وغیرہ کی خبریں اُمت مابعد کو پہنچیں اور انہیں کی سچائی و دیانت کے ثبوت پر اقوال وافعال صحابہ سابقین کا ثبوت بھی موقوف ہے اور انہیں کی سچائی و ایمانداری کے بھروسہ پر آنحضرت صلعم کی نبوت ومعجزات وغیرہ کفار کے مقابلہ میں ثابت کئے جاتے ہیں ایسی طبیعت ومزاج کے لوگ تھے کہ جنہوں نے دنیا کے لالچ سے وصیت پیغمبر وحدیث غدیر کو کہ آنحضرت صلعم نے ہزاروں لاکھوں آدمیوں کے مقابلہ میں فرمایا تھا چھپایا اور اُسکے خلاف عمل کیا اور کسی ایک نے بھی کسی موقع پر ظاہر نہ کیا اور کفار ومنافقین کو اپنا امام وپیشوا بنایا اور ایک جھوٹے اور بناتے ہوئے پیشوا کی اتباع اور پیروی کی پس ایسی صورت میں یہ بات قرین قیاس ہے کہ ان لوگوں نے دنیا کے لالچ سے ایک پیغمبر بنا لیا ہو اور طرح طرح کے قصے وحکایتیں مشہور کردی ہوں آخر اس قدر تو شیعہ ونیز دیگر کفار کہتے ہیں کہ اُس زمانے میں جو اسلام ملکوں میں پھیلایا گیا وہ صرف دنیا کے لالچ سے پھیلایا گیا دنیا کے لالچ نہ ہوتے تو حضرت امیر کی امامت بلا فصل کیوں باطل ٹھہرائی جاتی **لقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب**

ع دعوئی بے دلیل قبول خرد نہیں ٭ اپنے مقام پر یہ اکرہ ناپسند نہیں ٭ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سائل زمانہ حال میں اسلام لائے ہیں کہ اُنکو مباحثہ ومناظرہ سُنی وشیعہ کی خبر نہیں یا بسبب بے علمی کسی کتاب کے مطالعہ سے بہرہ ور نہیں ورنہ ایسی تقریر جاہلانہ

وکلام عامیانہ وتحریر مخالفانہ نہ کرتے یا از روئے شدت عداوت و مخالفت وصی
حضرت رسالت مرتبہ خوارج حاصل کر چکے ہیں لیکن بخیال طعن بعض ابنائے جنس
اظہار عقیدہ قلبی سے اغماض ہے تاہم بمقتضائے تعصب عناد حق پوشی و ناحق
کوشی بتاسی مرشدان کامل کر کے بمقابلہ خوارج جواب باصواب کے طالب ہیں مـ
تھوڑی دیر کے لئے عینک تعصب کو دور کر کے کتب مذہب اہل سنت کا مطالعہ
فرمائیں اور اگر اس سے معذوری ہے تو اپنے مذہب کے کسی مولوی منصف مزاج
سے دریافت کریں کہ علمائے اہل سنت نے باسانید معتبرہ بطرق عدیدہ تواتر
کے ساتھ حدیث غدیر کا ذکر کیا ہے یا نہیں اور علمائے شیعہ نے تو اس باب میں
مجلدات ضخیم تحریر فرمائی ہیں اس کے قطع نظر خود خلیفہ ثانی کہ پیر و مرشد اہلسنت
کے ہیں روز غدیر خم حدیث غدیر کو سنکر خلافت بلافصل جناب امیر کا اقرار اور
مبارکباد کا اظہار کر چکے ہیں جسکا ذکر عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا اور تصدیق
کرنا خلافت جناب امیر کا ثابت کیا جائیگا مگر افسوس کہ وہ اقرار بروز سقیفہ انکار
کے ساتھ بدل گیا اور مریدان خوش عقیدت سچائی اور دیانت کا دم بھرتے ہیں
چونکہ اس باب میں طول کلام کی ضرورت نہیں لہذا مختصر امناسب مقام تسکین
باطن سائل کے لئے لکھا جاتا ہے کہ جس سے پیش کیا جانا حدیث غدیر کا اور پوشیدہ
کرنا حدیث کو دشمنان وحاسدان جناب امیر کا جن کی سچائی اور دیانت کا حضرت
سائل کو بڑا اعتبار ہے ظاہر و آشکار ہو جائیگا واضح ہو جبکہ امر خلافت بہ شورہ
چند انفار یار غار پر قرار پایا تب بروایت اعثم کوفی دغیرہما ابوبکر نے ایک مجلس قرار
دی اور اس مجلس میں جناب امیر علیہ السلام کو بلایا حضرت تشریف لائے اور
سبب طلب دریافت فرمایا عمر نے کہا کہ یا علی آپکو بغرض بیعت ابی بکر طلب کیا ہے
حضرت امیر علیہ السلام نے جواب دیا کہ تم نے بیان کیا ہے الائمۃ من قریش اور

اس بات کو انصار پر حجت اور دلیل خلافت اپنی گردانتے ہو مجھکو بھی تم پر یہی حجت ہے
یعنی ہیں اس صورت میں اولیٰ اور فضل ہوں واسطے امر خلافت کے بقول تمہارے
عمر نے کہا کہ یا علی جبتک آپ بیعت نہ کریں گے ہم جانے نہ دیں گے اور ابو عبیدہ
جراح نے کہا کہ یا علی اس بات میں کہ آپ مستحق خلافت ہیں کسی کو انکار نہیں مگر بہ
مصلحت وقت عمل کرنا چاہئے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ خوف خدا کرو جو کچھ
حق تعالیٰ نے خاندانِ نبوت میں بھیجا ہے اُسکو وہیں رہنے دو نقل و تحویل نہ کرو
تم سب جانتے ہو کہ قرآن ہمارے گھر میں نازل ہوا اور معدنِ علم و فقہ و دین و
عالم فرائض و سُنّت ہم ہیں اور مصلحت امورِ دنیا و دین کی ہم بہتر جانتے ہیں پس جبکہ
مستحق خلافت ہم ہیں تو دوسرے سے بیعت کرنا لازم نہیں تمکو سزاوار ہے کہ ہم سے
بیعت کرو اور دین خدا میں رخنہ نہ ڈالو بشیر بن سعد نے کہا کہ یا علی اگر آپ نے
یہ بات پہلے فرمائی ہوتی تو کوئی خلاف آپ کے نہ کرتا لیکن جب آپنے خانہ
نشینی اختیار کی اور مجمع اور قوم میں تشریف نہ لائے تو سب کو یہ گمان ہوا کہ
آپکو اس امر سے کنارہ منظور ہے حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے کہنے
کی کیا احتیاج تھی آیا رسولِ خدا نے روز غدیر خم مجھکو وصی نہیں کیا اور خلیفہ نہیں کیا
جو آج میں کہتا اور کیونکر ممکن تھا کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کو بیکفن و
دفن چھوڑ دیتا اور امر خلافت میں مشغول ہوتا فقط پس جسکو خدا نے بصیرت دی ہو
وہ ملاحظہ کرے کہ خود جناب امیر نے حدیث غدیر کو بیان فرمایا اور حجت خلافت گردانا
اب چند فقراتِ ملا جامی کہ سُنیوں کے حامی و علمائے اہل سُنّت میں نامی و گرامی ہیں
کتاب شواہد النبوۃ سے نقل کئے جاتے ہیں کہ جس سے صاف و صریح طور پر واضح
ہے کہ جناب امیر نے حدیث غدیر کو پیش کر کے حضّارِ مجلس سے گواہی چاہی وھو ہذا
روزے بر حاضران مجلس سوگند داد کہ ہر کہ از رسول صلعم شنیدہ است کہ گفتہ مَن

کنت مولاہ فعلی مولاہ گواہی دہد دوازدہ تن از انصار حاضر بودند گواہی دادند یکے دیگر کہ آنرا از رسول صلعم شنیدہ بود حاضر بود امّا گواہی نداد حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ اے فلان تو چرا گواہی ندادی باآنکہ تو ہم شنیدہ گفت من پیر شدہ ام و فراموش کردہ ام امیر گفت کہ خداوندا اگر این شخص دروغ میگوید سفیدی برلبترۂ وے ظاہر گردان کہ عمامہ آنرا نپوشد راوی گوید کہ واللہ من آن شخص را دیدم کہ سفیدی برمیان دو چشم وے پیدا آمدہ بود و از انجملہ آنست کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ من درہماں مجلس یا مثل آن حاضر بودم و من نیز ازاں جملہ بودم امّا گواہی ندادم و آن را پنہان داشتم خدائے تعالےٰ روشنائی چشم مرا ببرد و گویند کہ ہمیشہ بر فوت آن شہادت اظہار ندامت میکرد و از خدائے تعالیٰ آمرزش میخواست انتہی **واضح** ہو کہ عبارت مُلّا جامی خالی از خامی نہیں ہے بایں معنی کہ اُنہوں نے براہ پردہ پوشی ناحق کوشی شخص اوّل کے نام کی تصریح نہیں فرمائی اور اُن بزرگ کے اظہار نام سے شرم آئی اور یہ خیال نہ آیا کہ حاکم روز جزا نے اُنکا پردہ فاش فرمایا اور وہ داغ دیا کہ عمامہ نے جسکو نہ چھپایا آخر بقدرت قادر مطلق و معجزہ امام برحق تصریح ابن قتیبہ سے کتاب المعارف میں و اقوال دیگر اکابر اہل سُنّت سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ وہ بزرگ جنہوں نے گواہی بحضور شہر الٰہی نہیں دی انس بن مالک از زمرۂ صحابہ کبار و ہمنشیان رسول مختار تھے الحمد للہ کہ اس روایت سے اور بھی چند فائدے حاصل ہوئے **اوّل** بجواب سوال سائل اتمام حجت کے لئے یہ روایت کافی و وافی ہے **دوم** باوجود سماعت حدیث موصوف کتمان شہادت کیا اور اسی وجہہ سے حضرت کا تم داغ کھا کر سواد الوجہ فی الدارین ہوئے **سوم** مختار مجلس سے بارہ آدمیوں نے گواہی بصحت حدیث غدیر بخوف الٰہی ادا کی **چہارم** زید بن ارقم بھی

قائل ہیں کہ میں اُسی مجلس میں یا مثل اُس کے حاضر تھا اور میں نے بھی گواہی نہیں دی اور حدیث کو پنہان رکھا کہ خدائے سمیع و بصیر نے بصارت چشم میری بسبب پنہان کرنے اس حدیث کے زائل کر دی ہوشیار ہوں منکرین حدیث غدیر کہ وہ بھی سزا اس انکار کی بروز جزا خدائے قہار و قدیر سے پائیں گے کیوں حضرت سائل آپنے پیش ہونا حدیث غدیر کا ملاحظہ کیا اب یہ تو فرمائیے کہ زید بن ارقم وانس بن مالک کاتمین حدیث غدیر انہیں صحابہ کلہم اجمعین سے ہیں یا نہیں کہ جن کی سچائی اور دیانت کی آپ تہِ دل سے معتقد ہیں اور انہیں کے واسطے سے نبوت و معجزات آنحضرت ثابت کرتے ہیں علی الرغم آپکے آپ ہی کے مذہب کے عالم نے لکھا ہے کہ جس سے بخوبی واضح ہوا کہ بیشک ایسی طبیعت و مزاج کے لوگ تھے کہ جنہوں نے دنیا کے لالچ سے وصیت حضرت بشیر و نذیر و حدیث غدیر کو کہ آنحضرت صلعم نے ہزاروں آدمیوں کے مقابلہ میں فرمایا تھا چھپایا اور اُس کے خلاف عمل کیا اب تو آپ یقین کریں گے کہ ایسے ہی لوگوں نے منافقین کو اپنا امام و پیشوا بنایا اور جھوٹے اور بناتے ہوئے پیشوا کی پیروی کی اب صحت و تواتر حدیث غدیر اور اثبات خلافت بلافصل جناب امیر بھی ملاحظہ فرمائیے صحیح ترمذی میں وارد ہے عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی منقول جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جسکا میں مولی یعنی اولی بتصرف ہوں پس علی ہیں مولی اور صاحب تصرف اُس کے اور نسائی نے کتاب خصائص میں حدیث غدیر کو کہ اسی کا حوالہ عبقات الانوار مجلد ثانی میں ہے بطرق متعددہ روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ ابوطفیل نے روایت کی ہے زید بن ارقم سے کہ جب رجوع فرمائی حضرت رسول اللہ نے حجتہ الوداع سے اور نزول اجلال فرمایا غدیر خم میں اور وہاں حضرت نے اپنے قرب وفات کی خبر دی اور فرمایا انی

قد ترکتُ فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاٰخر کتابُ اللّٰہ و عترتی اھلبیتی فانظروا کیف تخلفونی فیھا فانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللّٰہ مولای و انا ولیُّ کل مومن ثم اخذ بید علی فقال من کنتُ ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ فقلت لزید اسمعتہ من رسول اللّٰہ قال ما کان فی الدوحات احدٌ الا راٰہ بعینہ و سمعہ باذنہ

یعنی تحقیق کہ میں چھوڑتا ہوں تم میں دو ثقل یعنی دو شے عظیم القدر کہ ہر ایک انمیں اکبر ہے دوسرے سے ایک کتاب اللہ اور دوسری عترت میری اہلبیت میرے ہیں پس نظر کرنا اور خیال رکھنا تم سب کہ کس طرح بعد میرے سلوک کرتے ہو دونو میں پس تحقیق کہ دونو ہرگز جدا نہ ہونگے تا آنکہ وارد ہوں دونو میرے پاس حوض کوثر پر بعد اس کے فرمایا تحقیق کہ اللہ مولا و صاحب اختیار ہے میرا اور میں ولی و صاحب اختیار ہوں کل مومن کا پس لیا حضرت نے دست علی کو پس فرمایا جسکا میں ولی امر ہوں پس یہ علی ولی امر ہیں اس کے خداوندا دوست رکھ تو اسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ تو اس کو جو دشمن رکھے علی کو پس ابوطفیل نے کہا زید سے آیا تو نے سنا تھا اس حدیث کو جناب رسول خدا سے کہا زید نے کہ نہیں تھا اس مقام میں کوئی شخص مگر یہ کہ دیکھا اس نے حضرت کو اپنی آنکھ سے کہتے ہوئے قول مذکور کو اور سنا اپنے کانوں سے کلام رسول اللہ کو انتہیٰ اور نیز عبقات الانوار کی جلد مذکور میں کتاب سنن ابن ماجہ سے منقول ہے کہ حضرت نے دست علی کو لیکر فرمایا آیا نہیں ہوں میں اولی بتصرف صاحب اختیار مومنین پر زیادہ انکے نفسوں سے سب نے عرض کی کہ ہاں آپ ہیں صاحب اختیار فرمایا حضرت رسولخدا نے فھذا ولیُّ من انا مولاہ پس یہ علی اولی بتصرف و صاحب اختیار ہیں جسکا کہ میں مولی اور صاحب اختیار ہوں اور اسیطرح سے عبقات الانوار کی جلد مذکور میں مرقوم ہے کہ حاکم نے مستدرک میں وارد کیا ہے حدیث غدیر کو جسکا خلاصہ یہ ہے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ نے کہ میں چھوڑے جاتا ہوں

تم میں دو امر یعنی حاکم ہرگز گمراہ نہ ہوگے اگر تابع رہو گے تم سب ان دونوں کے
اور وہ دونوں حاکم کتاب اللہ اور اہلبیت میرے عترت میری ہیں بعد اس کے
فرمایا آیا جانتے ہو تم کہ میں اولیٰ بتصرف ہوں ساتھ مومنین کے زیادہ انکے نفسوں
سے اور تین بار یہی فرمایا سب نے کہا کہ ہاں آپ صاحب اختیار ہیں پس فرمایا جناب
رسول اللہ نے جسکا میں مولیٰ اور صاحب اختیار ہوں پس علی مولیٰ اس کے اور
صاحب اختیار ہیں فقط پس جناب رسول اللہ نے سب صحابہ حاضرین و غائبین
بلکہ تمام امت پر اپنی عترت اہلبیت کو مقدم اور منجملہ انکے علی مرتضیٰ کو سب پر
مقدم کر کے علی کو مولیٰ و اولیٰ مثل اپنے فرما کے ولیعہد و حاکم محض کل پر ظاہر
کر دیا اور تمام صحابہ و امت و ازواج کو محکوم محض و تابع بحت انکا گردان کے
جناب علی مرتضیٰ کے خلیفہ بلا فصل ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رکھا اور نہ
گمراہی سے بچنے کو موقوف انکی متابعت پر کیا بحکم حدیث ثقلین جیسا کہ اعتراف
کیا ہے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی کہ تارک حدیث ثقلین گمراہ و خارج
از دین ہے۔ اور واجب گردانا اتباع اہلبیت علیہم السلام کو پس وجوب اتباع
اہلبیت علیہم السلام مفید ہے امامت و خلافت اہلبیت کو اور حدیث غدیر
مفید ہے خلافت بلا فصل علی مرتضیٰ علیہم السلام کو بالبدیہ اور اسیواسطے حضرت
رسول اللہ نے حدیث ثقلین و حدیث غدیر دونوں کو معاً خم غدیر میں ارشاد فرمایا
جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا تاکہ غیر اہلبیت علیہم السلام کا تعلق خلافت رسول میں ایک
ذرہ نہ آنے پائے پس جناب امیر وصی و خلیفہ حضرت بشیر و نذیر بحکم حدیث ثقلین
و حدیث غدیر واجب الاتباع والانقیاد کل صحابہ و امت کے ہوتے پس ابوبکر
وغیرہ پر اطاعت و انقیاد حضرت امیر واجب ہوا پس بموجودگی متبوع واجب
الاطاعت کہ وہ علی علیہ السلام ہیں کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ جو تابع اور مطیع انکا بحکم

رسول مقبول ہو وہ خلیفہ رسول بن جائے کہ لازم آئیگا تابع کا متبوع ہونا اور یہ
سراسر خلاف شرع اور مخالف حکم رسول اللہ ہے اور خلاف شرع باطل ہے بالنص
والاجماع پس خلافت ابوبکر و امثال اُس کے باطل ہوئی بالنص والاجماع اور خلافت
بلافصل حضرت علی کی ثابت ہوگی بالنص والاجماع پس اطاعت علی واجب ہوئی اور
عین ہدایت۔ اور ترک طاعت علی حرام اور عین ضلالت الغرض حدیث غدیر وہ
حدیث معتبر و صحیح و متواتر و مشہور و ثابت و سالم ہے کہ صحاح اہل سُنّت میں وارد
ہوئی جیسا کہ صحیح ترمذی وغیرہ میں گزرا کُتب غیر صحاح کا کیا ذکر ہے چنانچہ عبقات
الانوار کی مجلد مذکور میں لکھا ہے کہ ابوالحسن مغازلی نے کہ عالم مذہب اہل سُنّت کے
ہیں کتاب مناقب میں تحریر کیا ہے نسبت حدیث غدیر کے ھذا حدیث صحیح من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد روی حدیث غدیر خم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نحو مائۃ نفس منھم العشرۃ وھو حدیث ثابت لا اعرف لہ علۃ تفرد علی بھذہ الفضیلۃ لم یشرکہ فیھا احد
یعنی یہ حدیث غدیر صحیح ہے منقول ہوئی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے اور تحقیق کہ روایت کیا ہے حدیث غدیر کو جناب رسول اللہ سے ایک سَو
اشخاص نے کہ انمیں عشرہ مبشرہ ہیں اور یہ حدیث غدیر وہ حدیث ثابت و سالم ہے
جرح سے کہ نہیں جانتا ہوں میں واسطے اس حدیث غدیر کے کوئی سُقم و جرح متفرد
ہوئے ہیں علی علیہ السلام ساتھ اس فضیلت مولائیت و ولایت کے نہیں شریک ہے
علی کا اس فضیلت حکومت و ولایت و خلافت میں کوئی صحابی انتہیٰ پس واضح ہے
کہ یہ حدیث کسقدر صحیح اور متواتر اور مشہور اور مستند اور ثابت و سالم ہے سُقم و جرح سے
اور منفرد ہوئے علی علیہ السلام ساتھ فضیلت اس حدیث صحیح کے ہر گاہ کہ اب کوئی
محل شک باقی نہیں رہا پس علی علیہ السلام بعد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مثل رسول حاکم و خلیفہ زمانہ ہونگے کل صحابہ و اُمت و ازواج رسول خدا پر اور مقدم

ہونگے سب پرشل رسول کے اور نیز عبقات الانوار کی مجلد مذکور میں مرقوم ہے کہ
نورالدین سمہودی نے جواہر العقد میں بمقام تنبیہ رابع از ذکر رابع از قسم ثانی
نقل کیا ہے کہ قال الحافظ ابن حجر حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اخرجہ الترمذی و
النسائی وھو کثیر الطرق جدا وقد استوعبہا ابن عقدۃ فی کتاب مفرد وکثیر من اسانیدھا
صحاح وحسان یعنی کہا حافظ ابن حجر نے کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو روایت
کیا ہے ترمذی اور نسائی نے اور وہی حدیث غدیر کثیر الطرق ہے یقیناً اور تحقیق کہ
استیعاب اور پورا کیا ہے طرق حدیث کو ابن عقدہ نے ایک کتاب مفرد میں اور
بہت اسانید اُس کے صحاح وحسن ہیں اور بھی عبارت فتح الباری شرح صحیح
بخاری میں بمقام مناقب جناب امیر علیہ السلام موجود و مرقوم ہے اور عبقات
الانوار کی مجلد مذکور میں تحریر ہے کہ مسعود سجستانی نے بھی کہ اکابر واعیان اہل
سنت سے ہیں ایک کتاب مفرد و تنہا بیان حدیث غدیر و اثبات میں اُس کے
تصنیف کی ہے اور ایک سو بیس صحابہ سے اس حدیث غدیر کو اُسمیں نقل کیا
ہے اور اس کتاب کا نام کتاب الدرایہ فی حدیث الولایہ رکھا ہے الغرض کہاں تک
لکھا جائے جبکہ حدیث موصوف بتواتر و بطرق متعددہ و اسانید صحیحہ وارد ہوئی
ہے تو انکار کرنا اُس حدیث سے منکر ہونا وحدانیت خدا و نبوت جناب محمد مصطفٰے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور یہ بھی واضح ہو کہ اکثرین متعصبین اہلسنت کو جب
تصدیق صحت و تواتر حدیث غدیر سے مفر نہ ملا اور انکار غیر ممکن ہوا تو یہ اعتراض
رکیک و بارد پیش کیا کہ لفظ مولی بمعنی دوست کے ہے نہ بمعنی ولی امر و صاحب تصرف
پس یہ اعتراض بچند وجوہ مدفوع اور مردود ہے اوّل یہ کہ ثعلبی و سنن ابی
داؤد و تفسیر نیشاپوری و مشکوٰۃ شریف و مسند حنبل و دیگر کتب معتبرہ اہل سنت
میں منقول ہے کہ جب پیغمبر خدا حج آخری سے پھرے لوٹ ۱۸ - ذیحجہ کو یہ آیت نازل

ہوئی یَا اَیُّہَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ
مِنَ النَّاسِ یعنی اے رسول خلق خدا کو وہ چیز پہنچا جو تیرے خالق سے تجھکو پہنچی ہے اور
جو نہ پہنچائے گا جس کے پہنچانے کا تجھکو حکم ہے تو گویا کوئی چیز نہ پہنچائی ہو گی جب اس
تاکید شدید کے ساتھ حکم احکم الحاکمین حضرت جبرئیل امین لیکر پاس سید المرسلین کے
نازل ہوتے اور لشکر رسول مقبول بمقام خم غدیر داخل ہوا تو اُس جگہ باوجودیکہ وہ
مقام قابل قیام نہ تھا اور وہاں کوئی قافلہ بسبب خوف و خطر و خدشہ کے ٹھیرتا نہ تھا
اور شدت گرمی کی ایسی تھی کہ سب آدمی حتی کہ جانور بھی بیقرار تھے لیکن حضرت رسول
انام علیہ الصلوٰۃ والسلام ٹھر گئے اور اونٹوں کے پالان جمع کر کے منبر بنایا اور اُس پر
بیٹھے اور ایک سیڑھی پر حضرت علی علیہ السلام کو کھڑا کیا اور اپنی رحلت کی سب کو خبر دیکر
بعدہ اوّل حدیث ثقلین ارشاد فرمائی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا جس سے یہ مطلب تھا کہ
قرآن مجید اور عترت اہلبیت میرے کے ساتھ بہت مضبوطی سے تمسک کرو یعنی پیروی
کرو اور اعتقاد رکھو اگر ایسا کرو گے تو ہرگز گمراہ نہو گے اور یہ دونو یعنی قرآن و اہلبیت
علیہم السلام آپس سے جدا نہونگے تا آنکہ وارد ہوں حوض کوثر پر میرے پاس اللہ اللہ
کسقدر تاکید تمسک قرآن و عترت اہلبیت علیہم السلام ہے بعدہ ارشاد فرمایا اَلَسْتُ
اَوْلٰی بِکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ یعنی آیا نہیں ہوں میں اولیٰ بالتصرف تمہارے واسطے تمہارے
نفسوں سے قَالُوْا بَلٰی سبنے کہا کہ ہاں آپ ہیں قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ پھر ہاتھ
پکڑکر جناب امیر کا اٹھایا اور فرمایا کہ جسکا میں صاحب تصرف و اختیار ہوں اُس کا علی
صاحب تصرف و صاحب اختیار ہے پس اُسیوقت یہ آیت نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ
لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا یعنی آج کے دن کامل کیا
ہمنے واسطے تمہارے دین کو اور تمام کیں ہم نے تمپر نعمتیں اپنی اور راضی ہوئے ہم
تمہارے دین اسلام سے اُسوقت حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

علیٰ اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضا الرب برسالتی وولایت علی بن ابیطالب یعنی اللہ بزرگ
ہے اور تمام شکر ثابت ہیں واسطے اللہ کے کہ کامل کیا دین کو اور تمام کیں نعمتیں اپنی
اور راضی ہوا پروردگار میری رسالت اور امامت علی پر۔ اور جلال الدین سیوطی نے
تفسیر درمنثور میں اور حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیا میں ابوسعید خدری سے روایت
کی ہے کہ جب وقت رسول خدا صلعم نے علی مرتضیٰ کو بروز خم غدیر منصوب کیا اور صدا
بلند کی انکے واسطے ولایت کی تو جبرئیل یہ آیت لیکر نازل ہوئے الیوم اکملت لکم دینکم
الخ اور امام احمد حنبل نے کہ اہلسنت کے امام ہیں روایت کی ہے کہ جس وقت یہ آیت
نازل ہوتی تو رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ الحمد للہ علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضا ربی
وولایت علی من بعدی یعنی شکر ہے خدا کا اوپر کامل کرنے دین کے اور تمام کرنے
نعمت کے اور راضی ہونے اس کے ساتھ رسالت میری کے اور خلافت علی کے
بعد میرے فقط اور بہت روایتیں بتائید اس کے کتب اہل سنت میں موجود
ہیں کہ ذکر انکا موجب طوالت ہے جبکہ بحکم خدا اور رسول جناب امیر زوج بتول وصی و خلیفہ
مقرر ہو چکے اسوقت عمر صاحب نے کہا ھنیئاً لک یعنی گوارا ہو تمکو اے علی اور بعض کہتے
ہیں کہ یہ کہا بخ بخ یا علی بن ابیطالب اصبحت مولای ومولا کل مؤمن ومؤمنۃ
یعنی مبارک ہو مبارک ہو اے علی ابیطالب کے تم مولیٰ ہوئے میرے اور سب مومن مردوں
ومومنہ عورتوں کے پس معنی لفظ مولیٰ کے اولیٰ بالتصرف اسقدر صاف و صریح تھے کہ عمر صاحب
بھی سمجھ گئے اور مبارکباد دی اب مقام غور ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول الخ کس تاکید شدید
سے نازل ہوا اور بعد نزول آیہ حضرت رسول اللہ نے تبلیغ حکم یہ کی کہ حضرت علی کو
وصی و خلیفہ اپنا مقرر کیا اور الست بکم من انفسکم جو من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے
اول فرمایا اور سب سے اقرار اسکا لیا بقرائن عقلی و نقلی دلیل ہے ساتھ اولی بالتصرف کے
ورنہ افصح العرب کیونکر ایسا کلمہ زائد ارشاد فرماتے پس جبکہ اپنے اولی بالتصرف ہونیکا

سب سے اقبال و اقرار لے چکے تو من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا پس اس
تفصیل و تصریح سے معلوم ہوا کہ ہرگز اس مقام پر مولیٰ بمعنی دوست کے نہیں ہے ورنہ اقرار
لیا جاتے اپنے اولیٰ بالتصرف اور ولی امر ہونیکا اور پھر کہا جائے کہ جسطرح میں تم سب کا
دوست ہوں اسی طرح علی بھی سب کے دوست ہیں اسکو کوئی صاحب عقل سلیم و اہل
فہم مستقیم قبول و تسلیم نہ کریگا اور ظاہر ہے کہ آیہ موصوفہ اس شدومد سے واسطے نصب خلافت
علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے نازل ہوئی نہ واسطے اظہار دوستی کے اور نزول آیہ اکملت
لکم دینکم الخ شاہد عادل ہے کہ نصب خلافت جناب امیر سے دین کامل ہوا اور نعمتیں خدا کی
تمام ہوئیں اور خدا دین اسلام سے راضی و خوشنود ہوا کیونکہ بعد حضرت رسالت کے کوئی
نبی نہ ہوگا پس مقرر ہونا جانشین نبی آخر الزماں کا اسی قدر ضروری تھا جیسا کہ بھیجنا نبی کا
اوپر خلق کے ضروری امر تھا اگر جانشین پیغمبر آخر الزماں مقرر نہ کیا جاتا تو تکمیل دین اسلام
کی نہ ہوتی پس اس مقام پر لفظ مولیٰ بمعنی دوست استعمال کرنا بالکل بے معنی اور خلاف واقع
اور برعکس مراد خدا و رسول کے ہے اور اگر یہی مراد ہوتی تو حضرت عمر جناب امیر کو خلیفہ
ہونے کی مبارکباد کیوں دیتے اور امام احمد حنبل نے الحمد للہ علی اکمال الدین و اتمام
النعمۃ و رضاء الرب برسالتی و ولایت علی من بعدی قول جناب محمد صادق تحریر فرمایا ہے پس
اگر لفظ مولیٰ سے دوستی علی مراد ہوتی تو ولایت علی من بعدی حضرت کیوں فرماتے کیا
دوستی علی کی حیات جناب سرور کائنات میں ممنوع تھی کہ شرط من بعدی کی فرمائی فافہموا
ولا تغفلوا سخت تعجب کا مقام ہے کہ متعصبین اہل سنت جنکی سچائی اور دیانت کے بھروسے پر
جناب رسول خدا کی نبوت اور معجزات حضرت رسالت کو تسلیم کرتے ہیں اور جن کتابوں کو
نہایت صحیح و معتبر جانتے ہیں اور ان سے صفات و خصائل ثلثہ اخذ کرکے پیش لاتے
انہیں لوگوں کے اقوال اور انہیں کتابوں سے جب شیعہ فضائل جناب امیر اور خلیفہ بلا
فصل ہونا مثل خیبر گیر کا ثابت کرتے ہیں تو اسکو نہیں مانتے اور تاویل علیل اور حجت

بے دلیل کرتے ہیں خدا اُن لوگونکو ہدایت کرے اور راہ راست پر لاتے دوم یہ کہ
ابوبکر وعمر دونو نے اپنے تئیں ولی رسول اللہ کہکر خلیفہ رسول ظاہر کیا تھا اور اسی لفظ
ولی کو بمعنی خلافت بیان کیا تھا پس ہاں کیونکر زبان شیخین سے معنی خلافت کے بلفظ ولی
صحیح ہو گئے اور سب اہل سنت نے تسلیم کر لئے یہ ذکر اُس وقت کا ہے جب حضرت علی و
حضرت عباس میراث رسول مقبول میں نزاع ظاہری کرتے ہوئے ابوبکر وعمر کے
پاس آئے تھے چنانچہ صحیح مسلم کی جلد دوم میں بمقام منازعت حضرت عباس وحضرت
علی مرتضیٰ مرقوم ہے قال عمر فلما توفی رسول اللہ قال ابو بکر انا ولی رسول اللہ فجئتما تطلب
میراثک من ابن اخیک ویطلب ھذا میراث امرأتہ من ابیھا فقال ابو بکر قال رسول
اللہ لا نورث ما ترکناہ صدقۃ فرأیتماہ کاذبا آثما غادرا خائنا واللہ یعلم انہ صادق
بار راشد تابع للحق فلما توفی ابو بکر وانا ولی رسول اللہ وولی ابو بکر فرأیتمانی کاذبا آثما غادرا
خائنا واللہ یعلم انی لصادق بار تابع للحق فولیتھا حتی جئتنی انت وھذا وانتما
جمیع وامرکما واحد یعنی عمر نے کہا کہ ہرگاہ پیغمبر خدا نے وفات پائی کہا تھا ابوبکر نے
میں ہوں ولی رسول اللہ پس آئے تھے تم دونو طلب کرتے تھے تم اے عباس میراث کو
اپنے برادر زادہ کی طرف سے اور طلب کرتے تھے یہ علی میراث زن اپنی کو جانب پدر
اُنکے سے پس ابوبکر نے کہا تھا کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ ہم میراث نہیں چھوڑتے
ہیں جو کچھ متروکہ ہمارا ہے سب صدقہ ہے پس یقین کیا تھا تم دونو نے ابوبکر کو کاذب و
گنہگار و بے وفا اور چور اور خدا جانتا ہے کہ وہ راست گو و نیکو کار و صاحب رشد
و تابع حق تھے پس جب ابوبکر مر گئے تو میں اُنکی جگہہ بیٹھا اور میں ولی رسول اللہ
اور ولی ابوبکر ہوں پس تم مجھکو بھی جھوٹا اور گنہگار اور بے وفا اور چور یقین کرتے ہو
اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں صادق و نیکو کار و تابع حق ہوں پس متولی خلافت
ہوا ہیں تا آنکہ تم دونو آئے ہو حالانکہ تم باہم کوئی اختلاف و نزاع نہیں رکھتے ہو

اور امر تم دونوں کا ایک ہے انتہی کیوں حضرات اہل سنت اس مقام پر لفظ ولی سے خلیفہ ہونا کیونکر مراد لیا گیا اگر مراد خلافت لفظ ولی سے صحیح ہے تو نسبت جناب امیر علیہ السلام کے لفظ ولی یا بولی سے خلیفہ ہونا حسب ارشاد جناب مخبر صادق کیونکر صادق نہیں اور ایک نکتہ دقیق اس روایت سے حاصل ہوا کہ صاف صاف خود زبان عمر سے جزماً معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر صاحب تطہیر شیخین کو کاذب آثم و غادر و خائن یقیناً جانتے تھے ورنہ حضرت امیر سکوت نہ فرماتے بلکہ قول عمر کی تکذیب کرتے کہ میں تم دونوں کو ایسا نہیں جانتا ہوں تم غلط کہتے ہو اور مجھ پر تہمت لگاتے ہو لیکن سکوت فرمانا حضرت امیر صاحب تطہیر کا دلیل قوی ہے اسپر کہ واقعی حضرت شیخین کو کاذب و آثم و غادر و خائن جانتے تھے اگر عمر صاحب اس کلام بلاغت التیام میں صادق تھے تو حسب یقین جناب امیر شیخین متصف باوصاف اربعہ مذکورہ ہوئے اور خلافت چو رنگ ہو کر بے اصل محض ہو گئے اور اگر اس بیان فصاحت نشان میں خلیفہ ثانی کاذب تھے تو خلافت شیخین بالبدیہہ باطل قرار پائی اس لئے کہ اقرار العقلاء علی نفسہم مقبول سند جید موجود ہے یعنی اقرار عقلا کا اپنی ضرر پر مقبول ہے علاوہ اس کے باوجود ادعائے خلافت مرتکب کذب ہوئے اور قرآن مجید میں کاذبین کے حق میں جو خطاب منجانب خدائے برحق موجود ہے اسکو سب جانتے ہیں اور اس روایت صحیح مسلم سے وعوئے کرنا حضرت امیر کا میراث پیغمبر خدا پر از جانب جناب فاطمہ زہرا دختر رسول خدا عہد ابی بکر و عہد عمر میں ثابت ہوا اور دونوں عہد میں محروم پھرنا علی مع الحق والحق مع علی کا اپنے حق سے مانند آفتاب نصف النہار ہر ایک اولی الابصار و مومنین دیندار و پیروان رسول مختار صلواۃ علیہ وعلی آلہ الاطہار پر ظاہر و آشکار ہو گیا اور کوئی شک و شبہ احقاق حق و ابطال باطل میں باقی نہیں رہا سوم یہ کہ جب کوئی

لفظ مختلف المعنی ہوتا ہے تو مراد اُس سے حسب اقتضاے مقام ہوتی ہے نہ خلاف
اُسکے چنانچہ کتاب تذکرہ خواص الامۃ میں کہ معتبر کتاب اہلسنت کی ہے مرقوم ہے
فاما قوله من کنت مولاه فعلی مولاه فقال علماء العربية ترد علی وجوه الی ان
قال العاشر بمعنی الاولی قال الله تعالیٰ ماوٰکم النار هی مولٰکم ای اولی بکم الی ان قال
لم یجز حمل لفظة المولیٰ علی المعانی التسعة بوجوه تسعة بل المراد من الحدیث
الطاعة المخصوصة فتعین الوجه العاشر هو الاولی ومعنی الحدیث من کنت اولی به من نفسه فعلی اولیٰ به
یعنی قول جناب رسولخدا من کنت مولاه فعلی مولاه پس کہا ہے علمائے عربیہ نے
کہ لفظ مولی وارد ہوتی ہے اوپر دس وجہ کے پس نو وجہ کو بیان کرکے کہا کہ دسویں
معنی مولی کے بمعنی اولی ہیں بسند قول خدائے تعالیٰ ماوٰکم النار هی مولٰکم ای اولی بکم
تا آنکہ کہا صاحب تذکرہ نے کہ نہیں جائز ہے حمل لفظ مولی کسی معنی پر نو معانی
سے بوجوہ مذکورہ کتاب مذکور بلکہ مراد حدیث مذکور سے طاعت مخصوصہ ہے
پس متعین ہوئی دسویں وجہ معانی مولی کی اور وہی بمعنی اولی ہے اور معنی حدیث
غدیر مذکور کے یہ ہیں من کنت اولی به من نفسه فعلی اولی به یعنی جسکا میں ہوں
اولی تبصرف ساتھ اُس کے اور صاحب اختیار اُس کے نفس سے پس علی ہیں اولی
تبصرف ساتھ اُس کے اور صاحب اختیار انتہی اور اسی تذکرہ خواص الامۃ میں
بعد اس کے لکھا ہے وقد صح هذا المعنی الحافظ ابو الفرج یحیی بن السعید الثقفی
الاصبهانی فی کتابه المسمی بمرج البحرین فانه روی هذا الحدیث باسناده الی مشائخه
وقال فیه فاخذ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بید علی علیه السلام فقال من
کنت ولیه واولی به من نفسه فعلی ولیه فعلم ان جمیع المعانی راجعة الی وجه العاشر
ودل علیه ایضاً قوله علیه السلام الست اولی بالمؤمنین من انفسهم وهذا نص
صریح فی اثبات امامته وقبول طاعته وکذا قوله صلی الله علیه وآله وسلم

وادر الحق معه حیث ما دار وکیف ما دار فیه دلیل علی انه ما جری خلاف بین علی وبین احد من الصحابة الا والحق مع علی علیه السلام وهذا باجماع الامة یعنی تحقیق کہ تصریح کی ہے ساتھ معنی مولی بمعنی اولی کے حافظ ابو الفرج یحی بن سعید ثقفی اصبہانی نے اپنی کتاب مسمی بمرج البحرین میں پس تحقیق کہ روایت کیا ہے اس حدیث غدیر کو باسنادہ طرف مشائخ اپنے کے اور کہا ہے انہیں کہ لیا جناب رسول خدا نے ہاتھ علیؑ کا اور فرمایا من کنت ولیہ واولی بہ من نفسہ فعلی ولیہ یعنی جس شخص کا میں ہوں ولی امر اور اولی بتصرف اس پر زیادہ اس کے نفس سے پس علی ہیں ولی امر اس کے اور اولی بتصرف پس جانا گیا اس سے کہ جمیع معانی مولی راجع ہیں طرف معنی وہم کے معانی مولی سے یعنی بمعنی اولی اور یہی دلالت کرتا ہے مولی بمعنی اولی پر خود قول جناب رسول اللہ الست اولی بالمؤمنین من انفسہم اور یہ حدیث غدیر نص صریح ہے اثبات میں امامت علیؑ اور قبول طاعت میں علیؑ کے اور اسیطرح دلیل ہے خلافت و ولایت علی پر قول حضرت رسول اللہ کا کہ پھیر تو حق کو ساتھ علی کے جس راہ سے پھرے اور جس حال میں پھرے یعنی ہر حال میں حق ہمراہ علی کے رہیگا یہ قول رسول دلیل ہے اس امر پر کہ تحقیق نہیں واقع ہوئی ہے کوئی مخالفت درمیان علی مرتضیٰ اور کسی صحابی کے اصحاب سے مگر حال یہی ہے کہ حق ہمراہ علی علیہ السلام کے رہا اور معیت حق ساتھ علی کے باجماع امت ہے یعنی اختلاف اسمیں نہیں فقط راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ محض قدرت قادر مطلق و معجزہ امام برحق ہے کہ منکرین بھی مظہر حق ہوئے اور قائل ہوئے کہ حدیث غدیر نص صریح ہے امامت و خلافت علی مرتضیٰ پر اور ہمیشہ حق ساتھ علی مرتضیٰ کے ہے کیونکہ دعائے رسول یہی تھی اور یہی لکھدیا کہ مقابل صحابہ حق ہمراہ علی کے رہا اور یہ معیت حق با علی باجماع امت ہے اور قول صاحب تذکرہ کہ اس مقام پر کوئی معنی

بجز اولیٰ بالتصرف کے ہرگز صادق نہیں آتے پس با وصف ثبوت ولایت و خلافت
علی باستخلاف حضرت رسول بنص حدیث غدیر و نیز دوام معیت حق بحضرت امیر
مقابل صحابہ باجماع اُمت بشیر و نذیر بموجودگی حضرت علی کو تمی جاہل سفیہ بھی
غیر علی کی خلافت کا قائل نہوگا عاقل نبیہ کا تو کیا ذکر ہے پس بحالت ایسے ثبوت
قطعی کے خلافت بلافصل علی سے انکار نہ کریگا مگر معاند مکابر نہ مسلم مناظر اِنّہ [۹۲]
لقول رسول کریم ہو و ما یکذب بہٖ الا کل معتد اثیم چہارم صاحب تذکرہ خواص الائمہ بعد
عبارت مذکورہ بالا کے لکھتے ہیں کہ روز غدیر خم حسان بن ثابت مداح جناب بشیر و
نذیر نے چند شعر مشعر قصہ حدیث غدیر باثبات خلافت جناب امیر خیبر گیر پیش حضرت
رسول اللہ القدیر پڑھے کہ منجملہ اُنکے ایک شعر یہ ہے فقال لہ قم یا علی فاننی ؛
رضیتک من بعدی اماماً و ھادیاً صاحب تذکرہ لکھتے ہیں کہ جناب رسول خدا نے حسان
بن ثابت سے جب یہ اشعار سماعت فرمائے تو بہت خوش ہوئے اور یہ دُعا دی
یا حسان لا تزال مؤیدا بروح القدس ما نصرتنا و نافحت عنا بلسانک یعنی اے حسان ہمیشہ
رہے تو مؤید بروح القدس جبتک نصرت کرے تو ہماری یا مباحثہ و مناظرہ کرے تو
ہماری جانب سے بزبان خود فقط پس واضح ہو کہ اگر حدیث غدیر مثبت خلافت
بلافصل حضرت امیر نہوتی اور بیان حضرت رسول واضح نہ ہوتا تو حسان بن ثابت
اپنے اشعار میں حدیث غدیر سے اظہار امامت و ولایت علی بعد رسول کہ وہی خلافت
بلافصل رسول ہے بیان نہ کرتے کیا حسان لسان عرب بھی نہ جانتے تھے پس امر
امامت و خلافت علی حدیث غدیر سے ایسا واضح تھا کہ حسان نے جناب رسول
کبیر کے سامنے منجملہ اشعار کے یہ شعر بھی پڑھا فقال لہ قم یا علی فاننی ؛ رضیتک من
بعدی اماماً و ھادیاً یعنی پس فرمایا حضرت نے روز غدیر حضرت امیر سے کہ کھڑے ہو تم

لہ بروزن فعیل یعنی آگاہ دا آگاہی دہندہ منہ ۹۲ تحقیق کہ یہ قول ہے رسول بزرگ کا اور نہیں تکذیب کریگا اُس کی مگر جو حد دین سے ہٹے گنہگار ۱۲ منہ

یا علی تحقیق کہ پسند کیا ہے میں نے تمکو اور راضی ہوا ہوں میں تم سے کہ بعد میرے ہو تم امام خلق و ہادی اُمت پس اگر حدیث غدیر سے کوئی بات غیر امامت و ولایت حضرت علی مراد ہوتے تو جناب رسول مقبول حسان کو اظہار خلافت و امامت علی پر دعائے خیر اور دعائے تائید بروح القدس ہرگز نہ دیتے اور مصرعہ رضیتک من بعدی اماماً وہادیاً پر کہ حسان نے مقولہ جناب رسول اللہ کہکر بیان کیا ہے راضی ہوتی حالانکہ ایسی راضی وخوش ہوئے کہ دعائے تائید بروح القدس فرمائی اس سے یقین ہوا کہ وہی مقصود جناب رسول رب ودود تھا پس بسبب رضائے رسول کے اشعار حسان پر کہ اسی کو تقریر معصوم کہتے ہیں حدیث غدیر کا نص صریح بلکہ اصرح واوضح وافصح ہونا معلوم ہو گیا پس اب بھی جو متعصب خلافت بلا فصل جناب امیر میں شبہ کرے وہ یقیناً منکر وحدانیت خدا اور نبوت رسول ہدا کا ہے جو اس تصریح پر تھے نہ سمجھے وہ اپنے عدم فہم کو اپنے جہل و نقصان عقل پر محمول کرے اور جناب سید المرسلین کے بیان معجز نشان میں نقصان کو دخل نہ دے ورنہ خسر الدنیا والاخرۃ ہو گا پنجم ابن اثیر نے کتاب نہایہ میں درباب لغت مولی ذکر کیا ہے کہ - والولایۃ بالکسر امارۃ اور بعد اس کے ذکر کیا اسی حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا اور پھر یہ لکھا ہے قال الشافعی یعنی بذلک ولاء الاسلام اور بعد اس کے ذکر کیا قول عمر کا نسبت علی کے اصبحت مولای کل مؤمن یعنی ہوئے ولی کل مومن کے پس یہی معنی حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے ہیں یعنی ولی وامیر جس کسی کا میں ہوں علی امیر اور والی اُس کے ہیں ششم یہ کہ شافعی نے لکھا ہے کہ مراد مولی ہونے حضرت امیر سے ولایت اور ریاست دین اسلام ہے جیسا کہ قول عمر ہے کہ اے علی مولی ہوئے تم ہر مومن کے یعنی ولی امر ہر مومن کے ہوئے ہفتم آخر سورہ الحج میں حق تعالی ارشاد فرماتا ہے واعتصموا باللہ ہو مولکم یعنی چنگل مارو تم ساتھ خدا کے وہی تمہارا آقا وخداوند ہے ہشتم اور عبقات الانوار کے

جلد اول میں مرقوم ہے کہ صلاح الدین ایبک صفدی نے کتاب وافی بالوفیات میں نقل کیا
ہے کہ ابراہیم بن سیار بن ہانی البصری المعروف بالنظام نے کہا نص النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم علی ان الامام علی وعینہ وعرفت الصحابۃ ذلک ولکن کتمہ عمر لاجل ابی بکر
یعنی نص کی اور بیان صریح فرمایا جناب رسول اللہ نے اس امر پر کہ امام ہیں علی مرتضی
اور معین کردیا انکو واسطے امامت وخلافت کے اور پہچان لیا سب صحابہ نے انکو
امام امت وخلیفہ رسول لیکن چھپایا اس امر کو عمر نے بسبب ابی بکر کے فقط ہزار ہزار شکر
جناب باری کہ حق برزبان جاری اسے کہتے ہیں اب میں حضرت سائل سے دریافت
کرتا ہوں کہ ہمیشہ ہونا حدیث غدیر کا اور صحیح ومعتبر ومتواتر ہونا حدیث موصوف کا
اور ظاہر ہونا حدیث غدیر سے خلافت بلافصل حضرت امیر خیبر گیر کا اور چھپانا وصیت
حضرت بشیر ونذیر کو عمر اور امثال انکے کا اور مخالفت کرنا حکم خدا ورسول سے ان
لوگوں کا جنکی سچائی اور دیانت کا آپ دم بھرتے ہیں آپ ہی کے مذہب کی کتابوں سے
باحتجاج بیّن وبراہین روشن اب تو ثابت ہوگیا اب بھی آپ قبول نہ کریں تو صریح
دلیل آپکے تعصب وعناد وبغض وفساد کی ہے بروایات مذکورہ صدر مثل آئینہ روشن
ہے کہ منکرین حدیث غدیر نے صاحبان شک ونفاق کو اپنا امام وپیشوا بنایا اور خلاف
حکم خدا ورسول جھوٹے اور بنائے ہوئے پیشوا کا اتباع کیا مومنین ومتقین نے بپابندی
حکم رسول خدا التقیۃ خلفائے جور وظلم کی اطاعت ظاہری کی اور باطن میں انکو
برا جانتے رہے اور کبھی انسے راضی نہ ہوئے یہ قول سائل کہ (ایسی صورت میں یہ بات
قرین قیاس ہے کہ ان لوگوں نے دنیا کے لالچ سے ایک پیغمبر بنا لیا ہو اور طرح طرح
کے قصے وحکایتیں مشہور کردی ہوں) عجب خیال خام وقیاس باطل ہے اسواسطے کہ
وہ لوگ بیوقوف نہ تھے عقل رکھتے تھے سب جانتے ہیں کہ اسوقت کے بعض کفار
عرب ایسے شقی اور کافر قسی القلب تھے کہ باوجود ظاہر ہونے معجزات روشن کے اور مغلوب

و مقہور ہوتے اپنی قوم کے ایمان نہ لاتے اور یقین نبوت نہ کیا منجملہ اعجاز حضرت
رسالت کے ایک قرآن مجید ہے کہ جسکو کفار نے کلام شاعر بیان کیا لیکن کوئی
شخص مثل اُس کے ایک آیت بھی آج تک نہ لاسکا اور نہ قیامت تک ممکن ہے پس
جبکہ ایسے سچے نبی برحق کو ہزاروں مصیبتیں اور لاکھوں وقتیں پیش آئیں تو جھوٹے پیغمبر کو
کون تسلیم کرتا اور کون اُسکا مطیع ہوتا مگر اسمیں شک نہیں کہ اگر کوئی دوسرا شخص
اولوالعزم اُنکو ملجاتا کہ جس سے دنیا کا نفع خاطر خواہ ہوتا تو حضرت رسول کو چھوڑ کر
اطاعت اُس کی کرتے جیسا کہ اس سے پہلے شروع کتاب میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ خود
حضرتِ رسالت خلیفہ ثانی سے فرماتے تھے کہ اگر حضرت موسیٰ ظاہر ہوں تو تم لوگ ضرور
اطاعت اُنکی کروگے پس اس حدیث سے بخوبی واضح ہے کہ اُن لوگوں نے اسلام
حقیقی بنظر فوائد عقبیٰ قبول نہیں کیا تھا ورنہ جناب مخبر صادق ایسا کیوں ارشاد فرماتے
بہرحال خود مذہب اہل سنت کی کتابیں اصحاب ثلثہ کے کردار و اعمال و افعال کی آئینہ
روشن ہیں کوئی شخص برعکس اُس کے ہزار کہے کیا ہوتا ہے ؎ در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ اُستاد ازل گفت ہماں میگویم * **قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب**
حضرت ابوبکر و عمر کے صدق ایمان و عقیدت کی اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہوگی
کہ اپنے کو آنحضرت کے پہلوئے مبارک میں دفن کرایا اور جناب امیر نے بھی باوجودیکہ
تجہیز و تکفین میں شریک تھے منع نہ کیا وغیرہ وغیرہ **یقول المتمسک بولایتہ**
اسد اللہ الغالب ماہرین علم کلام و متکلمین ذوی الافہام اس دلیل باطل
و قول عاطل کو بغور ملاحظہ فرمائیں جبکہ حضرات شیخین نے بحالت حیات خدمت جناب
رسول الثقلین میں حاضر رہکر شرف ایمان و دولت ایقان کو حاصل نہ کیا تو بعد موت
پہلوئے سید لولاک میں دفن ہوکر فوائد اُخروی سے کیا حصہ لیا اگر حسب مزعوم سائل
پہلوئے حضرت رسول میں دفن ہونے سے بڑھکر کوئی دلیل صدق ایمان و عقیدت شیخین

کی نہیں ہے تو تیسرے صاحب میاں عثمان اس سعادت عظمیٰ موہبت کبریٰ سے کیوں
بے نصیب رہے شاید وہ اس دفن ہونیکو موجب شرف آخرت و باعث اظہار
ایمان و عقیدت نہ سمجھے ہونگے ورنہ وہ بھی کوشش کرتے اس بزرگی سے محروم نہ رہتے
مقام تعجب ہے کہ خلافت لیکر دعوی ہمسری شیخین جتایا لیکن مرنے کے بعد انکا پہلو
نہ دبایا مثل شیخین صدق ایمانی و خوش اعتقادی میں کمال بہم نہ پہنچایا کہ ہم مقبر
انکے ہوتے یا یہ کہ ام المومنین بی بی عائشہ صاحبہ کی دعا نے انکے حق میں یہ اثر
دکھایا کہ ایسے شرف عظیم سے محروم رہے پایہ شیخین نہ پایا قطع نظر اس کے اگر بزعم
سائل دفن ہونا شیخین کا پہلوئے جناب رسولخدا میں موجب شرف ہے تو دفن
ہونا خلیفہ ثالث اہلسنت کا قبرستان یہود موسومہ حش کوکب میں بروایت
روضۃ الاحباب مستند کتاب اہلسنت کی خلیفہ جی کے لیے سبب کفر ضرور قبول
و تسلیم کرنا چاہیے ورنہ اس عقیدہ سے سائل صاحب درگزر کریں کہ روضہ حضرت
رسول مقبول میں دفن ہونے سے کوئی بزرگی شیخین نے نہیں پائی اور نہ جناب
امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام شریک دفن و کفن شیخین تھے ابوبکر کے
جنازہ کی نماز عمر نے اور عمر کے جنازہ کی نماز ایک شخص رومی صہیب نامی نے پڑھی
اور یہ امر بھی اس سبب سے واقع ہوا کہ اسوقت جناب امیر و دیگر اہلبیت رسول کبیر
بے کس و بے یار و انصار تھے اگر ان حضرات کو مثل ہنگام قتل عثمان قدرت و شوکت
حاصل ہوتی تو روضہ رسول خدا کا کیا ذکر ہے عام مسلمانوں کے قبرستان میں بھی شیخین کو
دفن ہونا نصیب نہوتا سائل صاحب اپنے مذہب کے کتابوں کا ذرا مطالعہ فرمائیں
تو سب حقیقت کھلجائے گی اگرچہ یہ مقام بہت کچھ لکھنے کے قابل ہے لیکن طول کلام
سے کیا حاصل ہے حضرات شیخین نے پہلوئے رسول میں دفن ہوکر جو کچھ بزرگی پائی
اور انکی صدق ایمانی و خوش اعتقادی اس سبب خاص سے جو ظہور میں آئی اس میں سے

کچھ باختصار ہدیۂ اولی الابصار ہے صحیح بخاری میں مرقوم ہے کہ عمر نے قریب مرگ اپنے فرزند عبد اللہ سے کہا کہ جاؤ تم عائشہ ام المومنین کے پاس فقل یقرء علیک عمر السلام ولا تقل امیر المؤمنین فانی لست الیوم للمؤمنین امیرا وقل یستاذن عمر بن الخطاب ان یدفن مع صاحبیہ فاستاذن فاذنت یعنی کہنا کہ اے ام المومنین تمکو عمر نے سلام کہا ہے اور نہ کہنا مجھکو امیر المومنین اس لئے کہ آج سے میں امیر وخلیفہ نہیں ہوں واسطے مومنین کے اور کہنا کہ عمر نے اجازت دفن کی چاہی ہے کہ اپنے دونو صاحبوں کے پاس دفن ہو پس عبد اللہ نے اجازت طلب کی پس عائشہ نے اذن دیا انتہی مقصود اس سے یہہ ہے کہ عمر خطاب نے قریب مرگ اپنے روضہ رسول اللہ میں دفن ہونے کی اجازت ام المومنین عائشہ سے طلب کی اور انہوں نے اجازت دفن کی دی پس کیا یہ اجازت جائز تھی اس لئے کہ اگر حجرہ جناب رسالت مآب میں عائشہ کو وراثۃ مداخلت تھی تو ثمن حجرہ میں نویں حصہ کی وارث ہونگی اور وہ مقدار ایک جب یا کچھ زیادہ ہوگی پس اتنی مقدار قلیل میں پہلے اپنے پدر بزرگوار کی اتنی بڑی لاش کو کیونکر دفن کیا تھا اور گنجائش جواز دفن کہاں نے نکالی تھی کہ پھر ماشاء اللہ دوسرے صاحب کو بھی اجازت دفن کی عطا فرمائی تا آنکہ وہ بھی دفن ہوئے پس یہ دفن کذائی باعث شرف وافتخار ہے یا عین عار یا وجہہ ثبوت صدق ایمانی ہے یا سبب ندامت روز شمار فاعتبروا یا اولی الابصار اور باینہمہ ام المومنین صاحبہ کو تکذیب قول پدر کا بھی خیال نہ آیا کہ متروکہ جناب رسول اللہ کو صدقہ فرمایا تھا اور اسی بنا پر جناب سیدہ معصومہ پارہ جگر حضرت پیغمبر خدا کو ورثہ پدری سے محروم رکھا پس دختر رسول اللہ تو غیر وارث ہوں اور زوجہ وارث اِنَّ هٰذَا لَشَیۡءٌ عُجَابٌ اور اگر زمین حجرہ بقول ابی بکر صدقہ تھی تو ایک ذرہ بھی خاک حجرہ دونو صاحبوں میں سے کسی پر مباح وجائز نہیں ہوسکتی تا وقتیکہ کل مسلمان اجازت نہ دیں اور کل مسلمانوں کی اجازت محال

عقلی ہے ہدیۂ پس حیات کا کیا ذکر ہے موت بھی شیخین کی فی الواقع کس حسن و خوبی
سے واقع ہوئی کہ جس پر اُنکے مرید رشید دعویٰ شرف افتخار و صدق ایمانی و خوش
عقیدتی کا اظہار کرتے ہیں تفکروا و لا تغفلوا **قال السائل فی تلبیس الخوارج**
واللّٰہ اصب یہ سب باتیں کہ مشتے نمونہ از خروارے و قطرۂ از بحار ہیں اگر یکجا
کرکے میزان عقل و انصاف میں تولے جائیں تو کوئی شک باقی نہ رہیگا کہ یہ حضرات
بہترین مومنین صالحین و افضل ترین اُمت محمدیہ اور سچے خیر خواہ اپنے پیغمبر اور
دین اسلام کے تھے حتی کہ مورخین غیر مذہب مثل ڈاکٹر گبن و ڈپون پورٹ و کارلائل
و سیل وغیرہ نے داد انصاف یکران حضرات کو آنحضرت صلعم و دین اسلام کا سچا
خیر خواہ ٹھیرایا واے بر حال شیعہ کہ باوجود ان سب اوصاف و کمالات کے پھر بھی اُنکو
کافر و منافق تبلاتے ہیں اگر آیات قرآنی پیش کیجاتی ہیں تو لغو تاویلیں کرتے ہیں اگر
اپنے یہاں کی احادیث معتبرہ پیش کی جاتی ہیں تو اُنکو موضوع و نامعتبر تبلاتے ہیں اگر
خود انہیں کی کتابوں سے اقوال و افعال حضرت امیر و ائمہ سے سند دی جاتی ہے تو
تقیہ کا بہانہ کرتے ہیں اگر علماے غیر مذہب مثل نصاریٰ وغیرہ سے فضائل ثابت
کیے جاتے ہیں تو کافر کا قول کہکر ٹالتے ہیں **یقول المتمسک بولایۃ اسد**
اللّٰہ الغالب تمام اولی الابصار و عقلائے روزگار و ارباب انصاف شعار
و اصحاب خجستہ کردار نے خوب میزان عقل و انصاف میں تو لا تو کوئی شک و شبہ
باقی نہ رہا کہ حضرات ثلثہ ممدوحین اہل سنت سے زیادہ صاحب شک و نفاق و
دشمن اُمت محمدیہ و مخرب دین اسلام و دشمن اہلبیت رسول انام کوئی نہیں ہے تمام
خرابیاں جو دین اسلام میں واقع ہوئیں اور جو ایذائیں اہلبیت کرام علیہم السلام کو
پہنچیں اُنکے بانی یہی حضرات تھے مرجع نفاق و تمرد و تشکیکات تھے شیعہ معتصمین بحبل
المتین و متمسکین بالقرآن و اہلبیت طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کو مومنین موقنین

وابرار وصالحین و فضل و بہتر جانتے ہیں اور ناکثین و منکرین و فاسقین و منافقین کو بدتر سمجھتے ہیں شیعونکو کسی سے خصومت ذاتی نہیں ہے پیروان اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولوالامر کے دوست اور دشمنان اہلبیت رسالت و غاصبان فدک وخلافت و تارکان حدیث ثقلین وحاسدان فضائل فاتح بدر وحنین کے دشمن ہیں کوئی آیت قرآن شریف میں ایسی نہیں ہے کہ جس سے تاویل کے ساتھ بھی کچھ مدح ثلثہ ثابت ہو سکے مگر ایسی آیتیں بہت ہیں کہ جن سے مذمت انکی صاف طور پر واضح ہوتی ہے اہلسنت کی وہ حدیثیں جن سے ذم اصحاب ثلثہ بخوبی آشکار وہویدا ہے شک و نفاق وعداوت خاندان رسالت پیدا ہے منجملہ انکے ہم کچھ بیان کر چکے ہیں متعصبین کو اختیار ہے کہ انکو موضوع و نامعتبر جانیں یا صحیح مانیں اگر انکے نزدیک نامعتبر ہیں تو وہ کتابیں بھی انکی نامعتبر ہیں جنمیں وہ احادیث مرقوم وموجود ہیں اور مصنفین کتب بھی اس اعتبار سے بے اعتبار ہو گئے اس صورت میں معلوم نہیں ہوتا کہ اہلسنت کے مذہب میں صحاح ستہ کونسی ہیں یا یہ کہ جن احادیث سے مذمت ثلثہ ثابت ہوتی ہے وہ مجروح و نامعتبر و فضول ہیں اور جن سے مدحت اُن لوگونکی واضح ہوتی ہے وہ معتبر و صحیح تر و مقبول ہیں اس صورت میں یہ ہندی مثل صادق آتی ہے کہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو جبکہ وہ کتابیں علمائے اہلسنت کی تصنیفات سے ہیں تو خصم انکا احادیث مدح ثلثہ کو موضوع کہہ سکتا ہے اور احادیث مذمت ثلثہ سے اُن پر حجت لا سکتا ہے اور انکو حسب قاعدہ مناظرہ اُس سے حیلہ گریز کا نہیں مل سکتا ہٹ دھرمی دوسری بات ہے اقوال جناب امیر و دیگر آئمہ کرام علیہم السلام سے ہرگز ہرگز کچھ مدح ثلثہ کی ثابت نہیں بلکہ مذمت بشمار کتب معتمدہ اہلسنت میں مرقوم ہے جیسا کہ اس سے قبل کاذب و آثم و غادر و خائن شیخین کو جاننا جناب امیر کا باعتراف عمر ہم بیان کر چکے

ہیں اگر علاج بعد تعصب کیا جائے تو نظر آئے لیکن جو مصداق فی قلوبہم مرض کے
ہیں اُنکے دل کیونکر قبول کریں بعض افعال جو اُن حضرات کے معمول بہ تقیہ ہیں
مثلاً شیخین پر تلوار نہ کھینچنا اُنکے ظلم و جبر پر صبر اختیار کرنا و امثالہم بسبب پابندی
احکام خدا و رسول ہدا واقع ہوتی ہیں اہلسنت تو تقیہ کے منکر پابند سُنت عمر ہیں
وہ کیونکر تقیہ کو بہتر جانیں گے سُنت عمر کو چھوڑ کر حکم خدا و رسول کو کیوں مانیں گے
لیکن یہ خبر نہیں کہ اُنکے اسلاف نے تقیہ کیا اُنکے علما نے کتابوں میں لکھ دیا جلد دوم
صحیح مسلم میں وہ باب اُس منافق کے جس کے قتل کی اجازت حضرت عمر نے جناب رسولخدا
سے چاہی تھی مرقوم ہے کہ حضرت نے فرمایا دعه لا یتحدث الناس ان محمد ایقتل اصحابه یعنی
ملے عمر اسکو چھوڑ دے تا لوگ نہ کہیں کہ محمد صلعم اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں انتہی اور
شارح نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں دلالت ہے حضرت کے علم پر اور اس پر کہ وہ
بعض امور پسندیدہ کو بخوف ترتب مفسدہ ترک کرتے تھے اور بعض امور فاسد کو
اختیار کرتے تھے بخوف اس کے کہ کوئی مفسدہ عظیم تر اس سے لازم نہ آئے اور تالیف
قلوب ناس کیا کرتے تھے اور جفاہائے اعراب منافقین پر صبر کرتے تھے تاکہ شوکت
مسلمین قوی ہو اور دعوت اسلام اور ایمان دلونمیں مولفۃ القلوب کے جگہ پکڑے اور غیر
اُنکی طرف اسلام کے رغبت کریں اور اسیوجہ سے وہ حضرت منافقین کو اموال
جزیلہ عنایت فرماتے تھے اور اُنکو اسیوجہ سے قتل نہیں کرتے تھے اور اس لئے کہ منافقین
بظاہر میں اظہار اسلام کرتے تھے اور وہ حضرت جانب خدا سے مامور تھے کہ حکم بظاہر
کریں اور خدا متولی سرائر قلوب ہے ولانھم کانوا معدودین فی اصحابه یعنی وہ لوگ
بظاہر حضرت کے اصحاب میں شمار ہوتے تھے اور جہاد کرتے تھے اُن حضرت کے ساتھ
یا حمیت یا طلب دنیا یا سبب تعصب کے واسطے اُن لوگوں کے جو آنحضرت کے
ساتھ تھے عشائر اور قبائل اُنکے سے انتہی ترجمہ بلفظہ اس حدیث اور شرح

ملے یعنی عمر الناس ۔

حدیث سے فوائد کثیرہ حاصل ہوتے ہیں لیکن اس مقام پر صرف یہ ظاہر کرنا مطلوب
ہے کہ جناب احمد مختار قاتل کفار و اشرار منافقین سے تقیہ فرماتے تھے بخوف
ترتب فساد اور بمصلحت تالیف قلوب اہل نفاق بدکردار اور جفائے اعراب
و منافقین پر صبر اختیار کرتے تھے حالانکہ جناب سید ابرار رسول کردگار معذور و
ناچار نہ تھے جسکو چاہتے فی النار کرتے تالیف قلوب کی کیا ضرورت تھی اہل بصیرت
غور فرمائیں اسی کو تقیہ کہتے ہیں پس اگر بعض افعال جناب امیر و دیگر آئمہ کرام علیہم
السلام مصلحتاً بہ تقیہ واقع ہوئے تو تباتی حضرت خیر الانام تھے جبکہ حضرت سائل
جانتے ہیں کہ شیعہ معمول بہ تقیہ کرتے ہیں تو انکو اس باب میں الزام دینا بے سود
اور قول مردود ہے مہربانی فرما کر اپنی صحیح بخاری سے التقیۃ الی یوم القیامۃ
نکال ڈالیں اور قرآن مجید سے اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً اَوْ تَقِیَّۃً بہ پیروی حضرت
محرق القرآن نکال کر جلا دیں اسوقت شیعوں کو الزام تقیہ دیں مؤرخین غیر مذہب نے
بھی حضرات ثلثہ کی بے اعتدالیاں اور برائیاں بہت سی لکھی ہیں تواریخ اہلسنت
سے جو مورخین مذہب نصاریٰ نے نقل کیا ہے اسکو دیکھ کر ناز و افتخار بے سود و بیکار
ہے مگر ہاں تحریر نصاریٰ پر حضرت سائل کا یقین و اعتقاد مقام استعجاب و استغراب
نہیں ہے کہ حضرت عمر ابن الخطاب کا بھی میلان اکثر طرف احادیث یہود کے تھا اب
ہم بطور مشتی نمونہ از خروارے و قطرہ از بحار کتاب لائف آف محمد مصنفہ مسٹر ولیم میور
صاحب بہادر سے نقل کرتے ہیں اور واضح ہو کہ صاحب بہادر نے کتاب واقدی
سے کہ جو مذہب اہلسنت کی تاریخ ہے انتخاب کیا ہے حضرت سائل اسکو دیکھ کر
قبول فرمائیں اور حرف انکار زبان پر نہ لائیں ترجمہ بعض عبارت صفحہ ۱۷۲ اسوقت
عمر اور چند اشخاص کو پہچان کر جو کمرے میں تھے انہوں نے (یعنی جناب رسول خدا نے
فرمایا کہ لاؤ یہاں میرے پاس سیاہی اور کاغذ کہ میں تمکو ایک نوشتہ ایسا لکھ دوں کہ

جو تمکو ہمیشہ کے لئے گمراہ ہونے سے بچائیگا عمر نے کہا کہ انکو ہذیان ہے کیا ہمارے لئے قرآن کافی نہیں ہے لیکن عورتوں نے یہ چاہا کہ لکھنے پڑھنے کا سامان لایا جائے اس پر ایک نے کہا کہ انکی (یعنی جناب رسولخدا کی) اس خاص وقت میں کیا حالت ہے آؤ تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ اچھی طرح گفتگو کر سکتے ہیں یا نہیں پس پاس جا کر پوچھا کہ آپکی کیا منشا تھی اس نوشتہ کے واسطے جسکا آپنے ذکر کیا لیکن انہوں نے (یعنی پیغمبر خدا نے) اسکا بتانا پسند نہ کیا اور یہ کہا کہ مجھکو اسیطرح رہنے دو کیونکہ میری موجودہ حالت اس سے بہتر ہے جیسا کہ تم لوگ خیال کرتے ہو فقط اس تحریر دلپذیر مورخ سے کیسا نفاق وارتیاب عمر ابن الخطاب ظاہر ہوتا ہے اور کلام انکا کسقدر دور از صواب ہے اول یہ کہ ایسے نوشتہ کے لکھنے سے مانع ہوئے کہ جسکو حضرت نے گمراہی سے بچانے والا ارشاد فرمایا تھا کیوں حضرت سائل خوش عقیدت بحالت نہ تحریر ہونے اس نوشتہ کے مانعین اور انکے تابعین کے لئے ہدایت باقی رہی یا ضلالت پیدا ہوتی دوسرے یہ کہ بفرض محال جناب رسالتمآب پر شدت مرض تھی تو کیا کلمہ ہذیان شان میں ایسے رسول ایزد منان کے استعمال کرنا روا تھا کہ جسکا ذکر بکمال مدح وثنا قرآن مجید میں آیا ہے جس کے حق میں اللہ جل شانہ نے وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ فرمایا ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اسی کا نام ہے یہی پاس ادب حضرت خیر الانام ہے یہی ایمان یہی اسلام ہے اعوذ باللہ من ھذا الاعتقاد اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۹۰ و ۲۹۱ میں لکھا ہے کہ یہ بات یقینی ہے کہ چونکہ (حضرت علی) جناب رسول خدا کی صرف اکلوتی بیٹی کے شوہر تھے انہوں نے خیال کیا ہوگا کہ انکا حق وراثتا ہے لیکن انکی امیدیں کچھ ہی ہوں یہ یقینی بات ہے کہ انکو بہت زیادہ صدمہ ہوا جبکہ ابوبکر نے انکی زوجہ کا حق فدک خیبر کے دینے سے انکار کیا اور پھر لکھا ہے کہ فاطمہ کو اس انکار

کی وجہ سے اس قدر رنج و صدمہ ہوا کہ انہوں نے اپنی باقی عمر میں کبھی ابوبکر سے
کلام نہ کیا فقط کیوں حضرت سائل اگر کچھ بھی آپ میں مادہ انصاف ہے تو یہ تحریر معاف
جو بلا تعصب و اعتساف ہے ملاحظہ فرمائیے کہ مؤرخ غیر مذہب کے نزدیک بھی یقینی حق
جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کا غصب کیا گیا اور وہ معصومہ اپنے حق سے
محروم رہیں اور اس قدر رنج اٹھایا کہ تا وقت وفات ابوبکر سے کلام نہ کیا افسوس ہا
وہ فاطمہ زہرا کہ جو بضعہ رسول ہوں بموجب حدیث مسلمہ فریقین جنکا آزار دینا عین ایذائے
رسول ہو انکو صدمات پہنچائیں احکام خدا اور رسول کو دھیان میں نہ لائیں اور پھر
مومنین صالحین کہلائیں اور مصداق اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ نہ سمجھے جائیں پس شیعہ چونکہ مطیع حکم کردگار پیرو و تابع جناب
رسول مختار و اہلبیت اطہار کے ہیں لہذا انکے تابعین و محبین سے راضی و خوش
اور سوفیان خدا اور رسول و اہلبیت رسول سے ناخوش اور بیزار ہیں **قال السائل**
فی تلبیس الخوارج والنواصب جب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ حضرات اول ہی زمانہ
دعوت اسلام میں آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر ایمان لائے ہمیشہ کلمہ پڑھتے رہے اور
احکام شرع کے پابند رہے ہمیشہ آنحضرت صلعم کی صحبت میں رہے آپ کی اعانت
و نصرت کی دین کیواسطے کفار کے ہاتھوں سے اذیت اٹھائی آنحضرت صلعم کے
ساتھ اپنے گھر بار عزیز و قریب کو چھوڑ کر مدینہ کو ہجرت کی آنحضرت صلعم دینی کاموں
میں ایسے صلاح و مشورہ لیا کرتے تھے شرع کے معاملہ میں اپنے فرزند تک سے رعایت
نہ کی اور ان پر حد جاری کی اسلام و ملت محمدیہ و قرآن و اخبار و آثار نبوت تمام عالم میں
شائع کئے لاکھوں کروڑوں کافروں کو مسلمان کیا بنیاد کفر کو مٹایا کفار سے بدعوی اسلام
جہاد کر کے انکا ملک لیا بعد اسلام لانے کے آنحضرت صلعم سے ہر طرح کی قرابت قریبہ
پیدا کی حضرت ابوبکر و عمر آنحضرت صلعم کے مصاحب دنیا میں تھے اور قبر میں بھی ہو گئے

اور آخرت میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہونگے حضرت امیر انکے امور خلافت کی ہمیشہ تائید فرماتے رہے اور تعریف و توصیف کیا کئے باوجود حاکم و خلیفہ ہونے کے لذات دنیا کیطرف رغبت نہ کی وغیرہ وغیرہ تو اس وقت یہ کہتے ہیں کہ یہ سب باتیں دنیا کے دکھلانے کی تھیں انکے دلمیں ایمان نہ تھا اب شیعہ ہی بتلائیں کہ جب کسی صحابہ کے ایمان و عدم ایمان کے بارہ میں کسی مخالف سے گفتگو ہو تو کس قسم کا ثبوت پیش کیا جاسکتا ہے **یقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب** یہ عبارت مکرر سائل نے لکھکر اپنے وقت کو ضائع اور اپنی لیاقت کو شائع و ذائع کیا ہم ان تمام ادعاتے بے دلیل کا جواب بالتفصیل لکھ چکے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ یہ سب صفات اُن مومنین حق آگاہ کے لیے زیبا ہیں جو تا دم آخر پیرو سنت حضرت پیغمبر و مطیع عترت رسول اللہ رہے اور کبھی ارتداد من حیث الاعمال بھی نہوا نہ واسطے موذیان خدا و رسالت پناہ و قائل حسبنا کتاب اللہ کے اس عبارت مکرر کی آخر میں سائل صاحب نے حسب عقائد شیعہ فرمایا ہے کہ یہ سب باتیں صرف دنیا کے دکھلانے کی تھیں اُنکے دل میں ایمان نہ تھا اس سے شیعوں کو کب انکار ہے سائل کی یہ صاف بیانی قابل مدح بیشمار ہے علمائے اہل سنت بھی منافقین کے صفات اسی قسم کے فرماتے ہیں جو کچھ سائل صاحب نے مدح ثلاثہ میں تحریر فرمایا ہے اور اس کے قطع نظر کلام مجید میں آیا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُوْلُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ[۱] ہاں مخالف ثلاثہ کے مقابلہ میں دلیل اثبات ایمان اصحاب یمین و ارباب ایقان کی شیعہ کیوں بتائیں اگر حضرت سائل اپنے عجز کا اقرار فرمائیں تو بسم اللہ آئیں اور سیکھ جائیں لیکن چونکہ سائل کو مایوس و ناامید نہ کرنا چاہتے لہذا آخر کتاب میں انشاء اللہ تعالیٰ ہم خواہش سائل بر لائینگے دلائل روشن و براہین بین سکت خوارج تحریر کر کے دکھائیں گے **قال السائل فی**

[۱] اور ... لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم یقین لائے اللہ پر اور روز قیامت پر اور نہیں ہیں وہ مومنین سے

تلبیس الخوارج والنواصب لہٰذا اب جمیع علمائے شیعہ سے سوال کیا جاتا ہے کہ آپ لوگ حضرت امیر کا مومنین صالحین وممدوحین صحابہ سے ہونا کسی الیی دلیل قطعی سے جو علاوہ اس قسم کی دلائل کے ہو اور اس کے مقدمات مسلمہ خصم ہوں بمقابلہ خوارج ونواصب دشمنان حضرت امیر ثابت کر دیں اور وہ ساکت ہو جائیں اور ایسے شبہات لغو جو شیعہ باوجود ان تمام دلائل قویہ کے ایمان اصحاب ثلثہ وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے بارہ میں کرتے ہیں نہ کر سکیں لیقول المتمسک بولایتہ اسد اللہ الغالب واضح ہو کہ شیعہ ہمیشہ اقوال رُوات مُعتمد وکتب مُستند اہلسنّت سے حُجّت لاتے ہیں اور نفاق اُنکے اصحاب ممدوحین کا اُنہیں کی کتابوں میں سے ثابت کر دکھاتے ہیں پس شیعوں کو شبہات لغو کا الزام دینا اپنی ہی مذہب کے رُواۃ وکتب کو لغو کہنا اور فضیحت کرنا ہے جب حضرت سائل شیعوں کے مقابلہ میں ایمانِ ثلثہ ثابت کرنے سے عاجز آئے تو نیا رنگ لاتے کہ بمقابلہ خوارج ونواصب دلیل اثبات ایمان وفضائل جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کے طلبگار ہوئے پہلو بدل کر مُستعدکین وپیکار ہوتے اور اس امر کے بھی خواستگار ہوئے کہ شیعہ ایسی دلیل قطعی علاوہ دلائل اہلسنّت کے لائیں کہ مقدمات اُس کے مسلمہ فریق مخالف سمجھے جائیں اس استدعائے ناصواب کا جواب بعنوانِ ایجاز بغیر اطناب قابل پسند اولوالالباب دو طریق پر ہے اوّلاً تمام انبیا ومرسلین خصوصاً جناب سید الثقلین شفیع المذنبین حجۃ اللہ فی العالمین ہدایت فرماتے رہے اور احتجاج وبراہین بیّن لاتے رہے اور معجزات روشن دکھاتے رہے لیکن مُنکرین بیدین دولتِ ایمان ویقین سے کسی آئین بہرہ یاب ہوتے تو اس صورت میں معاذ اللہ احتجاج انبیا ورسل پر کیا الزام صادق آتا ہے حق سبحانہٗ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ

ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ یعنی وہ لوگ جو منکر ہوئے برابر ہے
اُنکو کہ تو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ ایمان نہ لائیں گے پس اسیطرح اگر کوئی فرقۂ اہل
خلاف پابندِ تعصب و اعتساف تارکِ انصاف معاند بدکیش و منکر ناعاقبت اندیش
باوجود دلیل معقول و منقول و حجت مسکت پیش ہونے کے تجاہلِ عارفانہ کیے جاتے
اور شرم سے گردن نہ جھکاتے تو ایسے نامنصف مزاج کا کیا علاج ہے بشرطِ قابلیت
علیل غلیل الہی کو شفا و نجات حاصل ہو سکتی ہے ورنہ سہ دون شود از قربِ بزرگان
خراب ٭ جیفہ دہد بوئے بد از آفتاب ثانیاً حضرت سائل اوّلاً مذہب خوارج
کے کتب اصول و علم کلام کا وجود بتاتے بعدہٗ اُنکے مقابلہ میں دلیل مسکت طلب
فرماتے تو مقامِ انصاف تھا اور جبکہ اُنکی کتابیں مفقود ہیں تو کس حجت مسکت سے
معقول کیا جائے اور کس اصول اور کس کے مذاق کے موافق جواب دیا جاتے لیکن
تاہم بعنایت ایزد غفار و بطفیلِ جنابِ احمد مختار و بتائیدِ حضرت حیدر کرار غیر فرار
و دیگر ائمہ اطہار صلواۃ اللہ علیہم شیعہ ہرگز عاجز نہیں انشاء اللہ تعالیٰ ایسی دلیل
روشن و حجت مسکت لائیں کہ مخالفین کے مُنہ بند ہو جائیں اور بصورت مُعقل عقل
آئیں تقریرِ لطیف حضرت سائل کا فرقہ نواصب میں افضل ہونا اُن کے پیر
دستگیر یعنے غوث الاعظم کی تحریر سے نزدیک برنا و پیر بصیر مانند مہر منیر روشن ہے
غنیۃ الطالبین میں روز عاشورہ عید کرنے کا حکم بکمال شد و مد دیا ہے پوشاک
بدلنا سرمہ لگانا تو شہ طعام کرنا مستحبات سے جانا ہے اور ابن حجر مکی عالم معتبر
اہل سُنت نے صواعق میں روز عاشورہ عید کرنے والے کو ناصبی لکھا ہے پس اگر
سائل صاحب اپنے پیر دستگیر کی تبعیت سے انکار فرمائیں تو مرید نا سعید سمجھے
جائیں اگر اور سنگ دلی کام میں لائیں او ر تیشۂ اعتراض قول ابن حجر پر چلائیں تو
یہ بھی از روئے عقیدت کیشی و دور اندیشی غیر ممکن و دشوار ہو گا لہٰذا فرقہ نواصب

ف یعنی اثنا عشر بعلم بیم و تیغ تاف [illegible] و عشرے گر باز و و مے غش باہم برسنی البتہ باشند ۱۲ منہ

میں شمار یا ہیں دلیل روشن ظاہر و آشکار ہو گیا اب رہا فرقہ خوارج کہ جو دشمن جناب امیر مشہور رہے ہر چند حضرت سائل اس فرقہ سے خارج ہوں مگر بوئے عناد اُنکے کلام لتعصب التیام میں ضرور مستور رہے پس اب دلائل اثبات فضائل وکمال ایمان جناب شیر ذو الجلال مسکت نواصب بدسگال و خوارج ناقص الاعمال و بدمآل بجواب سوال ملاحظہ ہوں **واضح ہو** کہ قرآن مجید وہ کتاب مبین ہے کہ تمام فرق مسلمین اُس پر ایمان و یقین لاتے ہیں اور اُسکو خدا کی کتاب بلا ارتیاب جانتے ہیں اور اُسی کو اسلام کے حقیت کی حجت گردانتے ہیں پس وہی کلام الٰہی جناب امیر کے فضائل نامتناہی اور کمال ایمان پر لشد و مد گواہی دیتا ہے اور اُس کی تائید احادیث جناب رسالت پناہی سے ہوتی ہے علاوہ مفسرین و محدثین مذہب حقہ امامیہ کے مفسرین و محدثین و مورخین مذہب اہلسنت نے بکمال تشریح و توضیح و تفصیل و تصریح اپنے کتب میں بیان کیا ہے **مخفی** نہ ہے کہ اکمل فی الایمان اہلبیت کرام علیہ الصلواۃ والسلام ہیں کہ اُنکا ایمان مثل ایمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدو فطرت سے طرفۃ العین بھی مسبوق بکفر نہیں ہے چنانچہ آیہ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ جن پر صادق ہے اُنکے اکمل افراد اہلبیت رسالت ہیں اُنہیں کو مومنین مع رسول اللہ کہتے ہیں کہ من حیث الایمان ہمیشہ مع رسول اللہ تھے اور کبھی ساتھ مخالفین رسول رب العالمین کے نہ تھے اُنھیں کی ذات بابرکات پر معیت نصرت و معیت اعانت و معیت مشارکت فی الذات و معیت فی الصفات و معیت زمانی و معیت مکانی غرض کہ ہر قسم کی معیت جو قابل مدح و ثنا ہے ساتھ رسول مقبول کے صادق آتی ہے سوائے اہلبیت علیہم السلام کے کون ایسا ہے کہ گوشت اور خون اُسکا گوشت و خون رسول اللہ ہو گو بعض مومنین و دیگر بھی مثل حضرت امیر حمزہ و عبیدہ و جعفر و عباس کے

فی الجملہ شارکت نسبی رکھتے تھے مگر مثل مشارکت لحمک لحمی و دمک دمی وانا و علی
من نور واحد وانا و علی من شجر واحد و علی منی وانا من علی کما اخرج الطبرانی
واحمد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ نہ رکھتے تھے اور ظاہر تر اس سے
ہے کامل تر ہونا مشارکت اہل بیت علیہم السلام کا فی الصفات چنانچہ مولفین و
مخالفین نے مشارکت حضرت رسالت و حضرت ولایت میں کتابیں لکھی ہیں اور
فاضل متعصب عاصمی نے یہ کتاب زین الفتی تیئس ۲۳ باتوں میں مساوات ثابت کی
ہے اور جناب مولانا و مقتدانا سید العلما و افضل الفضلا عالم جلیل تحاری آیات
تنزیل و اناتی رموز تاویل فخر الناس مفتی سید محمد عباس صاحب اعلی اللہ مقامہ
نے روائح القرآن میں مساوات کو باسٹھ تک تحریر فرمایا ہے اور واقعی لفظ
انفسنا واقع آیۂ مباہلہ مساوات کلی پر دلالت کرتی ہے معیت مکانی بجز اہلبیت
نبوت کے کس پر صادق آتی ہے کون ایسا تھا کہ جسکا گھر خانۂ نبوت ہو معیت
زمانی عالم انوار سے اہلبیت علیہم السلام کے لئے ثابت ہے نقل عن فردوس الدیلمی

قال رسول اللہ کنت انا و علی بین یدی اللہ نورا مطبقا یسبح اللہ ذلک النور و یقدسہ
قبل ان یخلق آدم باربعۃ الف عام فلما خلق اللہ آدم رکب ذلک النور فی
صلبہ فلم یزل فی شیء واحد حتی افترقنا فی صلب عبد المطلب فجزء انا و جزء علی
یعنی فرمایا جناب رسول خدا نے کہ ہم اور علی سامنے خدا کے ایک نور تھے ایسا نور
کہ ظاہر تھا فی نفسہ یا پوشیدہ تھا نظر کل خلائق سے یا ہم متساوی تھا یا عام و
شامل تھا ہم دونوں کو یا شامل تھا انوار دیگر آئمہ علیہم السلام کو اور یہ نور تسبیح و
تقدیس خدا کرتا قبل پیدائش حضرت آدمؑ کے چار ہزار سال پس ہر گاہ خدا نے
پیدا کیا آدم کو اور اس نور کو انکے صلب میں رکھا پس ہمیشہ ہم ایک جا رہے یہاں تک
کہ صلب عبد المطلب میں متفرق ہوئے پس ایک جزو اس نور کا میں ہوں اور

ایک جزو علی ہیں انتہی اہل بصیرت کو فضیلت علی اسی سے معلوم ہو سکتی ہے کہ حضرت
رسول خدا اور علی مرتضیٰ کو خدا نے ایک نور سے خلق فرمایا اور یہ وہ نور تھا کہ تسبیح و
تقدیس الٰہی میں چار ہزار سال قبل پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کے مشغول تھا شاہ
عبد الحق دہلوی جذب القلوب میں بیان فرماتے ہیں کہ ایک درخت سے آواز آئی کہ
ھذا اسید الاولیاء و ابو الائمۃ الطاہرین اور دوسرے سے آواز آئی کہ
ھذا علیؑ سیف اللہ ناظرین منصفین غور فرمائیں کہ حضرت علیؑ کے سید الاولیا و سیف اللہ
ہونے کی شہادت نباتات نے دی اس سے زیادہ فضیلت خویش رسول و زوج
بتول کے ثابت کرنے کو اور دلیل کی کیا ضرورت ہے تفسیر النوری میں تحت تفسیر آیہ
قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ حاجی عبد الوہاب نے نقل کیا اُس کا
ترجمہ بلفظہ یہ ہے یعنی حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر لوگ جان لیں
کہ علی امیر المومنین کے ساتھ کب سے موسوم ہوتے تو انکی فضیلت کا انکار نہ کریں
علی اس نام سے جب موسوم ہوئے کہ آدم مابین روح و جسد کے تھے جبکہ کہا اللہ نے
کہ آیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں سب نے کہا کیوں نہیں پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کہ میں تمہارا پروردگار ہوں اور محمد تمہارے نبی اور علی امیر ہیں — اور مودۃ القربیٰ
میں نسبت افضلیت ایمان جناب امیر علیہ السلام کے جو کچھ مروی ہے ترجمہ اُسکا
یہ ہے کہ عمر ابن الخطاب کے پاس دو شخص آئے طلاق پوچھنے کو عمر اُس حلقہ میں گئے
جسمیں مرد اصلع[1] (علی ابن ابیطالب) تھے اور کہا کہ اے اصلع طلاق اُمت کے
بارہ میں تمہاری کیا رائے ہے اُنہوں نے انگشت سے جواب دیا اور سبابہ
اور اُس کے قریب کی اُنگلی سے اشارہ کیا جب عمر صاحب کو مسئلہ معلوم ہو گیا تو
اُن دونوں شخصوں سے کہا کہ طلاق اُمت دو مرتبہ ہے اُنمیں سے ایک نے کہا
کہ سبحان اللہ ہم تو تمکو امیر المومنین جان کر تمہارے پاس مسئلہ پوچھنے آئے

ص ۱۹ … ۸/۹۴

[1] بالفتح بمعنی کل یعنے شخصیکہ موئے سرش زائل شدہ باشد ۱۲ منہ

تم خود ایسے شخص کے پاس گئے جس نے قسم بخدا تم سے بات بھی نہ کی عمر نے کہا کہ
تو جانتا بھی ہے کہ یہ کون شخص ہے اُن دونوں نے کہا کہ نہیں عمر صاحب نے کہا کہ یہ
علی ابن ابی طالب ہیں میں شہادت دیتا ہوں کہ مینے رسول اللہ کو کہتے سُنا کہ
اگر ایمان اہل سمٰوات و زمین کا ایک پلہ میں اور ایمان علیؑ کا ایک پلہ میں رکھا
جائے تو ایمان علی ہی راجح ہوگا۔ پس ان دونوں روایتوں کو ناظرین باتمکین
وحضرتِ سائل کہ از جملہ متعصبین ہیں بغور ملاحظہ فرمائیں کہ علی کے امیر ہونے
کی نسبت حضرت رب العزت نے اُسوقت ارشاد فرمایا کہ حضرت آدم مابین
روح وجسد تھے اور اپنی پروردگار ہونے اور حضرت احمد مختار کی نبوت کا اظہار
کیا جلشانہ کیا فضیلت ہے علی علیہ السّلام کی اور حضرت عمر نے شہادت دی
کہ ایمان علی ابن ابیطالب بموجب حدیث رسول اللہ ایمان اہل سمٰوات
و زمین پر غالب ہے اب تو یقین ہے کہ کسی ناصبی کو فضیلت امام ہمام و ایمان
واسلام مولائے خاص و عام علیہ السّلام میں محل شک و گنجائش کلام باقی نہ ہو
لیکن اور بھی بغرض اتمام حجت منجملہ اقوال علمائے اہلسنّت و احادیث جناب
شفیع اُمت و آیاتِ حضرت رب العزت تحریر کرتا ہوں کتاب خواص الامۃ
مصنفہ سبط ابن جوزی میں کہ معتبر کتاب اہل سُنّت کی ہے مرقوم ہے کہ فرمایا
خدائے تعالیٰ نے اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ قال علماء السیر معناہ کونوا
مع علی علیہ السلام واھلبیتہ قال ابن عباس علی علیہ السلام سید الصادقین
یعنی کہا علمائے سیر نے کہ معنی اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ کے یہ ہیں کہ پرہیزگاری
کرو تم اللہ کی اور رہو تم ساتھ علی اور اہلبیت علی علیہ السّلام کے ابن عباس نے
کہا کہ علی علیہ السّلام سید الصادقین ہیں انتہیٰ پس بنص قرآن حسب تصریح و
بیان علمائے اہلسنت واضح ہوا کہ علی سید الصادقین ہیں اور اتباع انکا

واجب ہے پس ثابت ہوا کہ علی علیہ السلام اکمل فی الایمان و افضل الانس والجان ہیں
اور کیونکر نہ ہوں کہ حضرت ایزد منان نے بکمال لطف و از راہ مرحمت بے پایاں
جناب امیر مومنان کو معصوم و مطہر فرمایا چنانچہ جلد دوم صحیح ترمذی میں منقول
ہے عمر بن ابی سلمہ سے کہ ہر گاہ آیہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل
البیت و یطھرکم تطھیرا خانہ ام سلمہ میں نازل ہوا پس بلایا حضرت نے فاطمہ
و حسن و حسین کو اور اڑھایا ان پر چادر کو اور علی کو پس پشت اپنے رکھ کر چادر میں
انکو بھی داخل کیا پس فرمایا اللھم ھؤلاء اھلبیتی فاذھب عنھم الرجس و
طھرھم تطھیرا یعنی خداوندا یہ اہلبیت میرے ہیں پس دور کر تو ان سے ہر برائی کو
اور طاہر و پاک کر تو انکو پاک کرنا اچھی طرح قالت ام سلمۃ وانا معھم یا نبی اللہ قال
انت علی مکانک وانت علی خیر یعنی کہا ام سلمہ نے کہ میں ان سب کے ساتھ ہوں یا نبی
اللہ فرمایا حضرت نے تم اپنی جگہ پر رہو اور تم اچھی ہوا ور انجام بہتر ہے اور
صحیح ترمذی کی جلد دوم میں انس بن مالک سے مروی ہے ان رسول اللہ کان
یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج لصلوۃ الفجر یقول الصلوۃ یا اھل البیت
انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا اہ
حاصل ترجمہ یہ ہے کہ بعد نزول آیہ تطہیر جناب رسول بشیر و نذیر کا یہ حال تھا کہ
چھ ماہ تک ہر روز جب نماز صبح کو حضرت نکلتے تھے تو دروازہ جناب فاطمہ
زہرا صلواۃ اللہ علیہا پر گزر تے تھے اور فرماتے تھے الصلوٰۃ یا اھل البیت
انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا پس بنص کتاب خدا و بشہادت رسول خدا
حسب روایات صحیح ترمذی ظاہر و روشن ہو گیا کہ آیہ تطہیر شان میں اہلبیت
رسول کبیر علیہ الصلواۃ والسلام کے نازل ہوا اور وقت نزول آیہ جناب امیر
و جناب فاطمہ و جناب حسنین علیہم السلام کو حضرت رسول نے اپنے عبائے مبارک

میں داخل کیا اور فرمایا کہ خداوندا میرے اہلبیت یہ ہیں جناب ام سلمہ نے عبائے حضرت
میں شریک ہونا چاہا لیکن جناب رسول اللہ نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم اپنی جگہ پر
رہو اور تمہارا انجام بخیر ہے پس اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بجز حضرت علی و فاطمہ
و حسنین علیہم السلام اور کوئی شخص داخل عبائے حضرت رسول خدا نہیں ہوا اور
نہ اس فضیلت میں شریک ہے اور یہاں تک حضرت رسول مقبول کو اشاعت اسکی
منظور تھی کہ حسب روایت صحیح ترمذی چھ ماہ تک دروازہ جناب فاطمہ زہرا پر
نماز صبح کیوقت جاکر آیت موصوفہ کو اپنے اہل بیت سے خطاب کر کے تلاوت فرمایا
تاکہ صاحبان تطہیر کی طہارت و عصمت ہر بدی سے سب پر مثل سپیدی صبح
صادق روشن ہوجائے پس جبکہ جناب امیر کی یہ فضیلت ہے کہ وہ بحکم خدا معصوم
و مطہر مثل ذات پاک حضرت پیغمبر قرار پائے تو انکے کمال ایمان و فضیلت کا کیا
ذکر ہے اور یہ بھی واضح ہو کہ بموجودگی معصوم غیر معصوم خلیفہ و امام نہیں ہوسکتا
پس اس صورت میں کہ ثلثہ غیر معصوم تھے خلافت انکی بموجودگی معصوم باطل ہوئی
اگرچہ باجماع چند نفر ہوا اور بحالت بطلان خلافت غصب کرنا خلافت کا ثابت
ہوا پس غاصب مومن نہیں ہوسکتے حق تعالی پارہ اول میں ارشاد فرماتا ہے
قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ؕ یعنی کہا حضرت ابراہیم نے کہ اولاد
میری سے بعضونکو امام کر کہا خدا نے کہ نہیں پہنچتا ہے عہد میرا یعنی امامت ظالمونکو
یعنے عاصیوں اور فاسقوں کو تیری اولاد میں سے کسی کو امام نہ کرونگا بلکہ نیکوں
اور متقیوں اور صلحا کو امام کرونگا اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیا اور ائمہ علیہم السلام
معصوم ہیں اور گنہگار آدمی قابلیت امامت نہیں رکھتے اور نہ خدا انکی امامت کو
پسند کرتا ہے اور ایک دلیل امام کے معصوم ہونیکی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے جو کہا تھا کہ میری اولاد میں سے بھی امام کر تو مراد انکی حضرت کی معاذ اللہ یہ

نہ تھی کہ حالت ظلم میں انکو امام کر بلکہ مراد یہ تھی کہ حالت ایمانداری اور اتقا میں امام کر اگرچہ
قبل اس کے انہوں نے ظلم کیا ہو خدائے تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس
قول کو ناپسند فرمایا کہ ظالم کو امامت نہیں ہو سکتی اگر کبھی اس نے ظلم کیا ہے اور کافر
ظالم ہوتا ہے چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ یعنی اور کفار وہی
ظالم ہیں پس معلوم ہوا کہ جو لوگ کافر تھے اور پھر مسلمان ہوئے وہ قابل امامت نہیں ہیں
پس بموجودگی جناب حیدر صفدر کہ وہ معصوم و مطہر تھے شخص غیر کیونکر امام و خلیفہ ہو سکتا
ہے کتاب مجالس المومنین میں بمقام ترجمہ فضل بن شاذان بحوالہ کتاب
منتقی مسطور ہے کہ فضل بن شاذان سے پوچھا لوگوں نے کہ تمہارے نزدیک امامت
و خلافت امیر المومنین علی مرتضیٰ پر بعد رسول یعنی انکی خلافت بلا فصل پر کیا دلیل ہے
انہوں نے جواب میں کہا کہ دلیل امامت و خلافت علی پر بعد رسول کہ وہی خلافت
بلا فصل ہے قول خدائے عزوجل ہے یعنی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ اسواسطے کہ خدائے تعالیٰ نے اس آیہ میں سب کو دعوت فرمائی ہے
طرف اطاعت اولی الامر کے جس طرح کہ دعوت فرماتا ہے طرف اپنی طاعت اور طاعت
رسول کے پس ہم سب محتاج ہوئے طرف اس امر کے کہ اولی الامر کو ہم پہچانیں نظر کی
ہم نے اقوال امت میں اور دیکھا ہم نے کہ اختلاف کیا ہے اولی الامر میں مگر اجماع
ہے تفسیر آیہ میں ساتھ وجہہ کے کہ جس نے نزول آیہ کی تخصیص شان علی ابن ابی طالب
میں بہ ہے اسواسطے کہ بعضوں نے کہا مراد اولی الامر سے امراء سرایا ہیں اور بعضوں نے
کہا کہ مراد علما ہیں اور بعضوں نے کہا کہ مراد قوام نظام کار زمرۂ انام بامر معروف
و نہی از منکر ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد اس سے علی مرتضیٰ اور گیارہ امام اولاد
کرام حضرت کے ہیں پس فرقۂ اولیٰ سے پوچھا ہم نے کہ آیا علی علیہ السلام امراء سرایا سے
نہیں ہیں سب نے کہا کہ علی مرتضیٰ امراء سرایا سے ہیں اور فرقۂ ثانیہ نے بھی کہا کہ وہ حضرت

اعلام علماء سے ہیں اور فرقہ ثالثہ نے خبر دی کہ علی علیہ السلام قوام نظام کار کافہ انام سے ہیں بامر معروف و نہی منکر پس ہر طرح ظاہر ہوا کہ مراد اولی الامر سے اس آیہ میں حضرت علی علیہ السلام ہیں باتفاق اہل روایت و روایت تفسیر کبیر کی جلد سوم میں امام فخر رازی نے کہ علمائے اہلسنت سے ہیں لکھا ہے ذیل میں تفسیر آیہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کے اس عبارت کو ان اللہ تعالیٰ امر بطاعة اولی الامر علی سبیل الجزم فی هذه الآیة ومن امر اللہ بطاعته علی الجزم والقطع لا بد من ان یکون معصوماً عن الخطاء اذ لو لم یکن معصوماً عن الخطاء لکان بتقدیر اقدامه علی الخطاء یکون قد امر اللہ بمتابعته فیکون ذلك امراً بفعل ذلك الخطاء والخطاء لکونه خطاء یکون منهیاً عنه وهذا یفضی الی اجتماع الامر والنهی فی الفعل الواحد باعتبار واحد وانه محال فثبت ان اللہ تعالیٰ امر بطاعة اولی الامر علی سبیل الجزم وثبت ان کل من امر اللہ تعالیٰ بطاعته علی سبیل الجزم وجب ان یکون معصوماً عن الخطاء فثبت قطعاً ان اولی الامر المذکور فی هذه الآیة لا بد من ان یکون معصوماً انتهی موضع الحاجة یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہم سب کو ساتھ طاعت اولی الامر کے بطریق جزم و یقین اس آیہ میں اور جس شخص کی طاعت کا حکم دیا خدا نے جزماً و یقیناً ضرور ہے کہ وہ شخص معصوم ہو گناہ و خطا سے اس لئے کہ اگر وہ شخص معصوم نہ ہوگا گناہ و خطا سے تو ہر آئینہ لازم آئیگا بر تقدیر واقع کرنے شخص مذکور کے گناہ و خطا کو یہ کہ حکم کیا ہو خدا نے متابعت کا اس خاطی کی خطا میں پس ہوگا وہ حکم کرنیوالا اس خطا کو بجا لانے کا اور خطا بحیثیتہ خطا منہی عنہ اور ممنوع ہے اور یہ بات منجر ہوگی طرف اجتماع امر و نہی کے فعل واحد میں باعتبار واحد اور یہ محال ہے پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے بطاعت اولی الامر بسبیل جزم و یقین اور ثابت ہوا یہ بھی کہ جس شخص کی طاعت کا خدا نے حکم دیا ہے بسبیل جزم و یقین واجب ہے کہ وہ معصوم ہو خطا و گناہ سے پس ثابت ہو گیا قطعاً کہ

اولی الامر جو مذکور ہے اس آیہ میں ضرور ہے کہ ہو وہ معصوم گناہ سے سہو عمدو
شود سبب خیر گر خدا خواہد فخر رازی نے بہت صاف اور واضح طور پر بیان کر دیا
واضح ہو کہ اتباع اولی الامر بحکم آیہ موصوفہ واجب ہے اور اولی الامر کا معصوم ہونا
گناہ و خطا سے جزماً و یقیناً قرار پایا پس علی علیہ السلام مصداق آیہ تطہیر معصوم ہیں
خطا و گناہ سے جیسا کہ بالتفصیل بیان ہوا پس ایسے معصوم کے ایمان اور افضل
ہونے میں شک کرنا الزام دینا ہے خدا کو اور خدا کو الزام نہیں دے سکتا کوئی فرقہ
جسکو دعویٰ اسلام ہو اور اولی الامر نہیں ہو سکتا وہ شخص کہ جو ہرگز معصوم نہ ہو
اگرچہ اہل حل و عقد کا بھی اجماع ہو اسواسطے کہ اہل حل و عقد فی حد ذواتہم بالاتفاق
معصوم نہیں ہیں والا قول ہر واحد انمیں سے حجت ہو فقط اب ماننے اور نہ ماننے کا
اختیار ہر شخص کو ہے جیسا کہ فرمایا حق تعالیٰ نے اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا
کتاب لوارق مطبوعہ مجمع البحرین لودہیانہ میں نزول آیہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ کو شان میں حضرت
علی مرتضیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے روایت کیا ہے فخر رازی نے بڈ و سندا و بیضاوی نے
اپنی تفسیر میں اور نیشاپوری و زمخشری نے کشاف میں کہ سب تفسیریں معتبر
اہلسنت کی ہیں اور واحدی و واقدی و سمعانی و بیہقی و صاحب مشکوٰۃ اور علاوہ
انکے مفسرین دیگر نے اور نیز روایت کیا ہے اسکو متعددین نے مثل سدی
و مجاہد و حسن بصری و اعمش و عتبہ بن ابی الحکم و غالب بن عبداللہ و قیس بن ابی الربیع
و غیاث بن الربیعی اور ابن عباس و ابوذر و جابر کے اور یہ روایات منجملہ صحاح
اہلسنت کے ہیں چنانچہ کتاب جمع بین الصحاح الستہ میں صحیح نسائی سے بروایت
عبداللہ بن سالم لکھا ہے قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقلت
ان قومنا حادونا لما صدقنا اللہ و رسولہ و اقسموا ان لا یکلمونا فانزل اللہ انما ولیکم

الله ورسوله الخ ثم اذن بلال بالصلوٰة الظهر فقام الناس يصلون بين راكع و

ساجد فاذا سائل يسال فاعطى على خاتمه للسائل وهو راكع فاخبر السائل رسول

الله فقرأ علينا رسول الله انما وليكم الله الى قوله هم الغالبون یعنی کہا

عبد اللہ بن سالم نے کہ حاضر ہوا میں خدمت جناب رسول اللہ میں پس کہا میں نے

کہ قوم میری دشمن ہوگئی ہے جب سے تصدیق کی ہے میں نے خدا اور رسول خدا کی اور

قسم کھائی اُن سب نے کہ نہ کلام کریں وہ سب مجھ سے پس اللہ تعالیٰ نے نازل کیا

آیہ انما ولیکم اللہ ورسولہ کو بعد اس کے اذان دی بلال نے واسطے نماز ظہر کے

پس سب لوگ کھڑے ہوئے اور نماز میں سب مشغول ہوئے رکوع وسجود

کرنے لگے ناگاہ ایک سائل سوال کرنے لگا پس عطا کی علیؑ نے اپنی انگوٹھی سائل کو

درحالیکہ رکوع میں تھے پس سائل نے خبر دی جناب رسول اللہ کو پس حضرت نے

پڑھا سب جا حضرین پر یہ آیہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُونَ

الصَّلوٰةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكوٰةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ یعنی نہیں ہے ولی وحاکم تم سب پر مگر

خدا اور رسول اُس کا اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور برپا کرتے ہیں نماز کو اور

دیتے ہیں زکوٰۃ کو درحالیکہ رکوع میں ہوتے ہیں اور قریب اسی کے سیوطی نے

درِ منثور میں کہ تفسیر معتبر اہلسنت کی ہے ابن مردویہ سے روایت کی ہے اور

آخر میں اُس کے کہا ہے وذلك على ابن ابيطالب فكبّر رسول الله عند ذلك وهو

يقول وَمَنْ يَتَوَلَّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَاِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْغَالِبُونَ

یعنی وہ صاحب حکومت بعد رسول اللہ علی ابن ابیطالب ہیں پس تکبیر فرمائی

حضرت رسول اللہ نے اُسوقت اور فرمانے لگے جو متولی امر اپنا جانے اور مانے

خدا اور رسول کو اور اُسکو جو ایماندار ہے پس تحقیق کہ گروہ خدا کا وہی غالب ہے اور بھی

عبد الرزاق وعبید بن حمید وابن جریر اور ابو الشیخ وابن مردویہ نے روایت کی ہے

ابن عباس سے کہ آیہ انما ولیکم اللہ الخ نازل ہوا ہے شان میں علی ابن ابیطالب کے
انتہی عبارت بوارق اور مرزا محمد بن عبد النبی نے تفسیر ورثمین میں لکھا ہے کہ
جمہور نے روایت کی ہے کہ یہ آیت شان میں علی علیہ السلام کے نازل ہوئی
ہے اور استدلال کیا ہے امامیہ نے اس آیت سے امامت علی علیہ السلام اور خلافت
بلافصل پر آنکی امامیہ کہتے ہیں کہ ولی اس آیہ میں بمعنی اولی بتصرف ہے اور مراد
والذین آمنوا سے علی بن ابیطالب علیہ السلام ہیں اسواسطے کہ روایت فخر رازی
کی تفسیر کبیر میں بذیل تفسیر آیہ موصوفہ دلالت صریحہ رکھتی ہے معنی مذکور اور مراد
مسطور پر جلد سوم تفسیر کبیر میں کہا فخر رازی نے کہ ابو ذر سے منقول ہے کہ نماز پڑھی
ہم نے ہمراہ جناب رسالتمآب کے ایک روز نماز ظہر پس سوال کیا کسی سائل
نے مسجد میں پس کسی نے کچھ نہ دیا پس بلند کیا اُس سائل نے ہاتھ اپنا طرف آسمان کے
اور کہا خداوندا میں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے سوال کیا مسجد رسول اللہ میں پس مجھ کو
کسی نے کچھ عطا نہیں کیا اور علی مرتضیٰ علیہ السلام اُسوقت رکوع میں تھے پس
اشارہ کیا اپنی انگشت خنصر راست سے اور اُسمیں انگوٹھی تھی پس سائل متوجہ
ہوا اُس طرف تا آنکہ انگوٹھی حضرت کے انگشت مبارک سے اُتار لی پس دیکھا جناب
رسالتمآب نے پس حضرت نے درگاہ خدا میں عرض کی خداوندا تحقیق کہ بھائی
میرے موسیٰ نے سوال کیا تھا تجھ سے پس اُنہوں نے عرض کیا اے پروردگار
کھول تو واسطے میرے سینہ میرا اور آسان کر تو واسطے میرے کام میرا اور کھول تو
عقدہ زبان کو میرے کہ وہ سمجھیں قول کو میرے اور گردان تو واسطے میرے
وزیر اہل میرے سے ہارون بھائی میرے کو محکم کر تو ساتھ اُنکے پشت کو میری
اور شریک کر تو اُنکو میرے امر میں پس نازل کیا تھا تو نے اُن پر قرآن ناطق کہ
کہ جلد محکم گردانتے ہیں ہم بازو کو تیرے ساتھ بھائی تیرے کے اور گردانتے ہیں

ہم تم دونوں ہی سلطنت و غلبہ خداوندا میں ہوں محمد نبی تیرا اور برگزیدہ تیرا پس کھول دے
تو واسطے میرے سینہ کو میرے اور آسان کر تو واسطے میرے امر حکومت کو میرے
اور گردان تو واسطے میرے وزیر و نائب میرے اہل سے خاص علیؑ کو اور محکم کر
تو ساتھ علیؑ کے پشت کو میری ابوذر کہتے ہیں کہ یہہ کلمہ تمام ہونے پایا تھا کہ نازل
ہوئے جبرئیل علیہ السلام پس کہا یا محمد اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ
اور وجہ دلالت اس آیت کی خلافت بلافصل علی پر یہہ ہے کہ نازل ہوئی یہ آیت
واسطے قبول ہونے دعائے حضرت رسول اللہ کی اور دعائے رسول یہ بھی کہ
خداوند عالم گردانے علی کو وزیر میرا اور گردانے اُنکو شریک امر میرا اور یہی مراد
ہے خلافت عامہ اور امام سے اور حجت لائے ہیں علی علیہ السلام ساتھ اُسی امر
کے آیت مذکورہ اپنی امامت و خلافت پر روز عاشورہ اور فرمایا کہ آیا کوئی ہے
تم میں سے کہ نازل کیا ہو اللہ تعالیٰ نے اُس کی شان میں اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ الخ
سوائے میرے آیا تم جانتے ہو کوئی ولی امر ہے سوا میرے اور اسی مضمون کو
لکھا ہے نطنزی نے کتاب خصائص علویہ میں پس اگر ہوتا ولی آیت میں بمعنی
محب و ناصر کے یا نہ ہوتا ولی امر ہونا مختص لعلی علیہ السلام ہر آئینہ نہ صحیح ہوتا
حضرت علی علیہ السلام کو حجت لانا ساتھ اس آیت کے اور نہ صحیح ہوتا واسطے
صحابہ کے قبول کرنا اس مراد ولایت کو اور نہ صحیح ہوتا عدم انکار انتہٰی ترجمہ
عبارت اور مُلّا علی قاری نے بھی حدیث مذکور کو شرح مشکوٰۃ میں کہ کتب معتبرہ
اہل سنت سے ہے فصل اول باب مناقب امیر المومنین علیہ السلام میں لکھا ہے۔
الغرض آیہ انما ولیکم اللہ و رسولہ الخ نص صریح اور برہان قاطع ہے خلافت بلا
فصل و امامت علی مرتضیٰ پر اس لئے کہ سوال و دعا میں جناب رسول اللہ نے
علیؑ کا نام لیکر وزیر اپنا اور شریک امر اپنا گردانا خدا سے طلب کیا جس طرح

حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کا نام لیکر اپنے واسطے اُنکا وزیر گردانا خدا سے طلب کیا تھا اور حق تعالیٰ نے بعد قبول دعائے حضرت موسیٰ فرمایا وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا یعنی گردانا ہم نے ساتھ موسیٰ کے بھائی اُن کے ہارون کو وزیر اسیطرح یہاں بھی خدائے تعالیٰ نے دعائے حضرت رسول اللہ کو فوراً بلا فاصلہ قبول فرمایا کیونکہ آپ حبیب کبریا اشرف الانبیا تھے اور جب سؤالِ رسول علی زوجِ بتول کو بخطاب ولی خلیفہ بلا فصل نبی باوصاف ایمان واقامتِ صلواۃ وادائے زکواۃ حالِ رکوع میں بآیہ مذکورہ فرماکر جناب رسول اللہ کو آگاہ کیا اب اس سے زیادہ صاف صریح و بدیہہ کیا حجت ہو سکتی جناب امیر علیہ السلام کی خلافت بلا فصل اور کمالِ ایمان اور فضیلت پر خداوند عالم جس کے ایمان و فضیلت و امامت و خلافت بلا فصل کی تصریح فرماتا ہے اُسکو کون مٹا سکتا ہے اگر معاند متعصب از روئے بغض و فساد و حسد و عناد کے اب بھی نہ مانے تو کیا نقصان ہے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✦ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ اور اس دلیل پر حدیثِ منزلت بہت شد و مد سے گواہی دیتی ہے یعنی حسب دُعائے رسول اللہ علی کو شریک امر اور وزیر گردانا حق تعالیٰ نے اپنے نبی کا جیسا کہ وزیر گردانا حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ کا صحیح بخاری میں مرقوم

ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرج الی تبوک فاستخلف علیاً قال اتخلفنی فی الصبیان والنساء قال الا ترضی ان تکون منی بمنزلة ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی

اور یہی حدیث منزلت صحیح مسلم کی جلد دوم میں موجود ہے اور محصل یہ ہے کہ جنابِ رسول اللہ نے سفر کیا طرف تبوک کے پس خلیفہ اپنا کیا حضرت علی کو عرض کی علی نے آیا خلیفہ کرتے ہیں آپ مجھ کو لڑکوں اور عورتوں پر پس جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ تم راضی نہیں ہو کہ ہو تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے مگر یہ کہ

نہیں ہے کوئی نبی بعد میرے فقط اور اس حدیث کے اسناد میں ایک مجلد جناب سلالۃ الاطیاب سلطان المتکلمین فخر المناظرین سید العلما عمدۃ الفضلا حامی دین رسول الثقلین مولانا السید حامد حسین اعلی اللہ مقامہ نے تحریر فرمائی ہے پس ظاہر ہے جب کہ جناب علی علیہ السلام خلیفہ بلا فصل حضرت خیر الانام بنص آیات واحادیث جناب سرور کائنات یقینی قرار پا چکے اور حق تعالیٰ اُنکو مثل پیغمبر معصوم وطاہر و اطہر کر چکا تو اُنکی کمال ایمان اور فضیلت سے منکر ہونا وحدانیت رب العزت و نبوت حضرت رسالت سے انکار کرنا ہے صحیح مسلم وصحیح ترمذی میں بچند سند مروی ہے ولما نزلت ھذہ الایۃ ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم الخ دعی رسول اللہ علیاً وفاطمۃ وحسناً وحسیناً فقال ھٰؤلاء اھلی خلاصہ یہ ہے کہ جناب سید المرسلین نے بحکم رب العالمین نصارائے نجران کو حکم دیا کہ آؤ دعا کریں ہم تم تاکہ حق وباطل وصدق وکذب ظاہر ہو اور ہم تم اپنے فرزندوں اور اپنی عورتوں اور اپنے نفسوں کو دعا کے وقت حاضر لائیں جناب سرور کائنات نے جناب امام حسین کو گود میں لیا اور جناب امام حسن کا ہاتھ تھاما اور جناب فاطمہ زہرا کو پس پشت اپنے اور اُنکے پیچھے جناب علی مرتضیٰ صلواۃ اللہ علیہم کو لیکر شہر مدینہ سے باہر تشریف لائے اور ان چاروں حضرات سے ارشاد فرمایا واذا دعوت فامنوا یعنی جو وقت دعا کروں میں تم سب آمین کہو پس تشریح مقام مقتضی چند امر ہے **اول** یہ کہ سید انبیا کو بحکم کبریا جناب حسنین وفاطمہ زہرا وعلی مرتضیٰ کو مباہلہ میں شریک کرنیکی احتیاج ہوئی اور انحصار اجابت دعا ساتھ آمین کہنے حضرات اہلبیت علیہم السلام کے اعاظم فضائل و مراتب سے ہے **دوم** یہ کہ ابناء جمع ابن ہے اور ابن مشتق ہے بناء سے اور اولاد شرعی کو ابن کہتے ہیں اس لئے کہ ابن بنائے نسل پدر ہے پس حسنین کو خدا نے اس آیت میں ابن فرمایا اور ظاہر ہے

کہ اولاد جناب سبط اصغر آل پیغمبر ہے اور باقی ہے قیامت تک بمصداق حدیث ثقلین کے سوم یہ کہ بعض جماعت مفسرین کا قول ہے کہ اس آیت میں ابناءنا واسطے تعلیم خلق کے فرمایا تاکہ حسنین و دیگر ائمہ کرام علیہم السلام کو سب لوگ ابن رسول اللہ کہیں پس بنص قرآن و حدیث الحسن والحسین لدای ثابت ہوا کہ جناب حسنین و دیگر ائمہ کرام اولاد سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ابن یقیناً جزو پدر و مادر ہوتا ہے پس یہ حضرات جزو جناب سرور کائنات ہیں اور چونکہ جناب سید الانبیا تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں لہذا یہ حضرت بھی تمام کافہ خلائق اور انبیا سے فضل و اعلیٰ ہیں **چہارم** یہ کہ لفظ لنساء نزدیک اہل لغت کے جمع ہے لیکن اجماع مفسرین ہے کہ وقت مباہلہ سوائے جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا اور کوئی عورت حضرت رسالت کے ہمراہ نہ تھی پس اعظم مراتب جناب سیدہ لنساء العالمین سے ہے اور کیونکر آپ سیدہ زنان عالم نہوں کہ جزو سید الانبیا اور زوجہ سید الاوصیا اور مادر سرداران جوانان بہشت عنبر سرشت ہیں **پنجم** یہ کہ انفس جمع نفس بسکون فا بمعنی جان در روح و ہستی و خون و عین ہر چیز ہے اور بنا بر معنی لغوی نزدیک اہل معرفت کے ثابت ہے کہ قوام بدن اور بقائے حیات ساتھ وجود روح و خون کے ہے اگر روح و خون جسم میں نہو تو بقائے جسم غیر ممکن ہے اور اسکو حکما و اطبا خوب جانتے ہیں پس اس آیہ میں انفسنا سے واضح ہوا کہ حضرت رسالت جسم ہیں اور علی نفس ہیں اُن کے پس جسم و روح دونو یکجا ہو کر حکم عین واحد میں ہیں یا یہ کہ جسم نبوت کی روح امامت ہے پس جبکہ روح جسم سے جدا ہو تو جسم بیکار ہے اور بقائے جسم ساتھ تفرقہ روح کے ناممکن اور اس سے مابین جناب بشیر و نذیر و حضرت امیر ایسا اتحاد لازم آیا کہ اگر کوئی تیسرا شخص انمیں داخل ہو تو باعث فساد ہے **ششم**

یہ کہ متکلمین ومفسرین کے نزدیک اس آیت میں لفظ نفس سے کفو ومساوی و مثل حضرت پیغمبر مراد ہے اور وہ بجز علی علیہ السلام کے اور کوئی نہیں ہے کیونکہ انسان اپنے نفس کو نہیں طلب کرتا اور ہمراہ رسول اللہ ہونا جناب اسد اللہ کا باجماع ثابت ہے اور یہ قول بھی اجماعی ہے کہ جناب سید الانبیا افضل کائنات ہیں پس مثل ومساوی بھی اُن حضرت کا افضل ہے تمام خلائق یعنی ملائکہ وانبیا وصحابہ وغیرہ سے پس ایمان بھی مثل ومساوی پیغمبر کا سب سے افضل تر ہے اور واضح ہو کہ حدیث علیؑ منی وانا من علیٍ تشریح آیہ انفسنا ہے کہ خداوند عالم نے حضرت علی کو نفس رسول قرار دیا اور بدین معنی ثابت ہوا کہ جو کچھ واسطے نبی کے جائز ہے وہ علی کے لئے بھی جائز ہے صرف اطلاق لفظ نبی اللہ جائز نہیں کیونکہ بعد حضرت رسالت کوئی نبی نہیں ہے پس ولایت عامہ وعصمت تامہ ثابت ہے واسطے علی کے اور بمصداق حدیث کما روی فی الترمذی ان علیاً منی وانا منہ وھو ولیؑ کل مومن من بعدی دلیل قطعی ہے اوپر ولایت وخلافت بلافصل علی علیہ السلام کے واسطے کہ لفظ ولی سے اگر ناصر ومحب ہونا مراد ہوتا تو حضرت رسول مقبول لفظ بعدی ارشاد نہ فرماتے کیونکہ علی محب وناصر عہد حضرت میں بھی تھے پھر تخصیص بعدی کی کیا ضرورت تھی لیکن قید بعدی اولیٰ بالتصرف اور ولی امر ہونے سے مراد یقینی ہے یعنی علی بعد نبی ولی امر کافہ خلائق ہیں اور ابن اثیر نے بھی بیان کیا ہے کہ ولی لغت میں بمعنی متصرف ومتولی امور ہے صحیح ترمذی میں مروی ہے قال رسول اللہؐ علیؑ منی وانا من علیٍ ولا یودی عنی الا انا او علیٌ یعنی فرمایا جناب رسول اللہ نے کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور نہیں ادا کرتا ہے رسالت کو میری کوئی لیکن میں یا علی چنانچہ ترمذی میں بذکر تفسیر سورۂ برات جسکو سورۂ توبہ کہتے ہیں مروی ہے ارسل النبی ببراءۃ ابابکر ثم دعی علیاً فقال لا ینبغی لاحد ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلی

اومنی فاعطاہ علیا ایاہ یعنے پیغمبر خدا نے بھیجا ابو بکر کو ساتھ آیات سورہ برات
کے بعد اس کے طلب کیا علی کو اور فرمایا کہ سزاوار اس امر کا کوئی نہیں ہے کہ
پہنچاوے اسکو مگر وہ مرد کہ اہل بیت میرے سے ہو یا مجھ سے پس عطا کیا علی کو فقط
اور نیز دیگر تفاسیر میں بھی اس کا ذکر موجود ہے چنانچہ کشاف وغیرہ میں ان ابا بکر
لما کان ببعض طریق ھبط جبرئیل فقال لا یبلغن رسالتك الا رجل منك فارسل
علیاً فرجع ابو بکر الی رسول اللہ فقال یارسول اللہ انزل شئ من السماء
یعنی ابو بکر پہنچے تھے بیچ بعض راہ مکہ کے کہ نازل ہوئے جبرئیل پس کہا یا محمد حق تعالیٰ
فرماتا ہے کہ ہرگز نہیں پہنچا سکتا ہے کوئی رسالت کو تمہاری مگر وہ مرد کہ تم سے
ہے پس بھیجا علی کو ساتھ سورہ برات کے اور پلٹ آئے ابو بکر پاس رسول اللہ
کے پس عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا کوئی چیز آسمان سے نازل ہوئی ہے فرمایا
حضرت نے کہ ہاں لائق ادائے امور رسالت کوئی نہیں ہے مگر میں یا علی فقط
تشریح مقام مقتضی چند امر ہے اوّل یہ قصہ مراجعت ابو بکر اور تشریف لیجانا
علی کا بجائے آنکے متواترات سے ہے اہل تفسیر و سیر و تواریخ اس پر متفق ہیں
دوم اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسول مقبول و جناب امیر
زوج بتول ایک لیاقت اور ایک مرتبہ رکھتے ہیں پس لائق ادا و ابلاغ امور
الٰہی و احکام رسالت پناہی کوئی نہیں ہے مگر خود جناب سید الانام یا حضرت علی
علیہ السلام اسواسطے خداوند اعلیٰ نے بموجودگی جناب بشیر و نذیر حضرت امیر کے
بھیجنے کا حکم دیا کہ قیامت تک کافہ خلائق کو معلوم رہے کہ بموجودگی حضرت سید الانبیا
علی مرتضیٰ نے مناصب نبوی کو ادا کیا اور کما ینبغی پہنچایا پس علی بعد نبی بھی لائق
ادائے اوامر و نواہی الٰہی ہیں نہ شخص غیر یہ ہے نص جلی امامت و فضیلت علی علیہ
السلام پر اور اہل لغات نے حصر کیا ہے ساتھ قول لا یودی عنی اور لا ینبغی لاحد ان یبلغ

هذا الا رجل من اهلی او منی اور لا یبلغن رسالتک الا رجل منک کے پس ساتھ
وجود ایسے نصوص کے قول محققین کا یہہ ہے کہ نبوت اور امامت فی الواقع ایک ہے
بسبب ختم ہو جانے نبوت کے یعنی بعد آنحضرت کے کوئی نبی نہیں ہے اسواسطے
صاحب منصب امامت کو بلفظ نبی قرار نہیں دیا لیکن امام و امیر و خلیفہ و وصی
و ولی و مولی کے نام سے موسوم کیا سوم اولاً بھیجنا ابو بکر کا اور عقب ابو بکر
بھیجنا حضرت علی کا اور واپس بلالینا ابو بکر کو علت غائی اس کی صاحبان عقل
سلیم وارباب فہم مستقیم پر مثل آفتاب نصف النہار روشن و آشکار ہے یعنی
اجماع اہل جہان واسطے اختیار کرنے کسی امر کے باطل ہے اس لئے کہ وہ لوگ
عالم بحقیقت حال و کیفیت مآل اور معصوم من حیث الافراد والاجتماع نہیں ہیں
اور جناب ختمی رتبت ہادی سبل کہ عقل کل و معصوم بالکل اور اعلم جزو کل ہیں پس
حضرت نے واسطے اداکرنے ایک امر کے جس شخص کو منتخب کیا تھا اسکو خدائے
عزوجل نے غیر منتخب قرار دیا تاکہ کافہ انام کو تا روز قیام معلوم رہے کہ لائق ادائے
رسالت اور قابل ابلاغ احکام حضرت رب العزت ابو بکر ہرگز نہیں ہیں بلکہ قابل
اس کے حضرت علی ہیں اور سب لوگوں پر حجت قطع ہو اور چونکہ حضرت رسالت نے
ابو بکر کو واسطے ادائے رسالت کے اولاً مکہ بھیجا اور اثنائے راہ سے بموجب
حکم الٰہی واپس بلالیا پس اسی طرح اگر اہل اجماع خلافت ابو بکر سے واپس لیں اور انکو
خلیفہ قرار نہ دیں تو یہ عین پیروی پیغمبر خدائے تعالیٰ کی ہے اگر اس تقریر دلپذیر پر
بطور معارضہ کوئی نقص وارد کرے کہ حضرت پیغمبر خدا نے ابو بکر کو واسطے قرأت
سورۂ برات کے منتخب فرمایا اور خداوند عالم نے اسکو ناپسند کیا پس یہہ امر
خلاف شان نبوت معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کی رائے منیر مخالف مرضی رب
قدیر ہو جواب اس کا یہ ہے ایک تو ایسا ظن فاسد نسبت رسول خدا کے

دلیل سوئے عقیدت کی ہے کوئی شخص مصلحت حضرت نبوی سے کہ صاحب علم لدنی اور مورد وحی الٰہی ہیں واقف نہیں ہو سکتا دوسرے نص قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت رسول اللہ کسی امر میں خلاف مرضی خدا بلکہ بغیر حکم الٰہی کچھ حکم نہ دیتے تھے چنانچہ خود حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ پس ظاہر ہوا کہ حضرت رسالت پناہی نے بحکم الٰہی مصلحتاً ابوبکر کو مامور کر کے معزول فرمایا تاکہ علی العموم ناقابلیت ابوبکر کی توضیح صریح ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو کہ تبلیغ احکام الٰہی کی بجز حضرت رسالت پناہ یا جناب اسداللہ کے کوئی نہیں کر سکتا ہے چہارم قرأت چند آیات کہ طفل مکتب سے بھی ممکن ہے اور خصوص اُس وقت جبکہ ایسا اُستاد کامل واسطے قرأت کے امادہ کرے لیکن ابوبکر بصراحت حدیث قدسی لا یبلغ رسالتہ لیاقت تلاوت آیات بھی نہ رکھتے تھے پس اس سے ظاہر و باہر ہو گیا کہ جس شخص میں قابلیت قرأت چند آیات مثل طفلان مکتب کے بھی نہ تھے وہ منصب خلافت حضرت رسالت اور تبلیغ اوامر و نواہی الٰہی کے قابل کب ہے اور یہ فضیلت حضرات اہلبیت نبوت کے لئے مخصوص ہے کہ حق تعالیٰ نے جنکی مودت و محبت کو مخلوق پر واجب کیا اور اجر رسالت قرار دیا چنانچہ قرآن مجید میں حق تعالیٰ اپنے رسول مقبول سے خطاب کر کے ارشاد فرماتا ہے قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ یعنی کہو اے محمد اپنی اُمت سے کہ نہیں سوال کرتا ہوں میں تم سے اجر رسالت کا لیکن محبت کرو میرے ذوی القربیٰ سے یعنی میں تم لوگوں سے بدلہ رسالت کا نہیں چاہتا ہوں مگر اُس کے عوض میں میرے قریبوں سے محبت کرو پس بموجب حکم آیہ کے محبت اہلبیت رسالت کی تمام مخلوق پر واجب ہوئی مناسب مقام کسی کا مصرع مشہور عام ہے بے حب اہلبیت عبادت حرام ہے اور یہ اشعار شافعی مشہور

درمیان جمہور ہیں ؎ یا اھلبیت رسول اللہ حُبکم۔ فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
کفاکم من عظیم القدر انکم من لم یصل علیکم لا صلوٰۃ لہٗ

ترجمہ اے اہلبیت رسول اللہ محبت تمہاری۔ فرض ہے جانب خدا سے کہ خدا نے اُسکو قرآن مین نازل فرمایا ہے۔ کافی ہے تمکو مرتبہ عظیمہ سے یہ امر۔ کہ جو تم پر نماز میں درود نہ بھیجے نماز اُس کی صحیح نہیں ہے عارفان معانی اور واقفان اسرار قرآنی پر ظاہر ہے کہ شعر اول شافعی اشارہ ہے طرف آیہ قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی کے اللہ اللہ اہلبیت رسالت کے وہ فضائل ہیں کہ جن پر نماز میں درود نہ بھیجنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور اگر ان حضرات اہلبیت کے سوا اور کسی صحابی کا ذکر نماز میں آئے تو ہرگز نماز صحیح نہو پس بقول شافعی کہ امام اہلسنت ہیں یہ مرتبہ عظیم بنا بر اہلبیت رسول کریم کافی ہے اور ان حضرات کے ایمان و فضائل نامتناہی کا ذکر مستغنی عن البیان ہے اور جناب امیر علیہ السلام داخل اہلبیت کرام ہیں کہ تفصیل اس کی تحت ذکر آیہ تطہیر و آیہ مباہلہ وغیرہ بیان ہو چکی ہے علی و فاطمہ و حسنین و نو فرزندان حسین علیہم السلام اہلبیت و عترتِ رسول انام ہیں اور نیز اکثر حدیثیں صحیح ترمذی و مشکواۃ شریف میں درباب وجوب محبت اہلبیت رسالت مرقوم ہیں چنانچہ ترمذی اور مشکواۃ میں مروی ہے قال رسول اللہ صلعم احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمۃ واحبونی بحب اللہ واحبوا اھلبیتی بحبی یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ دوست رکھو خدا کو کہ غذا دیتا ہے تمکو نعمتوں اپنی سے اور دوست رکھو مجھ کو بواسطہ محبت خدا کے اور دوست رکھو اہلبیت میرے کو ساتھ محبت میری کے اور ترمذی میں مروی ہے قال صلعم والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ یعنی فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ قسم ہے اُس خدا کی کہ جس کے قبضہ

قدرت میں جان میری ہے نہیں داخل ہوتا ہے ایمان کسی کے دل میں کہ جبتک کہ نہ دوست رکھے تم اہلبیت نبوت کو بجہت خدا و رسول خدا اور پھر ترمذی و مشکوٰۃ میں مروی ہے ان النبیؐ اخذ بید حسن وحسین من احبنی واحب هذین وا باهما وامهما کان معی فی درجتی یوم القیامة - یعنی جناب رسول اللہ نے پکڑا ہاتھ جناب امام حسنؑ امام حسینؑ کا اور فرمایا کہ جو کوئی دوست رکھے مجھے اور ان دونو فرزندوں میرے کو اور انکے پدر کو اور انکی مادر کو وہ ہوگا میرے ساتھ میرے درجہ میں قیامت کے روز - اور کشاف و تفسیر کبیر و ثعلبی و تفسیر نیشاپوری وغیرہ میں بذیل آیہ مودت مروی ہے قال رسول اللہ صلعم مَن مات علی حُبّ آلِ محمد مات شهیداً الا ومن مات علی حُبّ آل محمد مات مغفوراً الا ومن مات علی حُبّ آلِ محمد مات تائباً الا ومن مات علی حب آل محمد مات مؤمناً مستکمل الایمان الا ومن مات علی حب آل محمد بشره ملک الموت بالجنة ثم منکر و نکیر الا ومن مات علی حب آل محمد یزف الی الجنة کما تزف العروس الی بیت زوجها الا ومن مات علی حب آل محمد فتح له فی قبره بابان الی الجنة الا ومن مات علی حب آل محمد جعل اللہ قبره مزار ملئکة الرحمة الا ومن مات علی حب آل محمد مات علی السنة والجماعة الا ومن مات علی بغض آل محمد جاء یوم القیامة مکتوب بین عینیه آئس من رحمة اللہ الا ومن مات علی بغض آل محمد مات کافراً الا ومن مات علی بغض آل محمد لم یشم رائحة الجنة یعنی جو مرا محبت آل محمدؐ پر وہ شہید مرا اور آگاہ ہو جو محبت آل محمدؐ پر مرا وہ آمرزیدہ مرا - اور آگاہ ہو جو محبت آل محمدؐ پر مرا وہ تائب مرا اور آگاہ ہو جو محبت آل محمدؐ پر مرا وہ کامل الایمان مرا - اور آگاہ ہو جو محبت آل محمدؐ پر مرا بشارت دیتے ہیں اسکو ملک الموت و منکر و نکیر ساتھ جنت کے اور آگاہ ہو کہ جو محبت آل محمدؐ پر مرا وہ بہشت میں جاتا ہے اس طرح کہ جیسے پہلے رات کو دلہن اپنے شوہر کے

گھر جاتی ہے۔ اور آگاہ ہو جو محبت آل محمدؐ پر مرا کھل جاتے ہیں دروازے جنت کے واسطے اُس کے اور آگاہ ہو جو محبت آل محمدؐ پر مرا خداوند عالم اُسکی قبر کو زیارت گاہ ملائکہ رحمت گردانتا ہے۔ اور آگاہ ہو جو محبت آل محمدؐ پر مرا وہ اوپر سُنّت رسول خدا اور اوپر جماعت اہل اسلام و اہل ایمان کے مرا۔ اور آگاہ ہو جو عداوت آل محمدؐ پر مرا قیامت میں آئے گا اس طرح کہ اُس کی پیشانی پر لکھا ہوگا کہ یہہ نااُمید ہے رحمت خدا سے اور آگاہ ہو جو عداوت آل محمدؐ پر مرا وہ کافر مرا۔ اور آگاہ ہو جو عداوت آل محمدؐ پر وہ ہرگز بوئی بہشت نہ سونگھے گا۔ یعنی اُس پر بوئے جنت حرام ہے۔ اما بعض متعصبین کا قول یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام داخلِ آل محمدؐ نہیں پس یہ قول اُنکا اکثر احادیث و روایات سے مدفوع و مردود ہے اور ہرچند کہ اس باب میں دفاتر طویلہ و طوامیر کثیرہ ہیں لیکن ایک شمہ اُن سے بغرض ملاحظہ ناظرین لصفت آئین نقل کرتا ہوں شیخ احمد بن الفضل کہ علمائے معتبر اہل سُنّت سے ہیں وسیلۃ المآل فی مناقب الآل میں تحریر فرماتے ہیں اخرج الدار قطنی عن معقل بن یسار

رضی اللہ عنہ قال سمعت ابا بکر رضی اللہ عنہ یقول علی ابن ابیطالب عترۃ رسول اللہ

ای الذین حث ابنی علی التمسک والاخذ بھدیھم فانھم نجوم الھدی من

اقتدا بہم اھتدیٰ یعنی کہا ابو بکر نے کہ علی عترتِ رسول ہیں یعنی اُن لوگوں سے ہیں کہ رسول خدا نے جن سے متمسک ہونیکا حکم دیا اور اُنکی ہدایت پر چلنے کو کہا اس لئے کہ وہی لوگ نجوم ہدایت ہیں جو شخص اُنکی اقتدا کرے ہدایت پائے انتہٰی تشریح مقام مقتضی چند امر ہے اوّل یہ کہ بشہادت ابو بکر حضرت علی کا عترت رسول ہونا ثابت ہے اور عترت و آل متحد المعنی ہیں یعنی آل بمعنی ذریت و خویشاں و نزدیکاں و قریباں لغت میں آیا ہے اور یہی معنی

عترت کے ہیں دوم یہ کہ خلیفہ صاحب اس بات کی بھی گواہی دیتے ہیں کہ رسول خدا نے علی کے ساتھ تمسک کرنیکا حکم دیا اور انکی ہدایت پر چلنے کو فرمایا جیسا کہ حدیث ثقلین بمقبولہ فریقین سے ثابت ہے مگر مقام حیف ہے کہ باوجود اس اقرار کے خلیفہ جی متمسک بعلی نہ ہوئے بلکہ انحراف کیا اور خود علی علیہ السلام سے طالب بیعت و اقتدا ہوئے سوم یہ کہ خلیفہ صاحب اس بات کے بھی قائل ہیں کہ وہی لوگ نجوم ہدایت ہیں (یعنی عترت رسالت) جو شخص انکی اقتدا کریگا ہدایت پائیگا لیکن سخت عجب ہے کہ فرمان واجب الاذعان رسول ایزد منان کو پس پشت ڈال دیا اور ترک اقتدا کیا اور طالب ہدایت نہوئے پس معلوم ہوا کہ تارکین اقتدائے علی نے ہدایت نہیں پائی اور وہ یقیناً ضلالت میں رہے کیوں حضرت سائل کیا آپکے اصحاب ثلثہ حکم تمسک عترت سے مستثنی تھے ہاں خوب یاد آیا آپکے خلیفہ ثانی صاحب نے تو حضرت رسول مقبول کے منہ پر تمسک عترت رسول سے انکار کردیا تھا اور حسبنا کتاب اللہ کہدیا تھا ۔ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں بذیل آیہ مودت لکھا ہے ان آل محمد ھم الذین یوجع امرھم الیہ و من کان رجوع امرہ الیہ اکثر کان الہ ولا ریب ان علیاً و فاطمۃ والحسن والحسین کان التعلق بینھم وبینہ اشد التعلقات وھذا کالمعلوم التواتر فوجب ان یکون ھم الال وایضاً اختلفوا فی الال فقال بعضھم ھم قرابیہ وقال بعضھم ھم الامۃ فلو حملنا علی القرابۃ کانوا ھم الال وان حملنا علی الامۃ الذین اجابوا دعوتہ کانوا ھم الال فثبت علی التقدیرین کونھم ھم الال واما دخول غیرھم فیھم فاختلفوا فیہ فروی صاحب الکشاف انہ لما نزلت ھذہ الایۃ یعنی ایۃ المودۃ قالوا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من القربی الذین یجب علینا مودتھم فقال صلعم علی وفاطمۃ وابناھما فثبت ان ھذہ

الاربعة قربی النبی فوجب اختصاصهم بزیادة التعظیم ثم ذکر اسباب تعظیمهم اولاً بالاجمال ثم بالتفصیل۔ خلاصہ یہ کہ آل محمدؐ وہ ہیں کہ رجوع نسب اور امر انکا رسول خدا کی طرف بیشتر ہو پس کچھ شک نہیں ہے اسمیں کہ تعلق علی و فاطمہ و حسن و حسین کا ساتھ حضرت رسول کے جملہ اقارب سے زیادہ تر ہے اور یہ امر معلوم و متواتر ہے پس بسبب اس کے وہ لوگ یعنی علی و فاطمہ و حسنین علیہم السّلام وجوباً آل محمدؐ ہیں اگرچہ معنی آل میں اختلاف کیا ہے بعضونکے نزدیک اقربا اور بعضوں کے نزدیک امت رسول ہے کہ جنہوں نے دعوت انکی قبول کی ہے اگر حمل اوپر اقربا کے کیا جائے پس وہی لوگ آل محمدؐ ہیں اور اگر امت تابع مراد لیجائے تو اس صورت میں بھی وہی لوگ آل محمدؐ ہیں پس بہر تقدیر قطعی ہے کہ علی و فاطمہ و حسنین آل محمدؐ ہیں اور داخل ہونا غیر کا بیچ انکے خلاف ہے پس جو کچھ کہ متفق اور قطعی ہے یہی ہے کہ وہی لوگ آل ہیں اور روایت کی ہے صاحب کشاف نے کہ صحابہ نے حضرت رسول صلعم سے پوچھا کہ وہ اقربا آپکے جن کی مودت قرآن میں نازل اور تمام مخلوق پر فرض ہوتی ہے کون ہیں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ علی و فاطمہ اور اولاد انکی پس ثابت ہوا کہ کل اقارب حضرت رسول سے آل اور اہل قربی اور عترت مخصوص یہی ہیں پس واجب ہوتی خصوصیت انکی ساتھ زیادتی تعظیم کے اور اسی سبب سے ذکر کئے گئے اسباب تعظیم انکے اجمالاً و تفصیلاً انتہیٰ لفضل خدا تعالیٰ بتقدیر و بطفیل حضرت بشیر و نذیر کمال ایمان و فضائل جناب امیر خیبر گیر پیش ارباب بصیرت بنصوص قرآنی و احادیث صحیحہ و روایات معتبرہ اہلسنّت سے مثل مہر منیر ظاہر و روشن ہوگئے اگر کوئی حاسد ہماری اس تحریر پر یہ عذر بارد و اعتراض فاسد وارد کرے کہ اقوال مفسرین و مورخین و محدثین معتمدین اہلسنّت بمقابلہ خوارج کافی نہیں تو ہم دو جواب شافی بعنوان وافی دینگے اوّل یہ کہ اہلسنّت و خوارج عقیدہ متفق

ہیں اوپر خلافت شیخین کے اور اُنکے صفات حمیدہ وخصائل پسندیدہ انہیں کتب سے
قبول کرتے ہیں بالراس والعین پس اگر نہ صحیح ہوگی حجت ہماری ساتھ اقوال رواۃ
معتمد وکتب مستند اہل سُنّت کے تو ہرگز صحیح نہ ہوگی خلافت اور بزرگی شیخین کی
بھی اُنکے نزدیک اُنہیں کتابوں اور اُنہیں راویوں کے قول سے اور یہ امر اُن کے
عقیدے اور عمل کے خلاف ہے پس بجز تسلیم واقبال انکار اس سے دشوار ومحال ہے
دوم یہ کہ کلیتہً قاعدہ مناظرہ یہ ہے کہ مخالف معاند کو اُسی کے مذہب کی کتابوں سے
جواب دیکر ساکت کیا جاتا ہے اور اُسی کے علما کے اقوال سے حجت لائی جاتی
ہے تاکہ اُس کو بجز تسلیم واقرار راہ گریز وانکار ہاتھ نہ آئی پس چونکہ اسوقت وکیل
فرقہ خوارج ذلیل حضرت سائل صفات ثلثہ کی قائل ہیں بنابرآں جواب سوال
حسب مذاق اُنکی برعایت طرق مناظرہ لازم آیا آئندہ اگر کوئی خارجی ملعون اصالتًا
بمناظرہ پیش آئےگا تو اول ہم اُس سے اُس کی کتب اعتقادیہ وکلامیہ کی فہرست
لینگے وبصورت موجودگی کتب مذکورہ انشاء اللہ تعالیٰ اُس کے مذاق کے موافق
اُنہیں کتب سے سوال جواب دنداں شکن دیکر مُنہ اُس کا بند کردینگے فقط الا ابنظر
احتیاط واتمام حُجت ہم دوسری دلیلیں بھی محض خوارج کے متعلق پیش کرکے ہدیہ
ناظرین نیک اندیش ومبصرین عقیدت کیش کرتے ہیں واضح ہو کہ فرقہ خوارج
ابتدا میں جناب امیر کو امیر المومنین جانتا تھا اور مطیع وفرمان بردار تھا لیکن لبعد وقوع
قصہ تحکیم یہ فرقہ باغوائے شیطان رجیم وصی رسول کریم سے منحرف ہوگیا اور اُسی
زمانے سے یہ فرقہ مذموم ساتھ خوارج کے موسوم ہوا چنانچہ ابن عباس وخود
جناب امیر خیر الناس نے شبہات خوارج کا جواب باصواب دیا ہے اور اُنکا اعتراض
باطل اور اپنا ایمان ثابت کیا ہے حتی کہ وہ لوگ اپنی غلطی کے معترف ہوکر ساکت
ہوگئے بلکہ دو ہزار آدمی زمرہ خوارج سے علیحدہ ہوگئے سبط ابن جوزی کہ علمائے

اہل سنت سے ہیں کتاب تذکرہ خواص الامۃ میں بذکر خوارج ملاعین و جناب امیرالمومنین تحریر کرتے ہیں کہ ابن عباس نے امیرالمومنین علی علیہ السلام سے عرض کیا کہ تھوڑی دیر قتال خوارج میں توقف فرمایئے تاآنکہ میں اُس گروہ تک جاکر پلٹ آؤں چنانچہ ابن عباس گئے خوارج نے پوچھا کہ تم کیوں آئے ہو ابن عباس نے کہا کہ میں تمہارے پاس منجانب مہاجرین و انصار و داماد رسول مختار کے آیا ہوں جن پر قرآن نازل ہوا اور جو رموز و تاویل قرآن کو تم سے بہتر جانتے ہیں پس تم نے ہم میں کیا عیب دیکھا خوارج نے بیان کیا کہ تین خصلتیں اوّل یہ کہ تم نے دین خدا میں لوگوں کو حکم بنایا حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ حکم صرف خدا کے واسطے ہے دوّم علی نے قتال کیا لیکن نہ قید کیا نہ مال غنیمت لوٹا پس کس چیز نے اُنکے خون مباح اور اموال حرام کر دیئے سوّم علی نے اپنے نام سے لفظ امیرالمومنین کو مٹا ڈالا پس وہ امیرکافرین ہوئے ابن عباس نے کہا کہ میں تمہارے اقوال کو قرآن مجید سے باطل کئے دیتا ہوں پس یہ قول تمہارا کہ علی نے دین میں حکم مقرر کیا تو کیا تم واقف نہیں کہ حق تعالیٰ نے خرگوش کی قیمت کے لئے کہ جو ربع درہم ہے لوگوں کو حکم مقرر کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَحْکُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ [1] اور زوجہ و شوہر کے باب میں ارشاد کیا فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ [2] یُوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا پس اب بتاؤ کہ ان دونوں میں کون بہتر ہے لوگوں کی اصلاح ذات میں اور خون روکنے میں حکم کرنا یا خرگوش کے باب میں جس کی ربع درہم قیمت ہے اور عورت کے نکاح کے معاملہ میں

---

[1] یَحْکُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ یہ آیہ شروع پارہ ہفتم سورۃ مائدہ میں واقع ہے۔ یعنی حکم کریں ساتھ اُس کے دو صاحبان عدل تم میں سے کہ وہ دونوں مومن ہوں اور عادل ہوں اور کہدیں اُس شکار کو دیکھ کر یا تسلیک کر اس کے عوض فلاں چارپا دینا چاہئے مثلاً وہ ہرن کو شکار کریں تو وہ کہیں گے کہ بجری اُس کے عوض میں ذبح کرنا چاہئے +

[2] فَابْعَثُوْا حَکَمًا الخ۔ آیہ شروع پارہ پنجم سورۂ نساء میں واقع ہے۔ یعنی مقرر کرو تم واسطے دفع کرنے نافرمانی برداری کے ایک شخص منصف شوہر کے کنبہ میں سے اور ایک منصف عورت کے قبیلہ سے کہ وہ دونوں لیاقت حکم کرنے اور انصاف کرنے کی رکھتے ہوں اور دونوں مافی الضمیر مرد و عورت سے واقف ہوں

خوارج نے کہا کہ نہیں وہی بہتر ہے پھر ابن عباس نے کہا کہ یہ قول تمہارا کہ علی نے اسیر نہ کیا اور مال غنیمت نہ لیا پس اگر تم کہو کہ عائشہ تمہاری ماں نہیں ہیں تو اسلام سے باہر ہو جاؤ گے اور اگر ہاں کہتے ہو تو بتاؤ کہ اپنی ماں کو کیونکر اسیر کرتے اسیطرح اہل صفین کے باب میں جواب ہے کہ اُن سے قتال اس لئے ہوا کہ حق کیطرف پھر آئیں نہ اس لئے کہ اُن کے اموال حلال سمجھے جائیں خوارج نے قبول کیا کہ بیان تمہارا سچ ہے پھر ابن عباس نے کہا کہ تمہارا قول ہے کہ علی نے امارت مومنین سے اپنا نام محو کر ڈالا پس یہ رسول اللہ نے بھی روز صلح حدیبیہ کیا تھا کیا حضرت رسالت اس سبب سے نبوت سے خارج ہو گئے خوارج نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو اسکے بعد دو ہزار آدمی خوارج کے گروہ سے علٰحدہ ہو گئے اور باقی نے باوجود اعتراف خروج کر کے قتال کیا اور نہروان میں مقتول ہوئے اور کتاب مذکور میں مرقوم ہے کہ حضرت امیر المومنین واسطے قتال خوارج ملاعین کے مستعد ہو کر سامنے تشریف لائے تو فرمایا کہ تمہارا سردار کون ہے خوارج نے کہا کہ ابن الکوا حضرت نے فرمایا کہ کس سبب سے تم لوگوں نے ہم پر خروج کیا کہا کہ بروز صفین تمہارا تحکیم کو تسلیم کرنا حضرت نے فرمایا کہ تمکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ جس دن لشکر معاویہ نے قرآنوں کو بلند کیا تھا تو میں نے کیا تم سے نہیں کہا تھا کہ ان لوگوں کے باب میں میری مخالفت نہ کرو تم نے کہا کہ ہم ان کا کہنا کتاب خدا کی باب میں قبول کرتے ہیں میں نے کہا تھا کہ ان لوگوں نے محض مکر و فریب سے قرآن بلند کئے ہیں تم نے جواب دیا کہ اگر تم کتاب خدا کو قبول نہ کرو گے تو ہم تمہیں قتل کریں گے یا لشکر معاویہ کے حوالہ کر دیں گے پس جب تم نے کچھ نہ مانا بجز کتاب خدا کے تو میں نے دونو حکموں کے لئے شرط لگائی کہ کتاب خدا کے موافق حکم کریں اور اگر بغیر حکم خدا و حکم قرآن حکم کیا تو ہم اُن سے بری ہیں خوارج نے

کہا کہ لوگونکو تم نے کیوں حکم کر دیا حضرت نے فرمایا خدا کی قسم میں نے کسی مخلوق کو حکم
نہیں کیا بلکہ قرآن کو حکم کیا اس لئے کہ قرآن دو دفتیوں کے درمیان لکھا ہوا ہی
خود گویا نہیں ہوتا بلکہ لوگ اُسکو پڑھتے ہیں خوارج نے جواب دیا کہ آپ سچ فرماتے
ہیں بے شک ہم مرتکب کفر ہوئے جب ہم نے یہ فعل کیا اور اب ہم نے
خدا سے توبہ کر لی پس آپ بھی مثل ہمارے توبہ کیجئے تو آپ سے بیعت کریں ورنہ
قتال کریں گے دوسری روایت اسی مقام پر اس کتاب میں یوں ہے مروی
ہے کہ خوارج نے امیر المومنین سے توبہ کرنیکو کہا تو حضرت نے فرمایا کہ وائے ہو
تم پر بعد اس کے کہ میں نے حضرت رسول اللہ کے ساتھ ایمان لا کر اُنکے ہمراہ فی
سبیل اللہ جہاد کیا اور ہجرت اختیار کی اب اپنی نسبت کفر کی گواہی دوں ضرور
اس حال میں گمراہ ہونگا اور ہدایت پانے والوں سے نہ ہونگا فقط اور یہی
حال صاحب روضۃ الصفا نے بھی تحریر کیا ہے اب ہم وہ مناظرہ کہ جو زمانہ
ہارون رشید میں سر آمد خوارج سے واقع ہوا اور خوارج ساکت ہوئے اور کچھ
جواب نہ دے سکے کتاب بحر الجواہر سے بجنسہٖ نقل کرتے ہیں شیخ صدوق در
اکمال الدین نقل کردہ کہ یحیی بن خالد وزیر ہارون مجلسے داشت ہر روز یکشنبہ
کہ متکلمین حاضر میشدند از ہر فرقہ و ملتے و در دین و ملت خود مباحثہ میکردند این
خبر بہ ہارون رسید باو گفت این چہ مجلسیت کہ در خانہ خود قرار دادہ گفت از آن
ہمہ اکرام و احترام کہ امیر المومنین بمن میکند و نعمت و احسانیکہ از او دائما بمن میرسد
ہیچ چیز در نظرم آن قدر عظیم ندارد کہ آن مجلس در نظرم خوش آمدہ مجلسیست کہ حاضر
میشوند دران اصحاب ہر ملت و با یکدیگر مباحثہ و مناظرہ می نمایند و حق و باطل را از
یکدیگر امتیاز میدہند و فساد ہر مذہب ظاہر میشود رشید گفت من دلم میخواہد کہ این مجلس بروم
و متکلمین نشوم بنحویکہ کسے نفہمد من حاضرم عرض کرد اختیار با خلیفہ است ہر وقت میل کند

بسر است پس چناں کرد ایں خبر بعلمائے معتزلہ رسید کہ خلیفہ چنیں شوقے داشتہ و خواہشی کردہ بایکدیگر شورہ کردند کہ با ہشام بن الحکم کہ دراں روز سرآمد اہل عصر خود بود در علم کلام مناظرہ کنند و در ہیچ بابے سخن نگویند مگر در مسئلہ امامت چوں مذہب رشید را میدانستند کہ چہ قدر تعصب دارد و دریں مسئلہ پس حاضر شدند و ہشام نیز حاضر شد عبداللہ بن یزید اباضی کہ از جملہ خوارج بود و از ہمہ انہا صدیق تر بود بہ ہشام و شریک در تجارت او بود نیز در آں مجلس بود چوں ہشام وارد شد از میان ہمہ سلام و خصوصیت را با عبداللہ بن یزید کرد یحیی بعبداللہ بن یزید گفت با ہشام صحبت بدار در مسئلہ امامت ہشام گفت ایہا الوزیر ایشاں نمی توانند با سخن بگویند نہ از سوال و نہ از جواب بجہت اینکہ ایں ہا اوّل با ما ہم مذہب شریک بودند در امامت کسیکہ امیر المومنین بود و بعد بدون جہت و بدون علم و معرفت دست از او برداشتند نہ در آں وقت کہ با ما بودند حق را شناختہ بودند و نہ در حین مفارقت از ما دانستند کہ بچہ جہت مفارقت کردند پس ایشاں سوال و جوابے با ما نتوانند کرد بیان نامی کہ از جملہ حروریہ خوارج بود گفت اے ہشام من از تو سوال میکنم کہ یاران علی در روز نصب حکمین مومن بودند یا کافر ہشام گفتہ سہ فرقہ بودند مومن و مشرک و گمراہ مومن آنہا تے بودند کہ گفتند علی امام است از جانب خدا و معاویہ قابل امامت نیست چہ ایماں آوردند بآنچہ خدا در شان علی نازل کردہ و مشرک آنہا تے بودند کہ گفتند علی امام است و معاویہ ہم صلاحیت امامت دارد و شرک آوردند بشریک کردن معاویہ با علی و گمراہ انہا تے بودند کہ ہیچ یک ازیں و آں را نہ فہمیدند بلکہ بحمیت و تعصبے از برائے عشیرہ و قبیلہ خود خروج کردند و شمشیر کشیدند

۱؎ معتزلہ یہ فرقہ اوّل ہے منجملہ بارہ فرق خوارج کے ۔

بیان گفت صحابہ معٰویہ چند قسم بودند گفت انہا نیز سہ صنف بودند کافر و مشرک و گمراہ۔ کسے بود کہ گفت معاویہ امام است و علی قابل امامت نیست کافر شد از دو راہ یکے آنکہ امام از جانب خدا را انکار کرد دیگر آنکہ امام تعیین نشدہ از جانب خدا را نصب کرد مشرک انہا ئے بودند کہ گفتند معاویہ امام است و علی نیز قابلیت امامت دارد و گمراہ انہا اند کہ ہیچ کدام را نفہمیدند و بہ محض عصبیت قوم و قبیلہ آمدند و خروج کردند بیان ساکت شد ضرار بن الخطاب کہ نیز از ان طائفہ بود گفت من سوال میکنم از تو ہشام گفت غلط کردی در طریق مناظرہ بجہت آنکہ ہمہ شما یک مذہب وا رید و متفق ہستید بر اینکہ صاحب من علی امام بودہ و یک نفر از شما پیش افتاد و سوال کرد و جواب شنید حال دیگر از برائے شما سوالے باقی نیست نوبت سوال با من است در ہمیں باب ضرار گفت بپرس ہشام گفت خدا را عادل میدانی یا ظالم۔ گفت عادل۔ گفت پس ہرگاہ شخص زمین گیرے را مکلف بجہاد کردن و بہ مسجد رفتن نماید یا آنکہ کورے را مکلف بقرآن و کتاب خواندن و دیدن حروفاتِ آن نماید عدالت کردہ یا ظلم و جور کردہ گفت خدا ہرگز چنیں کارے را نمیکند گفت میدانم نمیکند و لیکن بر سبیل مجادلہ میگویم کہ ہرگاہ بکند نا درست یا نہ۔ گفت البتہ ظالم است و عادل نیست۔ گفت بگو اے ضرار کہ خدا ئے تعالیٰ تکلیف نمودہ است خلق را بدینِ واحد بلکیفیتے کہ اختلاف در آن نباشد یا نہ نمودہ است گفت بلے نمودہ است۔ گفت راہ نمائے از برائے ایں دین قرار داد کردہ است یا اینکہ تکلیف کردہ است بچیزے کہ ہیچکس آن را نفہمد و راہِ آن را نداند یا آنکہ مثل تکلیف کردن بزمین گیر و کور باشد براہ رفتن و دیدن ضرار ساعتی سکوت نمودہ بعد از ان گفت راہ نمائے در دین خدا در کار است

لازم است اما رفیق تو یعنی امیر المومنین کہ او را امام میدانی نیست بلکہ کس دیگر است
ہشام خندید و گفت پس دریں مسئلہ کہ تعیین امام از جانب خدا لازم است با ما
شریک شدی و از آں مذہب فاسد خود برگشتی کہ بر خدا لازم نیست و مردم
باید بجہت خود از برائے سیاست و انتظام امور معیشت خود کسی را تعیین کنند
پس حال نزاع ما و تو برگشت بہ مسئلہ دیگر کہ آیا آں امام معین شدہ از جانب
خدا کیست و چہ نام دارد ضرار گفت حال بر میگردد و ہمیں بحث را بر تو میکنم
گفت بگو ضرار گفت کہ امامت بچہ طریق منعقد میشود و امام معین میشود گفت
بہماں طریقے کہ نبوت منعقد میشود و معین می گردد ضرار گفت پس پیغمبر و امام
ہر دو یکے خواہند بود۔ ہشام گفت چنیں نیست بعلت آنکہ نبوت از اہل
آسمان یعنی ملائکہ منعقد میسازند و امام را اہل زمین یعنی پیغمبر لیکن ہر دو باذن
و امر الٰہی بود ضرار گفت دلیل بر ایں چیست ہشام گفت ضرورت بریں داعی
است و چارہ نیست۔ گفت از کجا میگوئی ایں را گفت بعلت آنکہ از
سہ قسم بیروں نیست یا حق تعالیٰ بعد از وفات پیغمبر تکلیف را از خلق مرتفع
نمودہ و اوامر و نواہی را بالمرہ از ایشاں موقوف داشتہ و ایشاں را بمنزلہ
حیوانات مرفوع القلم ساختہ تو اے ضرار بایں قسم قائل میباشی گفت نہ ہشام
گفت پس باید قائل شوی کہ مردم بعد از پیغمبر مثل پیغمبر باشند در علم و احکام و
حلم و سیاست و احتیاج براہ نما و ہادی نداشتہ باشند و احتیاج ایشاں رفع
شدہ باشد۔ گفت نہ بلکہ ایشاں را احتیاج خود براہ نمائے و ہادی باقی میباشد
ہشام گفت پس باید کہ قائل شوی رسول خدا از برائے ایشاں علمی و راہ نمائے
و ہادی تعیین کردہ کہ مثل خودش معصوم باشد کہ سہو و خطا و غلطی از و صادر
نشود و کہ وثوق و اعتماد را شاید و عالم بجمیع احکام و ما یحتاج ناس باشد و ہمہ باو

محتاج باشند و او بکسے احتیاج نداشته باشد ضرار گفت علامت چنین
امامیکه از برائے مردم ضرور و درکار است چیست - گفت هشت علامت
دارد چهار در نسب او و چهار در خود او اما چهار صفت که در نسبش لازم است
آنست که باید جنس او معروف باشد و قبیله او معروف و خانه او معلوم و از سلسله
صاحبان دعوت و ملت یعنی رسول خدا باشد که روزے پنج مرتبه اعلام و اخبار
از دعوت آں میشود به اشهد ان محمد رسول الله و دعوت او بهر بر و فاجرے و
عالمے و جاہلے میرسد و باید که آن صاحب دعوت خود اشاره بآن شخص نماید که
خلیفه و جانشین منست چه اگر غیر ازیں باشد هر کس طمع در آں کند مانند سلطنت و آنچه
از باب لطف است و مقصود خدا و اصلاح حال مسلمانان و انتظام امور ایشان
منجر بفساد و اغتشاش شود و منافی مقصود لازم آید ملخص کلام آنکه باید آں شخص
منصوص از جانب پیغمبر باشد و اما آن چهار صفت که در خودش لازم است که باشد
آنست که دانا تر از همه کس باشد بفرائض و سنن و احکام الهی بمرتبه که هیچ جزئی
و کلی براو مخفی نباشد بلکه در جمیع امور محتاج الیها انسان و معصوم باشد از جمیع
گناهان و شجاع ترین خلق باشد و سخی ترین مردم ضرار گفت چرا گفت بجهت
اینکه مقصود عمده ازایں شخص هدایت خلق و ارشاد ایشان است باحکام الهی
پس اگر خود عالم بجمیع احکام نباشد ایمن نخواهیم بود ازاینکه حلال خدا را حرام نماید
و کسے را که باید حد بزند بکشد و کسے را که باید بکشد حد بزند و حدود الهی به نسبتی که هست
در نفس الامر جاری نشود پس صلاح که مقصود عمده از تعیین امام است موجب
فساد شود و اگر معصوم از گناهان نباشد داخل در خطا شود مثل دیگران اعتماد
و وثوق را نشاید بعلاوه آنکه ترجیح بلا مرجح نیز لازم آید و عیوب و مفاسد

او زیاده از هر چیز باشد و اگر شجاع ترین ناس نباشد در جهاد و ثبات نداشته
باشد و فرار کند و فرار او که راس و رئیس است باعث فرار مسلمانان شود و
فرار از زحف[1] از اعظم کبایر است چنانکه فرموده وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ
مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ[2] چنین کسی چگونه حجت خدا بر خلق تواند شد و اگر
سخی تر از مردم نباشد با آنکه امین مسلمانان و نگهبان عرض و مال ایشان است
و گاه هست نفس او بچیزی از اموال و عرض[3] ایشان میل کند و بردارد پس
امین نباشد و خائن گردد و چنین کسی چگونه حجت خدا گردد بر خلق گفت چنین
کسیکه گفتی امروز کیست هشام گفت صاحب قصر یعنی امیر المومنین هارون و در پشت
پرده تمام این صحبت را شنید و جعفر بن یحیی پیش او بود و بجعفر گفت این سخن
آخر را که صاحب قصر است از روئے تقیه و سرهم بندی گفت ملے جعفر وائے
بر تو کیست مراد او از صاحب این صفات جعفر گفت یا امیر المومنین مقصود
او موسی بن جعفر[4] است پس هارون لب هائے خود را گزید و گفت چنین
کسے زنده است و من میخواهم ملک و سلطنت من باقی بماند از برائے من بخدا
قسم آنچه بر زبان این از تاثیر در دل هائے مردم است بیش از صد هزار شمشیر است
که شجاعان نامدار و پهلوانان روزگار بکار برند یحیی نیز دانست که هشام بکشتن
رفت و در پشت پرده نزد هارون رفت هارون گفت وائے بر تو این
کیست گفت یا امیر المومنین خاطر جمع دار که کشته شد و از شر او امین شدی
پس بیرون آمد یحیی و با چشمان خود اشاره کرد به هشام که در رو و او به بهانه بول
و قضائے حاجت برخاست و از در دیگر رفت انتهی بقدر حاجت ا ه

[1] یعنی جنگ [2] ترجمه جو کوئی اُن کو پشت دے اُس دن پس وہ کما لایا غضب اللہ کا اور رسول کا
[3] بالفتح یعنی متاع [4] یعنی امام موسی کاظم علیه السلام که در آن قصر بودند •

حضرت سائل بچشم انصاف دیکھئے یہ دلائل کس حسن و خوبی اور خوش اسلوبی سے باحتجاج قاطعہ و براہین ساطعہ ایمان و فضیلت و امامت و خلافت جناب امیر المومنین وصی حضرت رسالت ثابت ہو گئے اور خوارج ملاعین قائل و ساکت و صامت ہو گئے اور مجال قیل و قال باقی نہ رہے بلکہ بجز تسلیم انکار محال ہو گیا اب کبھی ایسا دعوی باطل زبان پر نہ لائیگا ورنہ اس سے زیادہ ندامت اٹھائیگا ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی - آپکو اپنے تعصب و عناد کی قسم ہے کیا آپ بھی اسی طرح ایمان و صفات ثلثہ بمقابلہ شیعہ اثنا عشریہ ثابت کر سکتے ہیں ہرگز نہیں قیامت تک نہیں ع جادو کی حقیقت نہیں اعجاز کے آگے قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب واضح رہے کہ مسلمان ہونا کلمہ پڑھنا احکام شرع کا پابند ہونا آنحضرت صلعم و دین و اسلام کی اعانت و نصرت کرنا کفار کے ہاتھ سے دین کے بارہ میں اذیت اٹھانا ہجرت کرنا اسلام لانے کے بعد سے آنحضرت صلعم کی وفات تک آنحضرت کی صحبت میں ہمیشہ حاضر رہنا بعد اسلام لانے کے آنحضرت صلعم سے قرابت قریبہ پیدا کرنا آنحضرت صلعم کا ان سے دین کے کاموں میں ہمیشہ صلاح و مشورہ لینا آنحضرت صلعم کی حیات میں اور نیز بعد آپکے دین اسلام و ملت محمدیہ کو عالم میں پھیلانا اسوقت کے لاکھوں مسلمانوں کا انکو بہترین مومنین سمجھنا اور اپنا پیشوا اور امام بنانا کفار سے بدعوتی اسلام جہاد کر کے انکا ملک لینا لاکھوں کروڑوں کافروں کو مسلمان کرنا بنیاد کفر کو مٹانا شرع کے معاملہ میں اپنے فرزند تک سے قصاص میں درگزر نہ کرنا باوجود حاکم و خلیفہ ہونے کے عیش و لذت دنیا کیطرف رغبت نہ کرنا جناب امیر کا انکی توصیف و تعریف اور انکے امور خلافت میں مدد و نصرت کرنا قرآن کو جمع و مرتب کر کے عالم

میں شائع کرنا اپنے کو انحضرت صلعم کے پہلوئے مبارک میں دفن کرانا وغیرہم
وغیرہ یہ سب ایسے اوصاف ہیں کہ بہ تسلیم فریقین صحابہ مقبولین اہل سُنّت
وجماعت کی ذات میں موجود تھے اور جب کسی شخص میں ذرا بھی مادہ عقل و
انصاف کا ہوگا وہ ہرگز انکے کمال ایمان میں تردد و شک نہ کرے گا بقول
المتمسک بولایت اسد اللہ الغالب سبحان اللہ یہ تقریر ہے کہ
مجذوب کی بڑ بکرّات و مرات اسی کو بیان کیا ہے ہم نے ان سب دعاوے
باطل کا جواب بالتفصیل دیا ہے اب اعادہ اُس کا بیکار و تحصیل حاصل ہے
حضرت سائل کا یہ قول بھی باطل ہے کہ اوصاف صحابہ مقبولین اہل سُنّت
مسلمہ فریقین ہیں شیعہ تو معاندین شاہ بدر و حنین و تارکین حدیث ثقلین کے
خصم میں شیعوں نے اوصاف ثلثہ کب تسلیم کئے ہیں بلکہ کتب اہل سُنّت سے
صدہا الزام دئے ہیں اگر حضرت مخاطب کچھ بھی عقل و انصاف سے حصّہ
پاتے تو ایسا کلمہ لغو زبان پر نہ لاتے شاید اُنکو خبر نہیں کہ حضرات شیعہ ثلثہ
مقبولین اہل سُنّت و دیگر اصحاب بدعت کو طالب جیفۂ دنیا بمودّائے
تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا ہونا نبوّت میں ہمیشہ شک کرنا روز صلح حدیبیہ اُسکا
ظاہر کر دینا افعال جناب رسول ذو الجلال پر معترض ہونا ترک ادب حضرت
رسالت کرنا یہاں تک کہ دامن شریف کو پکڑ کر کھینچنا اور حضرت رسول کو مقبول کا
غضبناک ہونا لڑائیوں میں حضرت پیغمبر کو تنہا چھوڑ دینا اپنی جان بچا کر مفرور
ہو جانا مانع کتابت وصیت ہونا انحضرت کی طرف ہذیان کی نسبت دیکر ان
الرجل لیھجر کہنا بطلب ریاست دنیوی سقیفہ بندی کرنا نعش مطہر جناب پیغمبر کو بے
غُسل و کفن چھوڑ دینا غصب خلافت و غصب فدک کرنا بضعۂ رسول یعنی
جناب بتول کو آزار دینا اُنکو تا حیات غضبناک رکھنا قصدِ احراق خانۂ نبوّت کرنا

مال خمس و زکوٰۃ بغیر حق کھانا مال غنیمت لٹانا خزانہ جمع کرنا مطرو دین رسول رب العالمین کو بُلانا مال خدا اُنکو کھلانا قرآن کو جلانا صحاب خاص رسالتمآب کو مارنا بے عزت کرنا بلکہ جلائے وطن کر دینا اس کے علاوہ بہت سے باتیں بیان کرتے ہیں آپ اُن پر ناحق و ناروا تہمت رکھتے ہیں جس شخص میں ذرا بھی مادہ عقل و انصاف کا ہوگا وہ ہرگز صحاب ثلثہ کو مومن نہ جانے گا کسی طرح انکو افضل و کامل الایمان نہ مانے گا قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب لیکن شیعہ کے زعم میں یہ سب باتیں کافر و منافق کی ذات میں بھی جمع ہو سکتی ہیں اور ثبوت ایمان کے لئے دلیل کافی نہیں ہو سکتیں لہذا ایسی صورت میں اس قسم کی دلیلیں خوارج و نواصب کے مقابلہ میں شیعہ کی طرف سے کیونکر جناب امیر کے ثبوت ایمان کے لئے کافی ہوں گے اور وہ کب ساکت رہیں گے یقول المتمسک بولایتہ اسد اللہ الغالب علمائے اہلسنت کے نزدیک تو کافر صادق اللہجہ بھی نبی ہو سکتا ہے شیعوں کے قول کی تصدیق آیات قرآن پاک و احادیث صاحب لولاک سے ظاہر و آشکار ہے دیکھو قرآن مجید میں یہ ارشاد پروردگار ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ یعنی ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم یقین لاتے اللہ پر اور روز قیامت پر اور نہیں ہیں وہ مومنین سے اور بعد اس کے فرمایا يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۝ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ یعنی دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے اور کسی کو دغا نہیں دیتے مگر اپنے نفسوں کو اور آگاہ نہیں ہوتے اُنکے

دلوں میں آزار ہے پس زیادہ دیا اللہ نے انکو آزار اور انکے لئے عذاب ہے دکھ دینے والا اس لئے کہ وہ جھوٹ کہتے ہیں لفظ اور امام نووی شرح مسلم میں نقل کرتے ہیں کہ انھم کانوا معدودین فی اصحابہ یجاھدون معہ اما حمیۃ او لطلب الدنیا ۔ یعنی منافقین امت اصحاب رسول خدا میں محسوب و معدود تھے اور ان حضرت کے ساتھ جہادوں میں شریک ہوتے تھے یا بحمیت قوم یا بطلب دنیا۔ حضرت سائل ملاحظہ تو فرمائے حق تعالیٰ بھی شیعوں کے قول کی گواہی دیتا ہے اور آپکے علما بھی تصدیق کرتے ہیں اب تو آپ کو یقین ہوا کہ منافق وہ لوگ ہیں کہ جن کا عمل و یقین یکساں نہوا اور وہ لوگ مومنین موقنین کے ساتھ خدمت بابرکت جناب سرور کائنات میں حاضر رہتے تھے اور اظہار اسلام کرتے اور بظاہر فرمان بردار حضرت رسالت و پابند شریعت تھے اور بطمع جیفہ دنیا شریک جہاد ہوتے تھے پس شیعہ جنھیں یہ خصائل و کردار پاتے ہیں انہیں کو منافق بتاتے ہیں اور آپ صحابہ کلھم عدول فرماتے ہیں شیعونکو الزام نہ دیجئے حق تعالیٰ سے عرض کیجئے کہ خدایا تو نے کیوں شیعوں کو صادق ٹھیرایا اصحاب ثلثہ کا کچھ خیال تجھ کو نہ آیا اور یہ حدیث کتب فریقین میں مذکور و مشہور بین الجمہور ہے کہ فرمایا جناب پیغمبر خدا نے ویح عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ اور کنز العمال کتاب اہلسنت میں ہے کہ قاتل عمار و سالبہ فی النار یعنی قاتل عمار آتش دوزخ میں ہے ۔ پس اس سے پہلے حضرت عمار یاسر پر خلیفہ ثالث کا ظلم کرنا اور اس صحابی مظلوم کا تکلیف اٹھا کر دنیائے فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمانا ہم تحریر کر چکے ہیں جن لوگونکی یہ کیفیت ظہور میں آئی کیونکر کوئی عاقل منصف مرد مومن ان کے صاحب ایمان ہونیکا

یقین لائے ایمان جب ہی ثابت ہوسکتا ہے کہ اقرار باللسان کے
موافق تصدیق بالجنان اور عمل بالارکان بھی ثابت ہو شیعہ محض
ائن صفات کو جنکو سائل نے حجت گردانا ہے ثبوت ایمان امیر مومنان
میں پیش نہیں کرتے بلکہ لاکھوں دلائل باثبات ایمان وفضائل خویش
رسول رب ودود صدہا کتابوں میں موجود ہیں کسی نے شان علی مرتضیٰ میں کیا
صحیح مضمون نظم کیا ہے ؎ کتاب فضل ترا آب بحر کافی نیست ✤ کہ تر کنم
سر انگشت وصفحہ بشمارم ✤ ایمان جناب امیر علیہ السلام کی شاہد عادل آیات الٰہی
واحادیث رسالت پناہی ہیں نصوص بین کا منکر ہونا دشمنانِ دین کا کام ہے
نہ صاحبان ایمان ویقین کا ؎ کسے بدیدۂ انکار گر نگاہ کند ✤ نشانِ
صورت یوسف دہد بنا خوبی ✤ وگر بچشم ارادت نگہ کند بردیو ✤ فرشتہ اش
بناید بچشم کروبی قال السائل فی تلبیس الخوارج والنواصب شیعوں نے
عداوت صحابہ کرام کی وجہہ سے اپنے مذہب میں ایسا رخنہ ڈالا اور اپنے
پیر میں ایسا تیشہ مارا کہ قیامت تک اس کا علاج اُنکے اصول پر ممکن نہیں
یقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب سُنّیوں نے بے شک
تارکین حدیث ثقلین وغاصبین حقوق اہلبیت رسول کونین سے محبت و فاتح
بدر وحنین ابو الحسنین سے باطنی عداوت کرکے اپنے مذہب میں ایسا رخنہ
ڈالا اور اپنی عقبیٰ کو ایسا بگاڑا کہ جس کی اصلاح قیامت تک اُنکے اُصول پر
ممکن نہیں شیعہ اصحاب مومنین وارباب ایمان ویقین وسالکان دین مبین
ومحبان آل طٰہٰ ویٰسین کو افضل وبہتر جانتے ہیں وطالبین جیفۂ دُنیا نے
غدار ومعاندین اہلبیت اطہار کو بدترین مخلوق شمار کرتے ہیں جو لوگ
مصداق آیہ فِی قُلُوبِهِم مَّرَضٌ کے ہیں وہ البتہ اپنا علاج کریں خدا ورسول سے

ڈریں اور مخربین دین کا دم نہ بھر یں۔ **قال السائل فی تلبیس الخوارج و النواصب** حوصلہ کی بات تو یہ ہے کہ ان سب دلیلوں کو چھوڑ کر کوئی ایسی دلیل ڈھونڈھ نکالیں کہ اُس کے مقدمات بھی خوارج و نواصب کے نزدیک مُسلّم ہوں اور اُس سے حضرت امیر کا ایمان بھی اُن کے مقابلہ میں ثابت ہو جائے **یقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب** حضرت سائل عینک بغض و عناد و تعصب و فساد کو دُور کر کے بچشم انصاف بلا اعتساف ملاحظہ فرمائیں کہ جو کچھ دلیلیں انہوں نے قائم کی تھیں اُن سب کو چھوڑ کر دوسری دلیلوں سے ہم نے بفضل ایزد منعام و بطفیل حضرت سیّد الانام ایمان جناب مولائے خاص و عام یعنی جناب امیر علیہ السّلام بقاعدہ علم کلام بنصوص قرآن و احادیث رسول مقبول و باحتجاج معقول ثابت کر دیا اور مدعیان تعصب التیام و دشمنان اہلبیت کرام کو ساکت و صامت کر دیا معاندین کے ایسے حوصلے پست ہوئے کہ شرم سے سرنگون تمام باطل پرست ہوئے **قال السائل فی تلبیس الخوارج و النواصب** مگر ناظرین دیکھ لیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ابد الدہر تک شیعہ کو کوئی ایسی دلیل نصیب نہ ہوگی اور ممکن نہیں کہ بلا مدد اہل سُنّت و جماعت کے اُنکو دشمنان حضرت امیر کے مقابلے میں کبھی کامیابی حاصل ہو۔ **یقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب** ناظرین نے دیکھ لیا کہ چند ہی روز میں ایک دلیل نہیں بلکہ چند دلیلیں روشن باثبات فضیلت و ایمان جناب امیر مومنان شیعہ کی طرف سے پیش کر دی گئیں اور حضرت سائل چشم حسرت سے تکتے اور کفِ افسوس ملتے رہ گئے اور انشاء اللہ تا قیامت دست تاسف ملیں گے اہل سُنّت بچارے شیعوں کی مدد کیا کریں گے بقول شخصے ع

کو خواہش تن گم است کرا رہبری کند وہ پہلے اپنے ادعائے باطل کو ثابت کر کے کامیابی حاصل کر لیں پھر شیعوں کو مدد دینے کا حوصلہ کریں قال السائل **فی تلبیس الخوارج والنواصب** یہ تو صرف ایمان حضرت امیر کے ثابت کرنے کی درخواست بمقابلہ خوارج و نواصب کے شیعہ سے کی گئی ہے بہت بڑا مقدمہ اسلام و نبوت کا ہے کہ شیعہ کے اصول کے اس کا ثابت ہونا بمقابلہ کفار و منکرین اسلام کے اس سے زیادہ محال ہے چنانچہ انشاء اللہ تعالی عنقریب دوسرا سوال طبع ہو کر شائع ہونے والا ہے اسمیں چند مقدمات قائم کر کے تمام دنیا کے شیعوں سے استدعا کی گئی ہے کہ اپنے مذہب کی رُو سے آنحضرت صلعم کا پیغمبر ہونا اور اسلام کا دین خدا ہونا بمقابلہ کفار و دشمنان اسلام ثابت کر دیں اور مذہب شیعہ سلامت باقی رہے **یقول المتمسک بولایۃ اسد اللہ الغالب** الحمد للہ الوہاب کہ سوال سائل کا جواب شافی بعنوان کافی و باسلوب وافی دیا گیا اور دشمنان زبان دراز کو ساکت کیا گیا مگر ناظرین اولی الابصار و صاحبان نصفت شعار سائل کے اس کلام مُستہجَن و ادعائے غیر مستحسن کو ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت سائل اب فرقہ خوارج و نواصب کی رفاقت ترک فرما کر دیگر کفار و منکرین کے وکیل اور پیرو کار ہونے والے ہیں خدا خیر کرے کیا ذکر ہے دور نگی دنیا کا اس جگہ + لاتی ہے رنگ طبع مبارک نئے نئے + کفار و مشرکین اکثر و بیشتر شیعوں سے بحث کر کے پسپا و عاری اور میدان مناظرہ سے مانند فراریان اُحد وغیرہ فراری ہو چکے ہیں کتب مناظرہ موجود ہیں حضرت سائل کو چاہیئے کہ تنزیہ الفرقان وغیرہ کو ملاحظہ فرمائیں زحمت بیجا اور تکلیف بیفائدہ نہ اُٹھائیں وما علینا الا البلاغ مذہب شیعہ

اثنا عشریہ بفضل رب العزت وبتصدق حضرت رسالت تا روز قیامت قائم وسلامت رہیگا کیونکہ اُس رسن ممدودہ سے بندھا ہوا ہے جس کا ذکر جناب سید الانبیا بانیِ دین خدا علیہ الصلواۃ والثنا نے حدیث ثقلین میں فرمایا ہے مگر حضرات اہل سنت اپنی خبر لیں کہ اُن کے مذہب کی بنیاد سقیفہ بندی ہے نہ آیات الٰہی پر عمل نہ احادیث رسالت پناہی کی پابندی ہے اپنے ہی علماء ومفسرین ومحدثین ومورخین کے اقوال سے الزام اٹھاتے ہیں لیکن ہٹ دھرمی کا بھلا ہو کہ لغو گوئی سے باز نہیں آتے ع مقابل ہو سکے حق سے کہاں یہ تابِ باطل ہے۔ جو ناقص ہے وہ ناقص ہے جو کامل ہے وہ کامل ہے فقط

لراقمہ

بلطفِ خداوندِ روزی رساں
بفیض جناب رسولِ انام
بتائید نفسِ رسالت مآب
مسرت دہِ مومن پاک دل
بحق نبی و علی و بتول
سوالے کہ سائل نمود انتخاب
مددگارِ من فضل معبود شد
الٰہی منم بندۂ پر گناہ
نداریم حسنِ عمل اے صمد
ولی ہست کافی پئے مغفرت
الٰہی بحق رسولِ زمن

بافضال خلاق کون ومکاں
علیہ الصلواۃ وعلیہ السلام
نمودیم امروز ختم ایں کتاب
ہدایت رساں بہر اضلال ومضل
ببخشد خدا رنگ حسنِ قبول
زبان قلم داد او را جواب
ہمہ دعوئے خصم مردود شد
بکن عفو بہرِ رسالت پناہ
ز لبس شرمسارم ز عصیان خود
یکے حبِ حیدر دگر رحمت
بہ آل پیمبر شود حشر من

دلم زالفت آل معمور دار
ازیں مہر ایں خانہ پُر نور دار

اطلاع ضروری

ازانجا کہ کتاب احسن الدلائل کا حق تصنیف مصنف مدظلہ العالی نے مطبع ہذا کو ہبہ کر دیا ہے لہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ کوئی صاحب بدوں اجازت مالک مطبع یوسفی دہلی کے قصد طبع نہ فرمائیں قیمت فی جلد ۵ر ہے جس صاحب کو جسقدر کتابوں کی ضرورت ہو قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجکر طلب فرماویں فوراً تعمیل ہوگی فقط العبد سید علی حسین مالک مطبع یوسفی دہلی

صحت نامہ احسن الدلائل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۹	وہ سری	دوسری
۷	۱۱	سئوال	سُوال
۸	۶	مدعی	مدعیٰ
۸	۱۸	اور عد	اور رعد
۹	۲۰	مدعی	مدعیٰ
۹	۱۷	عنبۃ	علنبہ
۱۰	۱۵	موّید	مؤیّد
۴۲	۱۱	فہم ودکا طاہر ہے	فہم ذوکا ظاہر ہے
۲۶	۵	ابوبکر کی	ابوبکر گئے
۲۸	۸	اوربا وفا شعاری	اور وفا شعاری
۳۰	۴	بروے	برو ے
۳۳	۱۰	حرزی	جزری
۳۶	۹	والخلاف مشہور	والخلاف فیہ مشہور
۴۰	۱۵	رساقت	رشاقت
۵۲	۹	بعرض	بعریض
۵۶	۶	بے باک	بیباک
۵۶	۱۵	درنگ	درنک
۵۹	۱۲	بیتہ اسلام	بیضہ السلام
۶۳	۱۹	حائل	قائل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۳	۱۱	وحا	وفا
۷۸	۲۱	مزلیہ	مزبلہ
۸۱	۲۱	بشیوا	پیشوا
۸۲	۳	بقوں	بقول
۱۰۳	۱۱	تھے	بھی
۱۰۵	۸	ثانی	ثمانی
۱۰۵	۹	سے	نے
۱۰۶	۲۱	اس	اس
۱۰۹	۳	عقیدنی	عقیدتی
۱۱۳	۳	یہی	بھی
۱۱۸	۶	یہ کتاب	بکتاب
۱۲۱	۱۸	ویطہر و تطہیرا	و تطہرکم تطہیرا
۱۲۸	۱۰	عاشورہ	شورہ
۱۳۸	۷	•	مرا
۱۴۲	۸	بنایا	تبیلا
۱۴۷	۱۸	اخیتاج	احتیاج
۱۵۵	۱۵	نہ ہنوگی	ہنوگی

فہرست بعض کتب منجملہ کتب موجودہ کتب خانہ مطبع یوسفی دہلی

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱	تضمین پند نامہ سعدی اُردو	۱۰ر	۲۱	سیرۃ الائمہ ترجمہ کشف الغمہ	ے عصر
۲	تحفہ احمدیہ ہر سہ جلد مجلد	عیعا ۱۲	۲۲	فارسی مجلد -	
۳	گلدستہ ثمر مجموعہ سلامہائے	عصہ	۲۳	منظوم جواہر الزواہر فارسی	۹ر
۴	تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین		۲۴	مثنوی نان و سرکہ فارسی	۲ر
۵	درجہ اعلےٰ	للعہ	۲۵	دیوان ابیات الجناس فی	
۶	ایضاً درجہ متوسط	ے	۲۶	مدح سید الانس والجان	۶ر
۷	ایضاً درجہ سوم کاغذ خاکی	عیعا ۸ر	۲۷	ینابیع المودت القربےٰ	ے ۸ر
۸	دولہا نامہ جواب دُلہن نامہ	۲ر	۲۸	ہدایت النملہ عقائد امامیہ	۵ر
۹	غزوات حیدریہ اُردو	۱ر	۲۹	ناصر العترت -	عہ ر
۱۰	اطواق الذہب از مخشری عربی	۴ر	۳۰	ارشاد المبتدی	ے
۱۱	اقلید الادلہ عربی	۱۰ر	۳۱	طعن الرماح	ے
۱۲	مصباح کفعمی عربی	ے ۸ر	۳۲	ریاض الشمیم	۱۲ر
۱۳	جلد ششم ناسخ التواریخ	عہ ۸ر	۳۳	مثنوی بیت الحزن	۲ر
۱۴	سرمایہ ایمان فارسی	۱۰ر	۳۴	ذخیرہ عقبےٰ	۳ر
۱۵	نہج الیقین وصایائے حضرت	۱۰ ۸عہ	۳۵	نان و حلوا فارسی -	۲ر
۱۶	صادق فارسی		۳۶	شرح لمعہ -	لعہ ر
۱۷	جامع الدعوات فارسی	۱۲ر	۳۷	طہارت نسوان -	ر
۱۸	منہج الدعوات عربی فارسی	عیعا ۴ر	۳۸	فضیحتہ المنکرین -	۲ر
۱۹	حزن المومنین فارسی	ے ۸ر	۳۹	مروح النفوس	لر
۲۰	کشف اسرار فارسی	۵ر	۴۰	دافع الادبار	۱ر